وهذا كتٰب انزلنٰه مبٰرك

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ص

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"

اسلامی اخلاق و آداب

مہد سے لحد تک کے اصول و آداب زندگی

مرتبہ

منشی عبدالرحمن خان چھلیک ملتان شہر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور ۲

فون ۳۵۲۲۲۵۵-۷۲۳۳۹۹۱

Marfat.com

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"

اِسلامی اخلاق و آداب

مہد سے لحد تک کے اصول و آدابِ زندگی

مُرتّبہ

مُنشی عبدالرحمن خان چھلیک مُلتان شہر

ناشر

اِدارۂ اسلامیات انارکلی لاہور ۲

M.W

Marfat.com

مصنف کی خصوصی اجازت کے ساتھ

طبع جدید بار اوّل ـــ جولائی ۱۹۸۸ء

باہتمام ـــ اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

ناشر ـــ ادارۂ اسلامیات۔ لاہور

کتابت ـــ مشتاق احمد جلالپوری

مطبع ـــ وفاق پریس لاہور

قیمت ـــ مجلد ڈائی دار

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم، دارالعلوم کراچی ۱۴

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱

Marfat.com

اُن کے نام

جنہیں اس مفلس تمدّن نے
آداب و اخلاق کی تعلیم سے
محروم رکھا۔

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
		آدابِ نماز	۵۰
آداب الاسلام: تقریظ حضرت مفتی محمد شفیع رح	۱۱	آدابِ قیامِ جماعت	۵۳
پیغمبرانہ آداب: تقریظ حضرت قاری محمد طیب رح	۱۳	آدابِ روزہ	۵۴
چراغِ راہ: تقریظ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رح	۱۴	آدابِ تراویح	۵۷
مقامِ ادب: از حضرت قاری محمد طیب رح	۱۶	آدابِ زکوٰۃ	۵۸
تعمیرِ سیرت کی ضرورت: از مؤلف	۲۷	آدابِ خیرات و صدقات	۵۹
		آدابِ حج	۶۱
(۱) باب العبادات	۳۵	آدابِ سفرِ حج	۶۳
آدابِ ذکرِ الٰہی	۳۶	آدابِ کعبہ	۶۴
آدابِ قرآن مجید	۳۷	آدابِ حرم	۶۶
آدابِ تلاوتِ کلام پاک	۳۹	آدابِ زیارتِ مدینہ	۶۷
آدابِ درود شریف	۴۲	آدابِ قیامِ مدینہ	۶۸
آدابِ مسجد	۴۴	آدابِ قربانی	۷۰
آدابِ وضو	۴۷	آدابِ جمعہ	۷۲
آدابِ اذان و اقامت	۴۸	آدابِ خطبہ	۷۴
آدابِ نیت نماز	۵۰	آدابِ جہاد	۷۵

Marfat.com

مضامین	صفحہ
آدابِ عیدین	۷۰
آدابِ دین	۷۸
آدابِ تبلیغ	۸۰
آدابِ وعظ	۸۴
آدابِ دُعا	۸۵
(۲) بابُ العلم	۹۱
آدابِ قلم	۹۲
آدابِ کتابت	۹۳
آدابِ کتاب	۹۴
آدابِ تصنیف و تالیف	۹۵
آدابِ شاعری	۹۶
آدابِ نشر و اشاعت	۹۸
آدابِ مطالعہ	۹۹
آدابِ دار المطالعہ	۱۰۰
آدابِ علم	۱۰۱
آدابِ تعلیم	۱۰۲
آدابِ تعلّم	۱۰۵
آدابِ تربیّت	۱۰۶
آدابِ معرفتِ شیخ	۱۰۷
آدابِ فتویٰ	۱۱۰
آدابِ مناظرہ	۱۱۱

مضامین	صفحہ
(۳) بابُ الاخلاق	۱۱۳
رضائے الٰہی	۱۱۴
اخلاص	۱۱۵
استغفار	۱۱۶
خشیّت	۱۱۷
امید	۱۱۹
شکر	۱۲۰
صبر	۱۲۱
توکّل	۱۲۳
تقوےٰ	۱۲۴
شوق	۱۲۵
محبت	۱۲۶
خودی	۱۲۸
خلق	۱۲۹
حیاء	۱۳۱
استقامت	۱۳۲
اعتدال	۱۳۴
خلوت	۱۳۵
جلوت	۱۳۶
محاسبہ و مراقبہ	۱۳۷
غصّہ	۱۳۸
حسد	۱۳۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
بخل	۱۴۱
تکبّر	۱۴۳
حرص	۱۴۵
ریاء	۱۴۶
خودپسندی	۱۴۸
حبِ جاہ	۱۴۹
حبِ مال	۱۵۰
(۴) بابُ الحقوق	۱۵۳
آدابِ حق تعالےٰ	۱۵۴
آدابِ النبیؐ	۱۵۵
آدابِ شیخ	۱۵۸
آدابِ مرید	۱۵۹
آدابِ والدین	۱۶۰
آدابِ اولاد	۱۶۲
آدابِ شوہر	۱۶۳
آدابِ زوجہ	۱۶۴
آدابِ خوشدامن	۱۶۶
آدابِ سنہ (بہو)	۱۶۷
آدابِ بیوہ	۱۶۸
آدابِ مطلقہ	۱۶۸
آدابِ اقرباء	۱۶۹
آدابِ یتیم	۱۶۹
آدابِ مسکین	۱۷۰
آدابِ دوست	۱۷۱
آدابِ دشمن	۱۷۲
آدابِ ہمسایہ	۱۷۳
آدابِ مہمان	۱۷۴
آدابِ میزبان	۱۷۵
آدابِ آقا	۱۷۷
آدابِ خادم	۱۷۷
آدابِ مسافر	۱۷۸
آدابِ رفیقِ سفر	۱۷۹
آدابِ سائل	۱۸۰
آدابِ عالم	۱۸۱
آدابِ معلّم	۱۸۲
آدابِ متعلّم	۱۸۳
آدابِ حاکم	۱۸۴
آدابِ ملازم	۱۸۴
آدابِ داعی	۱۸۵
آدابِ رعایا	۱۸۶
آدابِ مسلم	۱۸۷
آدابِ انسان	۱۸۹
آدابِ حیوان	۱۹۰
(۵) بابُ البدن	۱۹۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آدابِ صحت	۱۹۴
آدابِ اصلاحِ نفس	۱۹۵
آدابِ روح	۱۹۶
آدابِ دماغ	۱۹۷
آدابِ دل	۱۹۸
آدابِ زبان	۲۰۰
آدابِ چشم	۲۰۱
آدابِ گوش	۲۰۲
آدابِ بینی (ناک)	۲۰۳
آدابِ مُو (بال)	۲۰۳
آدابِ ریش (داڑھی)	۲۰۴
آدابِ بروت (مونچھ)	۲۰۶
آدابِ دست	۲۰۶
آدابِ پاء	۲۰۷
آدابِ ناخن	۲۰۸
آدابِ شکم	۲۰۸
آدابِ شرمگاہ	۲۱۰
(۶) باب الطہارت	۲۱۱
آدابِ پاکیزگی	۲۱۲
آدابِ غسل	۲۱۲
آدابِ پیشاب و پاخانہ	۲۱۳
آدابِ استنجاء	۲۱۴
آدابِ طہارتِ آب	۲۱۵
آدابِ طہارتِ چاہ	۲۱۶
آدابِ طہارتِ اشیاء	۲۱۷
(۷) باب المعاشرت	۲۱۹
آدابِ سلام	۲۲۰
آدابِ مصافحہ	۲۲۱
آدابِ معانقہ	۲۲۲
آدابِ مذاق	۲۲۲
آدابِ کلام	۲۲۳
آدابِ داخلہ بیوت	۲۲۵
آدابِ ملاقات	۲۲۶
آدابِ نشست	۲۲۸
آدابِ مجلس	۲۲۸
آدابِ ضیافت	۲۲۹
آدابِ مباشرت	۲۳۰
آدابِ خواب (نیند)	۲۳۱
آدابِ رویاء (خواب)	۲۳۲
آدابِ معاش	۲۳۳
آدابِ رہائش	۲۳۴
آدابِ اشیاء	۲۳۶
آدابِ لباس	۲۳۷
آدابِ زیور	۲۳۸

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۲۳۹	آدابِ پاپوش
۲۴۰	آدابِ طعام
۲۴۱	آدابِ خورد و نوش
۲۴۳	آدابِ حقّہ و پان
۲۴۴	آدابِ شکار
۲۴۵	آدابِ ذبح
۲۴۵	آدابِ سوال
۲۴۶	آدابِ خدمت
۲۴۷	آدابِ سفارش
۲۴۸	آدابِ ہدیہ
۲۵۰	آدابِ چندہ
۲۵۱	آدابِ سوق (بازار)
۲۵۲	آدابِ راہ
۲۵۳	آدابِ راہ روی
۲۵۴	آدابِ اشارہ
۲۵۵	آدابِ سفر
۲۵۷	آدابِ ٹکٹ
۲۵۹	آدابِ سفرِ ریل
۲۶۰	آدابِ خط و کتابت
۲۶۲	آدابِ مصوری
۲۶۴	آدابِ خضاب
۲۶۵	آدابِ حفاظتِ زر و مال
۲۶۶	آدابِ حفاظتِ انسانِ گمشدہ
۲۶۷	آدابِ تصرفِ مالِ گمشدہ
۲۶۹	آدابِ ظن
۲۶۹	آدابِ رازداری
۲۷۰	آدابِ سرگوشی
۲۷۱	آدابِ صفائی
۲۷۲	آدابِ بادکش (پنکھا)
۲۷۲	آدابِ ظروف
۲۷۳	آدابِ خازہ (جمائی)
۲۷۳	آدابِ عطس (چھینک)
۲۷۴	آدابِ بزاق (تھوک)

(۸) باب المعاملات ۲۷۵

صفحہ	مضمون
۲۷۶	آدابِ وعدہ
۲۷۷	آدابِ وقت
۲۷۸	آدابِ معاہدہ
۲۷۹	آدابِ جہیز
۲۸۰	آدابِ نکاح
۲۸۲	آدابِ مہر
۲۸۳	آدابِ طلاق
۲۸۴	آدابِ عدت
۲۸۵	آدابِ پردہ
۲۸۶	آدابِ وصیت
۲۸۷	آدابِ میراث

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آدابِ مشورہ	۲۸۸	آدابِ تیمارداری	۳۱۸
آدابِ وکالت	۲۸۹	آدابِ طبابت	۳۱۹
آدابِ عدالت	۲۹۱	**(۹) باب التقریبات**	۳۲۱
آدابِ شہادت (گواہی)	۲۹۲		
آدابِ دستاویز نویسی	۲۹۳	آدابِ جشنِ پیدائش	۳۲۲
آدابِ زراعت	۲۹۴	آدابِ تسمیہ	۳۲۳
آدابِ صنعت	۲۹۶	آدابِ عقیقہ	۳۲۳
آدابِ تجارت	۲۹۷	آدابِ ختنہ	۳۲۴
آدابِ محصولات (ٹیکس)	۲۹۸	آدابِ بسم اللہ	۳۲۵
آدابِ کرایہ	۳۰۰	آدابِ شادی	۳۲۶
آدابِ خرید و فروخت	۳۰۲	آدابِ ولیمہ	۳۲۷
آدابِ داد و ستد (لین دین)	۳۰۴	آدابِ بیعت	۳۲۷
آدابِ ناپ تول	۳۰۵	آدابِ سماع	۳۲۸
آدابِ مبادلہ	۳۰۶	آدابِ مشاعرہ	۳۳۰
آدابِ مزدوری	۳۰۷	آدابِ جلسہ	۳۳۰
آدابِ قرض	۳۰۹	آدابِ جلوس	۳۳۲
آدابِ امانت	۳۱۰	آدابِ میلاد شریف	۳۳۳
آدابِ شراکت	۳۱۲	آدابِ زیارتِ تبرکات	۳۳۴
آدابِ صلح	۳۱۳		
آدابِ تقسیم	۳۱۴	**(۱۰) باب الموت**	۳۳۵
آدابِ سیاست	۳۱۵	آدابِ وقتِ نزع	۳۳۶
آدابِ عیادت	۳۱۷	آدابِ غسلِ میت	۳۳۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
آدابِ کفن	۳۳۹	آدابِ تعزیت	۳۴۶
آدابِ جنازہ	۳۴۰	آدابِ طعام اہلِ میت	۳۴۷
آدابِ نمازِ جنازہ	۳۴۲	آدابِ گورستان	۳۴۸
آدابِ قبر	۳۴۴	آدابِ زیارتِ قبور	۳۴۹
آدابِ دفن	۳۴۵	آدابِ ایصالِ ثواب	۳۵۰

Marfat.com

آدابُ الاسلام

از حضرت مولانا مُحمد شفیع صاحب قدس سرّہٗ مفتی اعظم پاکستان

(اسلامی نظامِ زندگی کے دو بازو ہیں - ایک اسلامی قانون کی ترویج، دوسرے افراد اور جماعتوں کی اخلاقی تربیت - ان میں سے کسی ایک میں ضعف پیدا ہو جائے تو سارا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم کو ایک نظر سے دیکھنے والا ہر جگہ محسوس کرے گا کہ اس میں جہاں کہیں قانون بیان کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی کہیں اتقو اللہ کہیں ان اللہ علیم خبیر یا اس کے مرادف الفاظ لا کر انسان کے اخلاق و کردار کو اس قانون کے لئے آمادہ کیا جاتا ہے۔ تعلیمات قرآن و حدیث کو دیکھنے والا اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان کی ہدایات محض حاکمانہ نہیں بلکہ مربیانہ ہیں۔ ان تعلیمات کا اہم جزا اخلاقی تربیت ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نرا قانون کبھی کسی قوم کی اصلاح کا کفیل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ خوفِ خدا اور اخلاقی تربیت نہ ہو۔

آج کل مملکت کے دستور و قانون کو اسلامی بنانے کی طرف تو بحمداللہ عام طور پر مسلمان متوجہ ہیں لیکن اس کے دوسرے بازو سے یکسر غفلت برتی جا رہی ہے) اس لئے ضرورت تھی کہ اسلام کی اخلاقی تربیت کے آداب و طرق کو آسان اردو میں شائع کر کے عام کیا جائے اور پھر اس پر عمل کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں۔

"عرصۂ دراز سے میرا ارادہ تھا کہ ایک کتاب آداب الاسلام کے نام سے اس موضوع پر لکھوں - اس کے لئے کتابوں سے مواد بھی فراہم کر رکھا تھا - اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی منشی عبدالرحمٰن خانصاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس خدمت کو بہترین

Marfat.com

طریقہ پر انجام دے کر مجھے اس محنت سے سبکدوش فرمایا۔ آپ کی
زیر نظر تالیف بحمد اللہ اس مقصد کے لئے کافی وافی ہے۔"
میں اپنے مشاغل کثیرہ کے سبب اس کو صرف مختلف مقامات سے جستہ
جستہ دیکھ سکا ہوں، لیکن حضرت مولانا خیر محمد صاحب کے باستیعاب ملاحظہ اور
اصلاحات فرمانے کے بعد کسی مزید تنقید کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ میری
دعا ہے کہ حق تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر اور تالیف کو حسن قبول عطا فرمائے۔
آمین!

کراچی۔ ۶ر نومبر ۱۹۵۴ء

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

Marfat.com

پیغمبرانہ آداب

از یادگار سلف حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند

جناب محترم مولانا عبدالرحمن خان صاحب مؤلف آداب و اخلاق مبارک بادہی کے نہیں منت پذیری کے مستحق ہیں کہ انہوں نے شرعی ادب کے تمام عملی نقشے اور عالمانہ و عارفانہ اسوے اپنی اس تازہ ترین تالیف "آداب و اخلاق" میں پیش فرمائے تاکہ اگر کوئی شخص شاعرانہ یا عامیانہ ادب سے بچ کر حقیقی آداب سے اپنے نفس کو متأدب بنانا چاہے جس سے اس کا عمل قبول ہی نہیں بلکہ بلحاظ اجر اضعاف و مضاعف ہو جائے تو اسے کون سا پیراستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

مؤلف ممدوح نے اس رسالہ کے ذریعہ امت کو شاعرانہ، عامیانہ، رسمیانہ متکبرانہ اور منافقانہ رسوم و آداب سے بچا کر پیغمبرانہ اخلاق و آداب اور متواضعانہ و منکسرانہ حدود و رسوم پر لگانا چاہیئے۔ تاکہ انسان میں فناء نفس اور رضائے حق کے جذبات ابھر جائیں اور نفس صحیح معنوں میں شائستہ اور ربانی بن جائے۔ جس سے اُسے مطلوبہ سعادت حاصل ہو جائے اور شقاوت سے بچ کر حقیقی نجات سے ہمکنار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور سب مسلمانوں بلکہ سب انسانوں کو ان کی اس سعی سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دارالعلوم دیوبند محمد طیب

Marfat.com

چراغ راہ

از حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان
خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ العزیز

حق تعالیٰ کی لامحدود نعمتوں میں سے حیاتِ انسانی بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کے ہر شعبہ مثلاً عقائد و عبادات، اخلاق و اعمال، معاشرت و معاملات میں شرعی آداب کی رعایت رکھنا زندگی کو پاکیزہ اور پُرلطف بنا دیتا ہے۔ اور ان سے غفلت و بے پرواہی برتنا دنیا و آخرت میں قعرِ مذلت تک پہنچا دیتا ہے۔

قرآن و حدیث اور کتب فقہ و اخلاق میں گو تفصیلاً آدابِ زندگی مذکور ہیں مگر استعداد کی کمی اور فرصت کی ندرت کی وجہ سے ہر شخص کا ان سے منتفع ہونا مشکل تھا۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق ضروری آداب کو اختصار کے ساتھ آسان عبارت میں یکجا جمع کر دیا جائے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے مخلص دوست منشی عبد الرحمٰن خان صاحب ملتانی کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے کمال محنت و جانفشانی سے زندگی کے قریباً تمام شعبوں کے آداب ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کر کے اسے "اخلاق و آداب" کے نام سے موسوم کیا ہے اور اصلاحی مطالعہ کی غرض سے مجھ ناچیز کے سپرد کیا۔ میں نے اسے حرفاً حرفاً پڑھا اور شرعی نقطۂ نظر سے جہاں ترمیم و اصلاح کی ضرورت سمجھی کر دی۔

کتاب اختصار و جامعیت کے ساتھ نہایت ہی دلچسپ اور دل کش انداز میں مرتب کی گئی ہے جو اختلافی امور سے بالکل پاک ہے۔ اسے

Marfat.com

دائرۂ عمل میں داخل کرنے سے بوعدۂ خداوندی فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً یقیناً حیاتِ طیبہ اور لذتِ زندگی ہی نصیب ہوگی۔

میری رائے میں یہ کتاب ہر مرد اور عورت کے بالعموم اور نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے بالخصوص بے حد مفید اور نافع ثابت ہوگی اور اگر اسے نصابِ تعلیم میں داخل کر لیا جائے تو چراغِ راہ کا کام دے گی۔

دعا ہے کہ حق تعالےٰ منشی صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول و نافع بنائے۔

آمین!

خیر المدارس ملتان شہر
۷ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ

احقر
خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم

Marfat.com

مقامِ ادب

از حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

کتب بینی کے دوران میں ایک کتاب میں حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کے حسب ذیل تین فقرات نظر سے گزرے۔

"علم کی غایت عمل ہے، اس کا جوہر تقویٰ ہے اور اس کا زیور ادب ہے"

یہ فقرات نقل کر کے حضرت ممدوح کی خدمت میں بدیں غرض بھیجے گئے کہ وہ خود اپنے قلم حقیقت رقم سے ان کی تشریح اور اُن پر اضافہ فرما دیں تاکہ ان کو تبرکاً شامل "اخلاق و ادب" کیا جا سکے اور اس کے ساتھ ہی فہرست مضامین اور کتاب کے چند اوراق نمونتہً ارسال کئے مگر خلافِ توقع اس دفعہ جواب میں مہینوں سے بھی زائد کی تاخیر ہو گئی۔ ان کی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیات کے پیشِ نظر اصرار و تقاضا تو کیا یاددہانی بھی خلافِ ادب سمجھی گئی۔ کیونکہ ان کے اخلاقِ کریمانہ سے توقع تھی کہ وہ پہلی فرصت میں جواب باثواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ چنانچہ ڈیڑھ ماہ بعد مذکورالصدر فقرات کی شرح مع تقریظ موصول ہوئی جس کے ساتھ انہوں نے یہ خوشخبری بھی بھیجی کہ :-

"علی گڑھ یونیورسٹی کا نصابِ دینیات بن رہا ہے اس میں میں بھی رکن

Marfat.com

مجلس ہوں۔ میں نے تحریک کی کہ عملی طور پر آداب و اخلاق کی کوئی کتاب نصاب میں نہیں ہے، ہونی چاہیئے۔ کتاب کی تشخیص کا سوال پیدا ہُوا تو میں نے جناب کی کتاب "اخلاق و آداب" کا نام پیش کیا کہ عنوانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب کافی ہو جاوے گی۔ اور بھی کئی کتابوں کے نام پیش ہوئے۔ بہرحال کتاب تیار ہو جائے تو اس کے دو نسخے وہاں پیش کرنے کے لئے بھیج دیں"۔

اس طرح یہ کتاب بفضل تعالےٰ کتابت و طباعت سے قبل ہی مذکورالصدر یونیورسٹی کے نصاب دینیات میں "اخلاق و آداب" کو جگہ دلانے کی محرک ہوئی۔ جواب میں تاخیر کے مندرجہ ذیل وجوہ بیان فرما کر آنجناب نے میری توقع اور میرے گمان کی بھی تصدیق فرمادی کہ :۔

"جناب کا والا نامہ دیوبند اس وقت پہنچا جبکہ میں بمبئی گیا ہُوا تھا وہاں سے واپس آیا تو فوراً ہی لکھنؤ کا سفر پیش آگیا۔ وہاں سے واپسی ہوئی تو مجلس شوریٰ دارالعلوم کا سالانہ جلسہ سر پر آگیا۔ اس سے فراغت ہوئی تو علی گڑھ کانپور کا سفر درپیش ہوگیا اس لئے آج واپس ہو کر شب میں بعد عشاء بطور تعمیل ارشاد سطور ذیل قلمبند کر دی ہیں۔ جو فی الحقیقت احقر کے ان تین ہی جملوں کی شرح ہے جو جناب نے نقل فرما کر بھیجے۔

(مؤلف)

شاعروں کا ادب

لفظی میدانوں میں دوڑنے والے شاعروں کے یہاں ادب کے معنی شستہ کلامی اور بلاغت بیانی کے ہیں۔ حفظ اشعار، حفظ لغات اور حفظ اسماء و اصطلاحات اس ادب کی پونجی ہے۔ شاعری یا مرصع نثر گوئی

Marfat.com

اور جملوں کے جوڑ بند کی صنعت گری اس ادب کے میدان کی مساعی جمیلہ ہیں۔ خیال آفرینی اور تخیل کے میدانوں کی نقشہ سازی اس ادب کا جوہر ہے۔ معنویت یا واقعیت براہِ راست شاعر کا مقصود نہیں ہوتا بلکہ صرف تخیل کی کارگزاری اور خیال آفرینی مطمع نظر ہوتی ہے۔ اسی لئے اشعار اور شاعرانہ تعبیرات کے ساتھ کبھی یہ واقعیت جمع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں۔

لفظی دنیا میں اسی کو ادب اور اس قسم کے کلام والے کو ادیب کہتے ہیں۔ اس ادب کی غرض و غایت اکثر و بیشتر داد خواہی اور زر طلبی ہوتی ہے۔ سامعین کی تحسین و آفرین اور مدح سرائیوں پر ممدوحوں کی داد دہش اس ادب کی انتہائی معراج ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ادب وہ ادب نہیں ہو سکتا جسے علم کا زیور کہا گیا ہے۔ ایک پرلے درجے کا بے ادب اور علم سے بے بہرہ حتیٰ کہ فاسق و فاجر بھی اپنی طبعی ذہانت و ذکاوت اور موزوں طبیعت سے شستہ کلامی پر قادر ہو سکتا ہے۔ درحالیکہ اُس میں علم کا کوئی بھی جوہر نہ ہو۔ جہلاءِ عرب بلند پایہ شاعر پُرگو برجستہ کلام اور فصاحت بیانی کے پُتلے تھے۔ اُس وقت کی دنیا میں اُن کی بلاغت بیانی کی کوئی مثال نہیں ملتی اور اس لئے انہوں نے اپنے سوا ساری دُنیا کے لئے عجم (گونگا) کا لقب تجویز کیا تھا مگر با ایں ہمہ تھے وہ جہلاء ہی۔ حتیٰ کہ اُن کی بے مثال جہالت کی بناء پر ہی اُن کے زمانہ کا نام تک زمانۂ جاہلیت ہوا کہ انہیں علم سے کوئی دُور کا بھی واسطہ نہ رہا تھا۔ تا با ادب و تقوی چہ رسد۔ اس ادب کے ہزارہا ادیب امراء و سلاطین کے درباروں میں نظر آتے ہیں۔ جو اپنی قصیدہ خوانی ہی کی بدولت معاش پیدا کرتے تھے اور زبان یا زبان کے لفظوں کی بدولت اُن کی گزربسر ہوتی تھی۔ آج کی دنیا میں جبکہ دربار نہ رہے صرف بازار رہ گئے شاہیت نہیں۔ صرف عوامیت ہے تو قومی اسٹیجوں اور عوامی نشرگاہوں سے ادب کے بازاردار سینکڑوں ادیب قومی مرثیہ گوئی یا قومی مدح سرائی سے معاش کی فکر

Marfat.com

میں لگے رہتے ہیں اس سے واضح ہے کہ یہ ادب علم کی آرائش اور اس کا زیور نہیں۔ کیونکہ اس ادب کے لئے سرے سے علم ہی ضروری نہیں۔ زیورِ علم کا تو سوال ہی کیا پیدا ہو؟ اس ادب کا حاصل خود غرضی اور غیر فریبی یا اپنی خواہشِ داد اور مخاطب کی رضا جوئی کے سوا کچھ نہیں۔ جس کا خلاصہ قرآنی الفاظ میں صرف یہ ہے :-

یُرضونکم بافواھھم وتابیٰ قلوبھم واکثرھم الفٰسقون۔	"وہ تمہیں اپنے مونہوں (زبانوں اور زبانی لفظوں) سے راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اُن کے دل اس سے انکاری ہیں اور اکثر ان میں فاسق ہیں۔"

اس لئے اللہ نے اس ادب اور اس کے سرچشمہ (شاعری) کو اپنے پیغمبر سے الگ اور دُور رکھا اور فرمادیا کہ یہ شاعری پیغمبر کے لئے زیبا بھی نہ تھی کہ اس ادب کا حاصل خیال آرائی تھا اور پیغمبروں کا موضوع حقیقت آرائی اور حقیقت الحقائق تک رہنمائی تھی۔ عارف و کامل شعراء جیسے رومیؔ، عطارؔ، سعدیؔ اور سلف وخلف کو دوسرے شعر گو اکابر دلوں میں اگر باعظمت ہیں تو شاعری کی بدولت نہیں بلکہ معرفت کی بدولت یعنی بحیثیت شاعر کے وہ مقدس نہیں مانے گئے بلکہ بحیثیت کمال باطن کے۔ اس لئے اس قسم کے اکابر سے مذکورہ بالا نظریہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

عامیوں کا ادب

عوام الناس کے عرف میں ادب کے معنے احترام و تعظیم کے ہیں مگر انہی کے مروجہ رسمی اقوال و افعال اور بندھی جُڑی رسموں اور ہیئتوں کے ساتھ ان ہی رسوم تعظیم کے ساتھ جب کوئی ان سے پیش آتا ہے تو وہ اسے باادب اور مہذب کہتے ہیں ورنہ بے ادب اور گستاخ کہہ کر خشمگین ہو جاتے ہیں۔ برادریوں

Marfat.com

کے اجتماعات اور قبائلی تقریبات یا عام میل جول میں کسی چھوٹے کا جھک کر ہاتھوں سے سلام کرنا یا مُنڈی گود میں ڈال دینا یا اصطلاحی الفاظ میں تعظیمات و تسلیمات اور آداب بجالانا یا نیم جھکاؤ کے ساتھ سامنے کھڑے ہو کر جھک جانا یا ہاتھ جوڑ کر سرو قد کھڑے ہو جانا یا چچا جان اور بھائی جان کے خطاب سے مخاطبوں کو متوجہ کرنا ان کے یہاں ادب اور ان الفاظ و ہئیات کو مِن و عن ادا کر دینے والا متأدِّب اور ادیب کہلاتا ہے خواہ اس کے دل میں مخاطبوں کی طرف سے کتنا ہی غبار بھرا ہُوا ہو۔ اور وہ برادری کی اونچ نیچ کے کتنے ہی مناقشات اور عصبیاتی جذبات دل میں لئے ہوئے ہو جو اپنے وقت پر کافی جوش و خروش سے اُبھرتے ہوں اور محبت کے بجائے عداوت کے جذبات دل کے تمام گوشوں میں چھپے پڑے ہوں جو اپنے وقت پر پھوٹ پڑیں مگر برادری یا شہری رسم کے مطابق اُسے متادب ہی کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ ادب بھی وہ ادب نہیں ہو سکتا جسے علم کا زیور کہا گیا ہے۔

ان رسم پرستیوں کے لئے نہ صرف یہی کہ علم ضروری نہیں بلکہ ایک حد تک جہل ضروری ہے۔ اس ادب کا حاصل دنیا سازی اور ظاہرداری ہے جس کے نیچے حقیقت و معنویت کا کوئی نشان نہیں ہوتا اس ادب کی روح خود غرضیٔ نفس اور رضا جوئی غیر تو نہیں ہوتی مگر برادری کی عام علامت سے اپنے کو بچاتے ہوئے برادری میں اپنی شمولیت باور کرانے کی کوشش اور رسوم اہل زمانہ کے مطابق تصنّع اور بناوٹ سے اپنے کو بھاری بھر کم ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ مخاطب کی حقیقی عظمت و توقیر کا اکثر و بیشتر یہاں کوئی سوال نہیں ہوتا جبکہ برادرانہ مناقشات کے تحت دل اُسکی برائیوں سے بھر پور ہوتے ہیں۔ اس رسمی شائستگی اور ظاہرداری کی حقیقت قرآنی تعبیر سے یوں کی جا سکتی ہے:-

یعلمون ظاھرًا من الحیٰوۃ الدّنیا وھم عن الاٰخرۃ ھم غافلون -	"یہ لوگ دنیا کی زندگی کی صرف ظاہرداریوں کو جانتے ہیں اور انجام و عاقبت سے یکسر غفلت میں ہیں۔"

Marfat.com

مدعیوں کا ادب

مدعیانِ علم کے یہاں جن کی زبانیں تو علم سے آراستہ ہوں مگر قلوب خشوع سے خالی ہوں۔ ادب کے معنی یقیناً لفظی صنعت گری یا عرف عام کی مروجہ رسموں کی پابندی کے لئے تو نہیں بلکہ خدا و رسول اور اکابرینِ دین و دنیا کے احترام کے لئے شریعت ہی کے بخشے ہوئے افعال و ہئیات اور صریح حکم فرمودہ اعمال کی پابندی کے ہیں۔ بشرطیکہ اُن کے بارے میں اُنہیں صراحتاً لفظوں میں کوئی حکم مل جائے اور کوئی شبہ نہیں کہ ادب کا یہ بہت پاکیزہ اور اعلیٰ ترین معیار ہے۔ جس میں شرعی ہئیتوں کی پابندی پائی جا رہی ہو۔ لیکن جب کہ اس قسم کے مدعیانِ علم نے علم کے محض الفاظ ہی یاد کئے ہیں مگر اس کی حقیقی کیفیات سے ان کے قلوب باکیف نہیں اور ساتھ ہی ریاضتِ نفس سے بے پرواہ رہنے کے سبب قلب میں جبلت کے غیر معتدل اخلاق اور ہوا و ہوس کا غلبہ ہے تیز جذباتِ نفسانی بیدار ہیں تو قدرتی طور پر ان شرعی ہئیتوں کی پابندیوں میں بھی اُن کے قلوب کی وہ ظلمانی کیفیات جھلکنی ناگزیر ہیں جو ان کا جوہر نفس بنی ہوئی ہیں۔ وہ بظاہر شرعی آداب کی پابندی کرتے ہوئے بھی مخاطب کی طرف سے کینہ و حسد اور کدورت رکھ سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں جذبات نفس اور جبلّی کدورتوں کی آمیزش کے ساتھ شرعی رسوم کی پابندی انہی رواجی رسوم کی پابندی کی طرح محض رسمی اور نمائشی ہو کر رہ جائے گی جن کے خوگر عوام تھے۔ فرق اتنا ہوگا کہ عوام رواجی رسوم کے پابند ہوں گے اور یہ عوام اہلِ علم یعنی مدعیانِ علم شرعی رسوم کے پابند گو اس درجہ میں وہ عوام سے فائق اور قابلِ تحسین بھی ہوں، مگر جیسے دنیادار لوگ فساد باطن کے ساتھ مخاطب کا ظاہری ادب کرتے ہوئے بھی قلباً اس کے حق میں بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی یہ مدعانِ علم بھی بلا خشوع

Marfat.com

باطن شرعی صورت کا ادب برتتے ہوئے بھی مخاطب کے حق میں گستاخ اور بے ادب کہلائے جانے کے مستحق ہوں گے۔ چنانچہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے اہلِ علم قلبی عقیدت و انقیاد جذبۂ عشق و گرویدگی اور حقیقی نیازمندی سے خالی رہ جانے کے سبب گو بظاہر لفظی ادب و احترام اور رسمی آداب و تعظیمات سے گریز نہیں کرتے مگر اُن کے ادب کی رسوم میں ذاتی فخر و غرور کی کیفیات ضرور شامل ہوتی ہیں جس سے کبھی تو خود اِن کی زبانِ قال پر تعلی شیخی اور اپنے علم و ادب پر گھمنڈ کے کلمات آتے ہیں۔ گویا وہ خدا و رسول اور ان کے نام لیواؤں پر احسان جتارہے ہیں کہ وہ ان کا کتنا ادب کرتے ہیں اور کبھی وہ انہی مخاطبوں کے بارے میں جن کے ادب کے وہ زبان اور رسوم ادب سے مدعی تھے بے ادبی گستاخی اور بے باکی کے لب و لہجہ بلکہ گستاخانہ کلمات سے بھی نہیں چُوکتے۔

پس بظاہر تو وہ ادب ہوتا ہے اور بہ باطن بے ادبی کیونکہ بظاہر تو وہ اتباعِ رسوم شریعت ہوتا ہے مگر رنگ بے ادبی شامل ہو جانے سے وہ درحقیقت اتباع نہیں ابتداع بن جاتا ہے کیونکہ صاحبِ شریعت نے اس رنگ کے ساتھ انہیں اتباع نہیں بتلایا تھا بلکہ جیسے احکام کی تعلیم دی تھی۔ ویسے ہی اُن کے برتنے کا رنگ ڈھنگ بھی خود ہی دیا تھا جسے انہوں نے بدل کر اُس میں اپنا جدید رنگ بھر دیا جو اگرچہ حکم کی بدعت نہیں مگر رنگ حکم کی بدعت ضرور ہے۔

بہر حال اس رنگِ تعلی و کبر اور عُجب و ریا کے ڈھنگ سے رسومِ شرعیہ کی پابندی حقیقی ادب و تعظیم نہیں بلکہ تکبر بصورت تواضع اور فسق بصورت تقویٰ ہوتا ہے جسے وہ دھوکے میں رہ کر ادب و تقویٰ ہی سمجھتے رہتے ہیں مگر وہ تقویٰ کے آس پاس بھی نہیں ہوتے۔ پس یہ ادب بجائے خود ایک مستقل دھوکہ اور تلبیس بلکہ ایک مستقل فساد ہوتا ہے جس سے ہزارہا بے بصر عوام الناس کی راہ ماری جاتی ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے ایسے ہی عوام اہلِ علم

۵۷۸۱۹

Marfat.com

کے لئے فرمایا ہے ؎

فَسَادٌ کَبِیْرٌ عَالِمٌ مُتَهَتِّکٌ وَ اَکْبَرُ مِنْهُ جَاهِلٌ مُتَنَسِّکٌ
هُمَا فِتْنَةٌ فِی الْعٰلَمِیْنَ کَبِیْرَةٌ لِمَنْ بِهِمَا فِیْ دِیْنِهٖ یَتَمَسَّکٌ

(ترجمہ) دنیا میں وہ عالم فساد عظیم ہے جو پردہ دری کرے اور بے ادب ہو اور اس سے بڑھ کر وہ جاہل ہے جو بلا علم کے عبادت کرے (یعنی من گھڑت بدعات میں مبتلا ہو) یہ دونوں کے دونوں دنیا میں ایک عظیم فتنہ ہیں ہر اس شخص کے لئے جو دین میں اُن سے رہبری حاصل کرے اور حجت پکڑے۔

حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے :-

اِحذروا من الناس صنفین عالم قد فتنه هواه و صاحب دنیا قد اعمته دنیاه - "دو قسم کے آدمیوں سے بچو ایک اُس عالم سے جو ہوا و ہوس میں مبتلا ہو اور ایک اُس دنیا دار سے جسے دُنیا نے اندھا کر دیا ہو"

ظاہر ہے کہ اس ادب کو اُس ادب سے کوئی واسطہ نہیں جو علم کا زیور کہلاتا ہے کیونکہ اس ادب میں صورت تقوٰی ہی رہتی ہے۔ مگر تقوائے باطن ندارد ہوتا ہے۔ تقوائے باطن کے ساتھ دعوٰی، شیخی، کبر نفس، غرور اور علم پر گھمنڈ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فنائیت، محویت، کمال تواضع اپنی حقارت اور مخاطب کی عظمت و توقیر کے جذبات باطن نفس میں جمے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے یہ ادب تو ہے مگر رنگ ادب سے خالی۔ ادب ہے، مگر ذوقِ ادب سے مُعرّا یعنی صورتِ ادب ہے، ادب نہیں۔ حالانکہ صورتِ ادب کے ساتھ ذوقِ ادب اور رسمِ ادب کے ساتھ کیفیتِ ادب کی بھی ضرورت ہے۔

عالموں کا ادب

لیکن اگر آداب کے شرعی رسوم کے ساتھ اُن کی حقیقی کیفیت بھی قلب میں

Marfat.com

ہو۔ اور یہ صورت ادب بے روح ڈھانچہ نہ ہو بلکہ باکیف اسم ہو تو یہ حقیقی ادب کہلائے گا اور ادب کی اس کیفیت کے غلبہ کے بعد متادب اور ادیب نہ صرف مخاطب کے اوامر و احکام ہی کو پیش نظر رکھے گا۔ بلکہ اُس کے منشاء اور اشارۂ خم ابرو کو بھی دیکھے گا۔ ایسا متادب مخاطب کے صرف منصب ہی کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُس کی ذاتی عظمت و برگزیدگی کو بھی پیشِ نظر رکھتا ہے جس سے اُس کے ادب کی ذمہ داریاں رسوم سے گزر کر حقائق تک پہنچ جاتی ہیں اور وہ صرف زبان یا ہئیتِ بدن ہی سے ادب دان نہیں رہتا بلکہ دل و دماغ اور نفس و روح سے بھی ادب و توقیر کا ثبوت دیتا ہے۔ نیز اس مقام کے لحاظ سے اُس پر ادب و عظمت کے وہ دقیق دقیق معارف کُھل جاتے ہیں جو عوام اور مدعیانِ علم کو محض لفظوں میں نظر نہیں آسکتے بلکہ ایک صاحبِ معرفت پر ہی روشن ہوتے ہیں۔

اندریں صورت عظمت والا مخاطب اگر اس متأدِب سے ایک پھول چاہے گا تو وہ باغ دینے کو تیار ہو جائے گا۔ وہ اگر بدن کا ادب مانگے گا تو یہ روح سے بھی ادب کرے گا۔ وہ اگر افعال کا ادب چاہے گا تو یہ طبیعت اور اخلاق تک کے ادب کے نمونے پیش کرے گا۔ یعنی ظاہر و باطن سے اس حد تک ادب دان ہو جائے گا کہ اُس کا ذوق تک ادب کے سانچوں میں ڈھل جائے گا۔ یہی کمال ادب کا وہ مقام ہے جو خواص کو نصیب ہوتا ہے۔ اسی کو ہم اہل تدین اور عالموں کا ادب کہیں گے مدعیان علم کا ادب نہیں۔

پس عالموں اور دینداروں کے یہاں ادب کی حقیقت لفاظی یا نقاشی یا لفظ و ہئیت کی صنعت گری نہیں بلکہ نیازمندئ باطنی اور فدویتِ روح و طبیعت کے ساتھ شرعی آداب کے ڈھانچوں کو سنبھالنا اور پابندئ احکام کے ساتھ ساتھ احکام کی آخری اور قدرتی حدود کو جو ذوقِ سلیم اور مشق شریعت سے سامنے آتی ہیں۔ ہمہ وقت زیر نظر رکھنا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ نہ اُس

Marfat.com

میں ادعا ہو نہ گھمنڈ نہ شیخی ہو نہ اتراہٹ نہ اپنی توقیر ہو۔ نہ دوسروں کی تحقیر نہ رِوایت ہو نہ حکایت بلکہ محویت وگرویدگی ہو اور فنا و نفس کے ساتھ رضا حق کے جذبات کام کر رہے ہوں۔ بس یہی وہ ادب ہے جسے علم کا زیور کہا گیا ہے۔

پس جس طرح ایک خوب صورت پیکر کا حُسن وجمالِ زیور سے آراستہ ہو کر دونا تگنا ہو جاتا ہے ایسے ہی علم حقیقی کا جمال زیورِ ادب سے آراستہ ہو کر ہزاروں گنا بڑھ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ادب ان احتیاطی افعال اور تقوائے اعمال کا نام ہے جو اعمالِ شرعیہ کی حفاظتی اور انتہائی حدود سے متعلق ہوں۔ پس ادب کا ابتدائی درجہ تو نصوص شرعیہ کی عبارت پر عمل کرنا ہے اور اُس کا آخری درجہ وہ ہے جو اس عمل کی مشق اور تکرار سے انہی نصوص کی دلالت اور اشارت اور اقتضاء سے ذہن پر منکشف ہو اور اگر ظواہر نصوص کے تعبیری حکم کو فتویٰ کہا جائے گا تو اس اقتضائی دلالتی اور اشاراتی حکم کو تقویٰ کہا جائے گا۔ پس صحیح معنے میں ایک متأدب اُسی وقت ادب دان بنتا ہے جبکہ عملی طور پر اُس کے سامنے ادب کے یہ تمام ظاہری و باطنی اور فتائی و تقوائی احکام اور حدود موجود ہوں اور وہ دل کی آمادگی اور امنگ سے اُن پر عمل پیرا ہو۔ یہاں تک کہ انجام کار ادب کی ذوقی حدود بھی اس پر منکشف ہو جائیں۔ یعنی وہ نصوص کے دقیق اور بعید سے بعید محتملات تک کو بھی اپنے ادبی پروگرام میں شامل رکھنے کا خوگر ہو جائے گویا فنا فی الادب ہو جائے یہی وہ ادب ہے جس کو علم کا زیور اور تقویٰ کا جوہر کہا گیا ہے۔ کسی نیک عمل میں اُس وقت تک نور نہیں آسکتا جب تک کہ اس کا ادب اس میں شامل نہ ہو اور وہ احتیاطی اور تقوائی حدود زیر عمل نہ ہوں جن سے اس عمل کی حقیقی جامعیت اور اس کا واقعی کمال وجمال وابستہ ہے۔ پس ادب ہی فی الحقیقت علم کا زیور اور عمل کا جوہر ہے اُس کے بغیر

Marfat.com

عمل ایک بے لباس اور بے زینت پیکر ہے جس کی طرف رغبت وشوق کی نگاہیں نہیں اٹھ سکتیں۔ اس سے بسہولت اندازہ ہو سکتا کہ اعمال بغیر آداب کے قبولیت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتے اور اُن کا حقیقی ثمرہ اور صلہ تعمیر آداب کے سامنے نہیں آسکتا۔

پس جیسا کہ ہر صنعت کے تجربہ کار پر بالآخر اُس صنعت کے وہ دقائق بھی بقدر استعداد کھلنے لگتے ہیں جو دورانِ تعلیم میں کتابوں سے اس کے سامنے نہ آئے تھے۔ ایسے ہی آدابِ شرعیہ کی ابتدائی عملی حدود تو نصوص شرعیہ کی لفظی تعبیرات اور عبادات میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اُن پر مستمراً عملدرآمد کی مشق سے جبکہ ذوق ادب اور نیازمندی و فدویت کا ملکۂ راسخہ باطن میں پیدا ہو جاتا ہے تو ادب کی بہت سی وہ ذوقی ادائیں بھی قلب پر کھل جاتی ہیں جو ان نصوص کی عبادت سے گذر کر اُن کی دلالت و اشارات میں پنہاں ہوتی ہیں اور پھر آدمی ادب کو استعمال نہیں کرتا بلکہ ادب اُسے استعمال کرنے لگتا ہے۔ جس سے وہ ادب میں غرق اور فنا ہو کر سرتاپا ادب بن جاتا ہے اور پھر اس سے آداب کے وہ نقشے سرزد ہوتے ہیں جو عام نگاہوں کے سامنے نہیں ہوتے۔

○

Marfat.com

تعمیرِ سیرت کی ضرورت

از مصنّف

آج راعی سے لے کر رعایا تک سب یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہر پیشہ، ہر فن، ہر کسب اور ہر کمال کے لوگ بد دیانتی اور بد معاملگی پر اُتر آئے ہیں۔ مسلمان کو مسلمان سے دینی تو کیا انسانی ہمدردی تک نہیں رہی۔ بلکہ ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو دنیوی اغراض کا شکار بنا رہا ہے۔ معاشرہ میں ایک طوائف الملوکی سی پھیل گئی ہے جس کی وجہ سے ہر شخص دوسرے سے نالاں ہے۔ اس مردم آزار بلکہ مردم کش انقلاب کو روکنے کے لئے قانون سازی اور اس سے بھی بڑھ کر تعمیر سیرت کی ضرورت ہے۔

جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے اس میں حکومت بخل سے کام نہیں لے رہی اور وہ لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے ہر قسم کی امکانی قانونی کوشش کر رہی ہے جس کی وجہ سے حکومت کی کتابِ قوانین روز بروز ضخیم ہوتی جا رہی ہے۔ مگر اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔ کیونکہ بدسرشت لوگ قانون کے شکنجہ سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال لیتے ہیں۔ اس لئے قانونسازی سے زیادہ سیرت گری پر توجہ دی جاوے تو نتائج خلافِ توقع حوصلہ افزا برآمد ہوں گے۔

اسلامی تعلیمات نے سیرت سازی کی بنیاد یومِ قیامت پر ایمان اور جزائے اعمال کے یقین پر رکھی ہے اور اسی میں دینی اور دنیوی عروج و اقبال کا راز پنہاں ہے۔ قوم افراد کا مجموعہ ہوا کرتی ہے۔ جب قوم کا ہر فرد ایک پاکیزہ

Marfat.com

معاشرت کا حامل بن جائے تو ساری کی ساری قوم اخلاق و کردار کی بلندی پر پہنچ سکتی ہے مگر اس کے لئے علم اور اخلاق کی ضرورت ہے اور علم وہی اچھا ہو سکتا ہے جو اعمالِ حسنہ کی تعلیم دے اور اعمالِ حسنہ کی تعلیم کا بہترین نصاب صرف اسلام کے پاس موجود ہے جس کا خود مخالفینِ اسلام کو بھی اعتراف ہے اس لئے جب تک قوم کے ہر فرد کو بہ جبر یا بہ رغبت اسلام کا بھولا ہُوا سبق یاد نہ کرایا جائے۔ اس کے دل میں اس جبار و قہار کا خوف پیدا نہ کیا جائے۔ اسے موت کا احساس نہ دلایا جائے۔ اسے حساب و کتاب کا اندیشہ لاحق نہ کرایا جائے اور جزا و سزا کی فکر دامن گیر نہ کرائی جائے۔ اس کی سیرت میں انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ان تدابیر کے بغیر کسی قانونی سہارے سے معاشرہ کی اصلاح ممکن ہے۔

انسان خلافت فی الارض کے بلند و بالا منصب پر اس وقت تک فائز رہ سکتا ہے جب تک کہ وہ دائرۂ انسانیت کے اندر رہے حیوان اور درندہ نہ بن جائے۔ بلکہ اپنی ساری قوتیں اپنی سیرت کے بنانے اور سنوارنے پر لگا دے۔ جس پر اس کی راحت و آرام کا دار و مدار ہے۔ کیونکہ انسان کی سعادت اس کے اعمال کی عمدگی پر منحصر ہے۔ ہر کام خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی اس کی عمدگی کا انحصار اس کے طریق کار کی عمدگی پر ہے۔ اور طریق کار وہی عمدہ ہو سکتا ہے جس کی بنیاد عقلِ انسانی کی بجائے وحی الٰہی پر ہو۔ کیونکہ انسانی عقل غلطی کر سکتی ہے اور دھوکہ کھاتی ہے مگر وحی الٰہی میں اس چیز کا امکان نہیں اس لئے حق تعالٰے نے بتقاضائے حکمت اس باشعور مگر کوتاہ عقل انسان کی سیرت سازی کا قانون وقتاً فوقتاً بذریعہ وحی نازل فرمایا اور اس کی تعلیم و تفسیر کے لئے انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ اور منزہ عن الخطا جماعت بھیجی تاکہ وہ ہر شخص تک اس کا یہ پیغام پہنچا دے کہ :-

Marfat.com

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

"جو کوئی صالح عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اس شخص کو پرلطف زندگی بسر کرائیں گے اور ان کے کاموں کے عوض ان کو بدلہ دیں گے۔"

اور عمل صالح کا حضور خاتم النبیّین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین نمونہ بتایا تاکہ وحی الٰہی کے سمجھنے میں کسی کو غلطی نہ ہو۔ وہ ہر امر و نہی کا نمونہ سیرت رسولؐ میں دیکھ لے۔ اس کے مطابق چل کر زندگی کا پورا پورا لطف اٹھائے اور دُنیا و آخرت کی راحت و فلاح کا سامان کرے۔ تاریخِ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمان جب تک کتاب و سُنّت پر عامل رہا وہ نہ خود پریشان ہُوا اور نہ اس نے کسی دوسرے کو پریشان ہونے دیا۔

ساڑھے تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی کتاب و سُنّت کی تعلیمات ہمارے پاس روزِ اوّل کی طرح محفوظ ہیں۔ سامانِ راحت و نشاط بھی اسی طرح موجود ہے، جس طرح پہلے تھا۔ بلکہ اس میں کمی کے بجائے بہت حد تک اضافہ ہوگیا ہے مگر اس کے باوجود کسی کو بھی راحت و مسرت نصیب نہیں جسے ٹٹولو اس کے دل کا کنول مُرجھایا ہُوا نظر آتا ہے۔ ہر شخص راحت و آرام کا متلاشی ہے مگر اسے حسنِ اخلاق اور خوش معاملگی کی بجائے بددیانتی اور بدمعاملگی کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ صحیح اور فطری طریقے استعمال کرنے کی بجائے اپنی عقل اور خواہش پر چلنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے وہ گوہرِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہم اپنے معاشرہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ آج کل ہر شخص کی نظر سامانِ راحت کی اصل خوبیوں پر نہیں جم رہی بلکہ وہ اپنی اغراض و خواہشات کے زیرِ اثر بظاہر ایسی حسین اور خوشنما خوبیوں کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہے جو سراپا دھوکہ، نمائشی اور عارضی ہیں۔ اس نے انہیں مقصودِ حیات ٹھہرا لیا ہے اور انہی کو

Marfat.com

معراجِ ترقی سمجھ رکھا ہے۔ وہ حوادثِ دُنیا سے عبرت اور مناظرِ فطرت سے لطف اٹھانے کی بجائے پردۂ سینما کی تصویروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ مختلف النوع طیور کی نغمہ سنجیوں اور خوش الحانیوں کی بجائے کسبیوں کے رقص و سرور پر سر دھنتا ہے۔ عزتِ نفس کے بجائے رفعتِ جاہ کا طالب رہتا ہے۔ کھانے کی لذت و لطافت پر سونے چاندی کی پلیٹوں کو ترجیح دیتا ہے۔ گھر میں اسلامی علمی لٹریچر کے بجائے فحش رسالے اور مخربِ اخلاق افسانے لانے اور صرف عشقیہ اور فلمی گانے سُننے کے لئے ریڈیو، گراموفون ایسے آلاتِ لہو و لعب رکھنا تہذیب سمجھتا ہے۔ ایک باعصمت سلیقہ شعار دوشیزہ کو بیوی بنانے کی بجائے نازنین، رقاصہ یا سوسائٹی گرل کو فوقیت دیتا ہے۔ بزرگوں کا ادب، استادوں کی عزت، چھوٹوں سے شفقت، ہمسایوں سے مروت کو خلافِ تہذیب تصوّر کرتا ہے۔ شکم پری اور تن پوشی کی بجائے فیشن پرستی اور تن پروری کو اہمیت دیتا ہے۔ اپنی بیوی اور بہو بیٹیوں کو پردہ کے اندر رکھنے کی بجائے انہیں زینتِ محفل اور رونقِ بازار بنانے میں خاندان کی عزت سمجھتا ہے۔ جب ان اعمالِ سُوء کے بُرے نتائج برآمد ہونے شروع ہوتے ہیں اور عارضی لذت و لطف ختم ہو جاتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے۔ گاہے خودکشی کرتا ہے، گاہے جرائم کے ذریعہ ان کو دوبارہ حاصل کرنے کی سعی کرتا اور آخرکار ذلت و رسوائی اٹھاتا ہے۔

مسلمانوں کی مصیبتوں کا آغاز اس وقت سے شروع ہوا جب بعض نے افرنگی تعلیم کے زیرِ اثر سرے سے اپنے مالک و خالق کی ذات سے انکار کر دیا اور اس کی غلامی کا طوق اُتار کر اربابِ من دون اللہ کو اپنا ملجا و ماویٰ بنا لیا اور بعض نے خدا کی ذات سے تو انکار نہ کیا مگر اس کی تعلیمات اور قانونِ جزا و سزا اور حساب و کتاب سے عملاً انکار و انحراف کرنا شروع کر دیا۔ اس کے پسندیدہ دینِ اسلام سے نفرت کرنے اور اس کے عملی تمسخر اور استہزا میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے دین کو صرف عبادات کا مجموعہ سمجھ کر اخلاق و عادات، معاشرت و

Marfat.com

معاملات کو اس سے خارج کر دیا۔ ان کے لئے اپنی اغراض و خواہشات کے مطابق اصول و قواعد کا اختراع شروع کر دیا اور بزعم خود یہ سمجھنے لگے کہ وہ خدا و رسولؐ کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اب راحت و اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔ اس طرح دینی بیزاری کا جنون جتنا بڑھتا گیا فتنہ و فساد اتنا زور پکڑتا گیا جنہوں نے خدائے واحد سے منہ موڑا تھا۔ انہیں اب کئی خداؤں کو راضی کرنا پڑ گیا اور عالمگیر اسلام ازم کو چھوڑنے کی پاداش میں نازی ازم، فیسزم، کمیونزم، بالشوزم، سوشلزم، امپریلزم غرضیکہ کئی کئی ازموں کا شکار بننا پڑا۔ جس کی وجہ سے ہر ایک پر عرصۂ حیات تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

ان حالات نے ہمیں پھر اسی دورِ جاہلیت میں داخل کر دیا ہے۔ جس میں آفتابِ نبوت طلوع ہوا تھا۔ اس لئے اب اصلاح کے لئے وہی طریق کار اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ اس وقت اصلاحِ افراد کی مہم شروع کی گئی تھی اور اس مہم کی کامیابی کے لئے احکامِ کتاب و سنت اور مسائل تہذیب اخلاق بقدر کفایت جاننے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کوئی طاقت خواہ خدا کی ہو یا انسان کی اس وقت تک صحیح اور مقبول نہیں ہو سکتی جب تک وہ خدائی قانون یا انسانی آئین کے موافق یا مطابق نہ ہو۔ ان امور کے جاننے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔

۱۔ مدارس میں طلباء کو اسلامی اخلاق و آداب کی تعلیم دی جائے۔

۲۔ تبلیغ و تلقین اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ لوگوں کو احسن طریق سے اسلام کے اصول و ضوابط سے آگاہ کیا جائے۔

پہلا طریق حکومت اور اہلِ ثروت کے اختیار کرنے کا ہے مگر حکومت کو اپنے سیاسی مشاغل سے اور امراء کو عیش و عشرت ہی سے فرصت نہیں دوسرا طریق اہلِ علم کے اختیار کرنے کا ہے مگر اہلِ علم میں اول تو متبع شریعت طبقہ کی کمی ہے اور جو کتاب و سنت کے اتباع کا دعوی کرتے ہیں ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے رسوم کو شریعت اور بدعت کو سنت بنا رکھا ہے۔ عوام

Marfat.com

ہیں اتنا شوق نہیں اور نہ انہیں معاشی تفکرات کی وجہ سے اتنی فرصت ہے کہ وہ علماءِ حق کو تلاش کر کے ضروری احکامِ دین معلوم کریں۔

ان حالات نے مجبور کیا کہ قرآن و سنت اور کتب فقہ و اخلاق کی روشنی میں اخلاق و آداب جمع کر کے عام فہم انداز اور بیان میں ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کی جائے تاکہ اسے ان کے جاننے میں آسانی اور ان پر عمل کرنے میں سہولت ہو اور اپنے قول و فعل کو ان کے مطابق بنا کر خود بھی لطفِ زندگی اٹھانے اور اپنے معاشرہ کو بھی پاکیزہ، شائستہ اور مہذب بنائے۔ لیکن مسندِ نبوت کے جانشینوں کے فریضہ کو ہاتھ میں لینا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ علمی بے مائیگی نے بارہا توسنِ ہمت کو لگام دینے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضلِ خاص، مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ علم، اہل اللہ کے فیضِ صحبت و کفش برداری نے آخر اس سمندر کی غواصی کرا کے ہی چھوڑی جس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ مجموعہ دس ابواب پر مشتمل ہے جس میں روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے تقریباً اڑھائی سو امور کے اصول و قواعد اور اخلاق و آداب پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی ترتیب و تدوین میں اختصار، جامعیت، دلچسپی اور دلکشی پیدا کرنے اور اختلافی امور سے پاک رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے تاکہ ملت کا ہر فرد بلا امتیاز مذہب و عقیدہ ان سے نفع اٹھا سکے اور ان کے ذریعہ ایک معاشری انقلاب پیدا کر سکے جس کے بغیر ہمارا سیاسی انقلاب کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

دنیا میں کوئی چیز مشکل اور محال نہیں ہے صرف ہماری اپنی کمزوریاں آسان سے آسان کام کو مشکل اور محال بنا دیتی ہیں۔ نظامِ حکومت درست کرنے کے لئے حکومت کو نئے نئے عہدے پیدا کرنے کی بجائے اپنے افسران اور ملازمان کے لئے ایسا تربیتی کورس جاری کرنا چاہیئے جس میں اخلاق و آداب کی تعلیم کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام ہو۔ موجودہ نونہالوں کی اخلاقی تربیت کے لئے ایسی کتابوں کو داخل نصاب کرنا چاہیئے جس کے لئے کسی علیحدہ بجٹ یا انتظام کی ضرورت نہیں، توجہ

Marfat.com

خاص سے ہی یہ کام سرانجام ہو سکتا ہے اور عوام کو اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے ان کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے کسی انجمن یا چندے کی ضرورت نہیں۔ نہ جلسہ وجلوس یا مقابلہ و تصادم کی ضرورت ہے بلکہ اپنے اختیار اور ہمت کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شروع شروع میں انسان کو یہ پابندی قبول کرنے کے لئے خواہشاتِ نفسانی بہت ستائیں گی۔ دل ان قیود سے بہت گھبرائے گا۔ مزاج میں تلون پیدا ہو جائے گا۔ مگر یقینِ محکم اور عزم صمیم جلد اس مہم کو سر کرلے گا۔ اگر آج ان باتوں پر سرکاری، شخصی اور خانگی زندگی میں سو فیصدی تو کیا پچاس یا تیس فیصدی بھی ہر شخص عمل شروع کردے تو بفضلِ تعالیٰ انفرادی اور اجتماعی مفاسد کی سرے سے جڑ کٹ جائے اور یہ دنیا جہنم کی بجائے جنت میں بدل جائے۔

اخیر میں شفیقِ معظم حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہٗ کی اصلاح، استاذِ محترم خان محمد اسد خاں صاحب اسؔد ملتانی کے مخلصانہ اور قیمتی مشوروں اور رفیق عزیز ایم۔ محمد سعید صاحب انصاری کی سعی نظرثانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود اس کارِ خیر میں حصّہ لیا اور قارئینِ کرام سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب سے نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں گے بلکہ دوسروں کو بھی دین کی باتوں سے آگاہ کرنے کے لئے اس کا مطالعہ کرائیں گے اور احقر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

احقر
عبدالرحمٰن نعمان

چہلیک۔ ملتان شہر
۶ ستمبر ۱۹۵۳ء

Marfat.com

Marfat.com

①

بابُ العبادات

Marfat.com

آدابِ ذکرِ الٰہی

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے :۔

"خوب جان لو کہ اطمینانِ قلب اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے حاصل ہوتا ہے۔"

اللہ جل جلالہٗ کے اسم مبارک کی برکت وسعادت، لذت وحلاوت، سرور و طمانیت کا احاطہ تحریر میں لانا اسی طرح مشکل ہے جس طرح کسی کو آم چکھائے بغیر اس کی لذت وذائقہ سے آشنا کرنا۔ ذکرِ الٰہی، جہاد، خیرات اور صدقات سب سے افضل ہے۔ جس پر کچھ خرچ کئے بغیر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصّہ زیادہ ہوجاتا ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عمل بہتر نہیں اور نہ دنیا میں کوئی دوسری ایسی چیز ہے جو قلب کو راحت پہنچا سکے۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے کوئی قید مکان وزمان نہیں۔ ہر جگہ اور ہر حالت میں ذکر اللہ لازم ہے۔ قلب کو کسی وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کی یاد دل میں اتنی سما جائے کہ کسی غیر کے لئے جگہ نہ رہے۔ جو بھی اس سے غافل ہُوا اس پر ایک شیطان مسلط کردیا جاتا ہے جو ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ دنیا وآخرت دونوں میں خسارہ اُٹھاتا ہے۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ذکرِ الٰہی اخلاص، رغبت اور شوق سے کرے خواہ زبان سے کرے خواہ دل سے، خواہ دھیمی آواز سے کرے خواہ اونچی آواز سے، مگر عاجزی وانکساری اور خوف وامید سے کرے۔ وہ ذکر افضل ہے جو نرم وگرم بستروں پر، مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں اور دولت و ثروت کے نشہ میں کیا جائے۔ ایسا ذکر مشقتوں اور مصیبتوں کے وقت

Marfat.com

کام آتا ہے ۔

جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اس میں اللہ جلّ شانہٗ اور رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرے ورنہ یہ مجلس وبالِ جان ثابت ہوگی اور خود کو ایسی مجالس میں بیٹھنے کا پابند بنائے جہاں اللہ کی رضا جوئی کے لئے لوگ اس کے ذکر میں مشغول رہتے ہوں۔ ایسے لوگوں کو اپنے سے دور نہ کرے۔ نہ اُن سے نفرت کرے نہ اُن کا مذاق اڑائے اور نہ اُن پہ ہنسے ۔

افضل یہ ہے کہ فنا فی الذکر رہے ۔ قلب و نظر میں وہی سمایا ہوا ہو۔ اور اسی سے ہم کلام رہے جیسے عشق وجنوں کا عالم ہوتا ہے۔ اس کا صحیح مقام و اندازہ وہی جان سکتا ہے جسے بابِ عشق سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ خود معروف بکار رہے اور دل بذکر یار رہے ورنہ زبان پر اس کا نام ہر بار رہے۔ مولیٰ پاک کا ارشاد ہے تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا جو مجھ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے میں بھی اُسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں۔ جو مجھ کو محفل میں یاد کرتا ہے میں اس کو ایسی محفل میں یاد کرتا ہوں جو اس محفل سے بہتر ہے۔ یعنی ملائکہ کی محفل میں۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمتِ عظمیٰ اور سعادتِ عظیمہ ہو سکتی ہے کہ فلک الافلاک کے اوپر اور عرشِ معلّی پر اس خاکی کو نوریوں کی مجلس میں رب الارباب یاد کرے اور لوگوں سے تجھے ولی اللہ (اللہ کا دوست) اور صفی اللہ (اللہ کا برگزیدہ) اور اللہ والا کا خطاب دلائے۔ وہ بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو یہ مقام حاصل کرنے کے لئے کوشاں نہ ہو ۔

آدابِ قرآن مجید

مولا پاک کا فرمان ہے :۔

"تمہارے پاس ایک واضح کتاب آچکی ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں، سلامتی کی راہیں

Marfat.com

بتلاتا ہے۔ ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست دکھاتا ہے ''

جن انوارِ الہیٰ کے مشاہدہ کی تاب موسیٰ علیہ السلام ایسا اولوالعزم پیغمبر نہ لا سکا وہ کلام پاک کے الفاظ میں مستور کر کے اُمتِ محمدیہ کو عطا فرمائے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ عرب جب قرآنِ عربی کے الفاظ بولتے تھے تو اہلِ اللہ انہیں ان انوار سے پہچان لیتے تھے جو اُن کے بولتے وقت ظاہر ہوتے تھے۔

اس لئے قرآن کا جتنا بھی ادب و احترام کیا جائے کم ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ریشمیں غلافوں میں لپیٹ کر زینتِ طاق بنانے کی بجائے اسے حفظ کر کے اپنے سینہ میں جگہ دے حفظ نہ کر سکے۔ تو اسے پڑھ کر اپنے دماغ میں محفوظ رکھے بھول نہ جائے۔ روزانہ کچھ نہ کچھ ضرور پڑھے۔ بلا وضو اُسے نہ چھوئے۔ اگر وضو نہ ہو تو کپڑے سے پکڑے۔ فرش یا زمین پر نہ رکھے۔ بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھ کر پڑھے۔ اس کی طرف پاؤں یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے نہ اس سے اونچی جگہ پر بیٹھے۔

اسے صحیح کر کے پڑھے۔ اگر لکنت یا کسی دوسری وجہ سے پڑھنا مشکل ہو یا اٹکتا ہو تو اس سے بے دل نہ ہو۔ اپنی طرف سے حتی المقدور صحیح پڑھنے کی کوشش کرے جس کی آسان صورت یہ ہے کہ کسی معروف پڑھنے والے قاری یا حافظ کو سنا دیا کرے۔ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو سننے والے کو بھی نہایت ادب کے ساتھ ہر قسم کی بات چیت، شور و شر، ذکر و فکر چھوڑ کر اس کی طرف کان لگا کر بیٹھنا چاہیئے۔ ایسے اشخاص کے پاس نہ بیٹھے جو آیاتِ الٰہیہ کا مذاق اڑائیں یا ان پر استہزاء کریں۔ جو کچھ پڑھے یا سُنے اسے سرمایہ تدبر و تفکر بنائے اور اس پر عمل کرنے کی سعی بلیغ کرے۔

جن علماءِ ربانی کے ترجمے اور تفاسیر ظاہری اور معنوی اغلاط سے پاک ہیں ان کے مطالعہ سے علومِ قرآن حاصل کرے۔ جیسے شاہ عبدالقادرؒ دہلوی،

Marfat.com

شاہ رفیع الدین دہلویؒ، تراجم شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

قرآن کو قسم کھانے، بیمار کو اس کی ہوا دینے، فال نکالنے، بچے کا نام نکالنے، چور کا نام معلوم کرنے کے لئے لوٹے پر پڑھ کر گھمانے، مُردوں پر ختم دینے تعویذ بنانے، اس کے عوض میت کے گناہ بیچنے، تراویح یا مردوں پر پڑھ کر ذریعہ معاش بنانے یا مجالس میں نمائش وریاء کے لئے پڑھنے کا ذریعہ نہ بنائے۔ نہ شہرت و تجارت کے لئے اپنی رائے یا اہلِ زمانہ کے اتباع میں اس کا ترجمہ یا تفسیر کرے کہ اس سے فسادِ عظیم برپا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ آئمہ فن کی تصریح کے مطابق مترجم و مفسّر کا فنونِ عربیہ اور علومِ شرعیہ جن کی تعداد چودہ پندرہ تک ہے میں ماہر ہونا لازمی ہے۔ ورنہ ترجمہ و تفسیر میں کلام کرنا حرام ہے۔

قرآن شریف اگر پھٹ جائے یا بوسیدہ ہو جائے تو اسے کسی پاک کپڑے پر لپیٹ کر ایسی پاک جگہ پر دفن کر دے جہاں پر پاؤں نہ پڑے اور یا کنویں یا دریا میں ڈال دے۔ قرآن مجید یا سیپاروں کے بوسیدہ اوراق مسجدوں کے طاقوں میں نہ رکھے۔ کیونکہ انہیں ہوا اُڑا کر گلی کوچوں میں پہنچا دیتی ہے اور اس بے ادبی کا گناہ رکھنے والے کو ہوتا ہے۔

آیاتِ قرآنی کو اخبار یا رسائل میں لکھنے سے بھی احترام لازم ہے کیونکہ یہ بعد میں بطور ردّی استعمال ہوتے ہیں۔ جن کاغذوں پر آیاتِ قرآنی تحریر ہوں ان میں کسی چیز کا لپیٹنا یا پیکنگ کرنا بھی بُرا ہے اور نہ ہی ایسے کاغذوں کی طرف پاؤں پھیلانا جائز ہے۔

آدابِ تلاوتِ کلامِ پاک

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

"میری اُمّت کے لئے سب سے بہتر عبادت کلام اللہ کی

Marfat.com

تلاوت ہے۔"

اس کے لئے زمان و مکان کی کوئی قید نہیں۔ بچپن سے بڑھاپے تک جس وقت اور جہاں چاہے بیٹھے، لیٹے، با وضو، خلوت میں یا جلوت میں کلام پاک کی تلاوت باعثِ نفع ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ پڑھنے والا با وضو ہو۔ قبلہ رو دوزانو ہو کر بیٹھے۔ تکیہ لگا کر یا اکڑ کر نہ بیٹھے نشست میں غرور و نخوت کا شائبہ نہ ہو خلوصِ نیت سے پڑھے۔ نمائش و ریاء کا قطعاً دخل نہ ہو۔ اس طرح سرنگوں ہو کر بیٹھے جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ کیونکہ تلاوتِ کلام پاک باری تعالٰے کے حضور میں حاضری اور ان سے ہم کلامی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے لئے بہترین وقت رات اور بہترین مقام خانہ خدا یعنی مسجد ہے۔

تلاوت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سے شروع کر کے صدق اللہ العلی العظیم پر ختم کرنی چاہیئے۔ جس طرح ہم بول چال میں کہیں زیادہ اور کہیں کم ٹھہرتے ہیں۔ کہیں باتیں ملا کر کرتے ہیں۔ کہیں ایک بات کہ کے رک جاتے ہیں اور دوسری نئے سرے سے شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تلاوتِ کلام پاک کا طریقہ ہے۔ تلاوت شروع کرنے کے بعد اس بات کا دھیان رکھنا لازمی ہے کہ وقف کہاں ہے۔ پھر وقف کی صورت میں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ زیادہ وقف کن کن مقامات پر کرنا ہے۔ کم کہاں کہاں کرنا ہے۔ اس کے لئے قرآن مجید میں خاص خاص علامتیں مقرر ہیں جنہیں رموزِ اوقاف کہتے ہیں اور جن کی تشریح عام طور پر قرآن مجید کے شروع میں دی ہوئی ہوتی ہے۔

رموز و علامات، حرکات و سکنات کی احتیاط کے بعد چند اور مقامات بھی پڑھنے والے کی خصوصی توجّہ کے طالب ہیں۔ قرآن پاک میں اٹھارہ مقامات ایسے ہیں جن میں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے۔ بیس مقامات ایسے ہیں جن

Marfat.com

میں زیر، زبر، پیش میں ردوبدل کر دینے سے معانی بدل جاتے ہیں اور انسان گناہِ کبیرہ اور بسا اوقات کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چودہ مقامات ایسے ہیں جنہیں پڑھ کر یا سُن کر سجدہ کرنا واجب اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ جسے آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے کا اتفاق ہو وہ تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔

سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے۔ اس میں رفع یدین وتشہد وسلام شامل نہیں۔ اس لئے عام کتابوں یا عبارتوں کی طرح نہ پڑھا جائے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر صحیح زیر و زبر کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ حروف اپنے صحیح مخارج سے ادا ہوں۔ ہر لفظ صحیح سنائی دے۔ ترتیل وتجوید کا پورا اہتمام رکھے۔ خواہ آہستہ پڑھے خواہ بلند آواز سے، مگر ایسی خوش الحانی سے پڑھے جو گانے کی تعریف میں نہ آئے۔ بہتر ہے کہ قرآن مجید خود اپنے مطالعہ سے پڑھے بلکہ پہلے کسی قاری یا حافظ سے سبقاً پڑھے۔ پھر تلاوت کیا کرے۔

آدابِ کلام پاک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہر و باطن برابر ہو۔ یعنی ظاہری آداب کے ساتھ قلبی احترام بھی شریک رہے تاکہ صاحبِ عظمت وجلال کے کلام کی دل میں عظمت پیدا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قلبِ انسانی خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو۔ اور اس دوران میں جو وساوس و موانع پیدا ہوں ان کا پوری طرح سدِباب ہو۔ تلاوت کے وقت جیسے جیسے آیاتِ عذاب، تہدید وعید، عہد ومیثاق اور اوامر ونواہی سامنے آئیں ویسے ہی جسم وجان پر اس کا اثر ظاہر ہو۔

بقول امام غزالیؒ کے خوف کے وقت آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں، شرم کے وقت پیشانی پر پسینہ آجائے۔ ہیبت کے وقت رونگٹے کھڑے ہو جائیں، کپکپی چھوٹے۔ مژدہ وبشارت کے وقت آواز زبان اور تمام اعضاء میں

Marfat.com

انبساط و بشاشت پیدا ہو جائے "۔

پڑھتے وقت مقدارِ تلاوت کا بھی خاص طور پر خیال رکھے۔ طبیعت پر بوجھ ہرگز نہ پڑنے دے۔ روزانہ جتنا آسانی سے پڑھ سکے پڑھا کرے۔ سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ قرآن مجید تین دن میں ختم کرے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو سات دن میں ختم کرے۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مہینہ میں ختم کرے مگر بلا سوچے سمجھے فرفر نہ پڑھتا جائے۔ پورے آداب سے پڑھے۔ معانی کے ساتھ پڑھنے کے لئے زیادہ توقف کی ضرورت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ختم قرآن بڑھانے کا خیال مت کرو۔ چاہے سمجھو یا نہ سمجھو مگر نام ہو جائے کہ اتنے قرآن شریف ختم کئے ہیں۔ اگر تم سوچ سمجھ کر ایک ہی آیت کو رات بھر پڑھتے رہو تو یہ پچاس قرآن شریف ختم کرنے سے بہتر ہے۔

آدابِ درود شریف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

"اے ایمان والو! میں اور میرے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو"۔

بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہی درود شریف حضرت آدم علیہ السلام کے نکاح ہمراہ حضرت حوا علیہ السلام کے وقت مہر مقرر ہوا تھا۔ یہ ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ اس کی کثرت سے ہر طرح کی ظاہری و باطنی، جانی و مالی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور درود شریف بھیجنے والے کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور سب سے بڑی سعادت یہ حاصل ہوتی ہے کہ فرشتے درود پڑھنے والے کا نام سرکارِ دوجہاں

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے جا کر پیش کرتے ہیں۔

درود شریف بلا وضو پڑھنا بھی جائز ہے مگر با وضو پڑھنا نورٌ علیٰ نور ہے۔ بہتر یہی ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کا بدن اور کپڑے پاک ہوں۔ قلب بھی ظاہری و باطنی معصیتوں سے پاک اور شوق و ذوق سے پُر ہو اور نہایت محبت و اخلاق کے ساتھ باادب درود شریف پڑھے۔ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز کو بلند کرنا صاحبِ درِ مختار کے نزدیک جہل ہے۔ جیسے یہاں عام طور پر بعد نماز حلقہ باندھ کر بہت چلّا چلّا کر درود شریف پڑھنے کی بعضوں کو عادت۔ ہے یہ قابلِ ترک ہے۔ ناپاک جگہ پر درود پڑھنے سے بھی احتراز لازم ہے۔

جب بھی حضورؐ کا اسمِ مبارک زبان پر آئے یا سُنے فوراً درود شریف پڑھے۔ بہتر ہے کہ آپؐ کے نام مبارک سے پہلے سیّدنا کا لفظ بھی بڑھا دے۔ یا نام مبارک تحریر کرے تو اس کے ساتھ بھی صلوٰۃ وسلام یعنی صلّی اللہ علیہ وسلّم پُورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ صرف صلعم لکھنے پر اکتفا نہ کرے اس سے بخل کا پہلو نکلتا ہے اور یہ کہ یہ بے معنی لفظ ہے۔ جس نے شروع شروع میں یہ ایجاد کیا تھا اس کا ہاتھ لنجا ہو گیا تھا۔ رسائل وکتب کی ابتداء میں بسم اللہ و حمد کے بعد بھی درود شریف لکھے۔ اس کی ابتدا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی اور انہوں نے خود اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا۔

جب کسی مجلس میں بیٹھا ہو تو اس جگہ سے اُٹھنے سے قبل درود شریف ضرور پڑھے۔ اگر مجلس میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو بھی درود شریف پڑھے۔

افضل یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اور سننے والا ہر بار درود شریف پڑھے۔ اذان کے بعد تہجّد کے وقت اور دُعا کے شروع و آخر میں

Marfat.com

درود کا پڑھنا ضروری ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ درود کے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے اور اوپر نہیں جاتی ۔ اسی طرح وضو کے وقت بھی درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر وضو ثواباً مکمل نہیں ہوتا ۔ مسجد میں داخلہ کے وقت اور باہر آنے کے وقت بھی بسم اللہ والسلام علیٰ رسول اللہ پڑھے ۔

خُطبہ کے دوران میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام آئے تو دل میں درود شریف پڑھے اور نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے ۔ سامانِ تجارت کھولتے وقت کسی دنیوی غرض کے لئے اسے پڑھنا اور ذریعہ بنانا ممنوع ہے اور بے ادبی گستاخی ہے ۔ جس طرح ایک بار درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح بے ادبی و گستاخی کرنے پر دس لعنتیں برستی ہیں ۔

آداب مسجد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

"زمین پر اللہ تعالیٰ کے گھر (خاص تجلّی گاہ) مسجدیں ہیں، جو اس کی زیارت کے لئے مسجدوں میں آئے گا اللہ تعالےٰ اس کا ضرور اکرام کرے گا ۔"

مسجدیں باغاتِ جنت میں سے ہیں ۔ قیامت کے دن دنیا کی ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر مسجدیں باقی رہیں گی جو جنت میں منتقل کر دی جاویں گی ۔ یہ اپنی رفعت و منزلت کی وجہ سے خصوصی آداب کی مستحق ہیں ۔ جس طرح ایک معمولی عدالت میں داخلہ کے وقت آدابِ عدالت اور شانِ حاکم کا احترام

Marfat.com

نہ کرنے کی وجہ سے توہینِ عدالت کا ارتکاب ہوتا ہے ۔ اسی طرح احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری کے لئے بھی اس کی شان کے شایان آداب بجا لانے پر ہی انسان انعام و اکرام پاتا ہے ورنہ زیرِ عتاب آجاتا ہے اس لئے اس باب میں خصوصی احتیاط کی ضرورت ہے ۔

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں جانے کے لئے گھر سے ہی اہتمام کرے ۔ اچھی طرح طہارت اور وضو کر کے چلے ۔ فرض نماز کے لئے پاک ہو کر مسجد کو جانا ایک حج کے ثواب کے برابر ہے بشرطیکہ مسجد میں جانے کی غرض سوائے نماز کے اور کوئی نہ ہو ۔ مسجد کی طرف آہستہ آہستہ وقار و سکون کے ساتھ چلے ۔ دوڑ کر نہ جائے ۔ مسجد میں نہایت ادب سے داخل ہو ۔ داخلہ کے وقت پہلے دایاں قدم رکھے اور واپسی کے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالے ۔ مسجد میں داخلہ کے بعد اور بیٹھنے سے قبل ظہر، عصر اور عشاء کے وقت دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے ۔ فجر اور مغرب کی نماز سے قبل کوئی نفل پڑھنا ٹھیک نہیں ۔ کثرت سے مسجد میں آنے جانے والے کے لئے ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا بھی کافی ہے اور ہر مرتبہ پڑھنا افضل ہے ۔

مسجد میں داخلہ کے بعد جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جائے ۔ اپنی خاطر کسی کو نہ اٹھائے نہ اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کرے کہ آپ کے سوا وہاں کوئی اور نہ بیٹھے ۔ نماز، ذکرِ الٰہی، تلاوت وغیرہ کے سوا کوئی بات چیت، لین دین، دستکاری وغیرہ نہ کرے ۔

اگر کوئی شخص کسی سے کوئی بات دُنیا کی پوچھنے کے لئے آئے تو وہ مسجد میں جواب نہ دے بلکہ باہر جا کر جواب دے ۔ مسجد میں دُنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جیسے آگ لکڑیوں کو کھا لیتی ہے مسجد میں اُونچی آواز سے ذکر کرنے یا قرآن پڑھنے سے بھی باز رہے اس طرح دوسروں کی نماز تسبیح وغیرہ میں خلل پڑتا ہے اس لئے ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے ۔ جب خدا

Marfat.com

کے گھر میں اس کا ذکر اور اس کا کلام پاک اُونچی آواز سے پڑھنا خلافِ ادب قرار دیا گیا ہے۔ تو دنیوی بات چیت کرنا کتنے عذاب کا موجب ہو گا۔

مسجد میں لہسن، پیاز، مولی، سگریٹ، حقہ، شراب یا کوئی دیگر منشی اور بدبودار چیز کھا کر نہ جائے۔ نہ ہی ایسا کپڑا پہن کر جائے جس میں پسینہ یا کسی دوسری چیز کی بدبو آئے۔ اس سے نمازیوں اور فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ غسل کی حاجت کی صورت میں کوئی مرد اور حیض و نفاس کی حالت میں کوئی عورت اندر نہ جائے۔ نہ وہاں تھوکے نہ پیشاب، پاخانہ یا جماع کرے۔ نہ فصد کھلوائے، نہ ہَوا خارج کرے، نجاست نہ پھینکے، ناپاک یا مٹی کا تیل نہ جلائے۔ مسجد کے حصّہ میں وضو یا کُلّی نہ کرے۔ نہ وضو کے پانی کے چھینٹے پھینکے۔ اندر تالی یا سیٹی نہ بجائے۔ ہر قسم کے شور و شر سے باز رہے اور کوئی چیز اندر نہ کھائے نہ سوئے۔ جوں یا کھٹمل بھی نہ مارے۔

مسجد کے اندر اجرت پر قرآن، حدیث، فقہ یا تفسیر نہ پڑھائے۔ باہر کی گمشدہ چیز کا اندر اعلانِ تلاش نہ کرے۔ غیر ضروری اشعار نہ پڑھے۔ مسجد کی دیوار میں اپنے گھر کا دروازہ نہ نکلے۔ مسجد کے دو دروازے ہونے کی صورت میں عادتاً ان کو گزرگاہ نہ بنائے۔ مسجد میں اپنا سامان نہ رکھے اور جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس کے سامنے یا قریب کوئی چیز نہ رکھے نہ پھینکے۔ مسجد کی کسی چیز کو اپنے ذاتی استعمال میں نہ لائے اور نہ اٹھائے۔ مسجد میں میّت داخل نہ کرے نہ اس کا جنازہ پڑھے۔ بچوں اور پاگلوں کو مسجد کے اندر نہ لے جائے اور نہ جانے دے۔

مسجد کو صاف و ستھری حالت میں رکھے۔ اس کے فرش یا دیواروں پر نقش و نگار اور بیل بُوٹے نہ بنائے۔ یہ حالتِ نماز میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ چراغ وغیرہ نہ جلائے۔ بالعموم ہر روز اور

Marfat.com

بالخصوص ہر جمعہ کو مسجد میں عود لوبان کی دھونی دے۔ اگر بتی جلائے یہ ایک سنت ہے۔ جس طرح اپنے گھر کو گرد و غبار، کوڑا کرکٹ، بدنما دھبوں اور مکڑی کے جالوں سے پاک وصاف رکھتے ہو اسی طرح مسجد کو بھی ان چیزوں سے آلودہ نہ ہونے دے۔

محلہ والے اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر جامع مسجد یا دوسری مسجد میں نہ جائیں۔ اگر محلہ کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو پھر جامع مسجد یا کسی دوسری مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جانا صحیح ہے۔ مسجد میں سزا جاری نہ کرے کہ شاید بول براز خطا ہو جائے۔

آدابِ وضو

مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وضو کرنے سے قبل دل میں اس کا ارادہ یا نیت کرے۔ نماز سے پہلے اس کا اہتمام کرے۔ وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ اسی طرح ہر عضو کو دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ پڑھتا رہے۔ وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر کرے تاکہ چھینٹیں اُڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ وضو خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو۔ کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے۔ پانی ضرورت سے کم استعمال نہ کرے کہ وضو نامکمل رہ جائے۔ اور نہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرے خواہ دریا کے کنارہ پر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔

وضو کے دوران میں ہر عضو تین بار دھوئے اور وضو کے بعد احتیاطاً اس پر ہاتھ بھی پھیر لے تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ منہ دھوتے وقت منہ پر پانی کا زور سے چھینٹا نہ مارے۔ نہ پھنکار مار کر چھینٹیں اڑائے۔ اپنا منہ و آنکھیں بہت زور سے بند نہ کرے کہ سوکھی رہ جائیں۔ اگر انگوٹھی

Marfat.com

چھلّہ، چوڑی، کنگن، نتھ وغیرہ پہنی ہو تو اُسے ہلا لے تاکہ اُس کے نیچے پانی پہنچ جاوے۔ فضول اور بے ضرورت بات چیت نہ کرے۔ ہر عضو کو دھو کر دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی دیر نہ کرے کہ پہلا عضو سُوکھ جائے۔

وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر سورت اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا پڑھے ایسا کرنے والا صدیقین سے ہوگا اور آشوبِ چشم سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ جب وضو کر لے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے اور افضل ہے کہ ہر وقت باوضو رہے۔

آدابِ اذان و اقامت

اذان عربی زبان میں اوقاتِ نماز کے اندر کہنی چاہیئے۔ اذان کہنے والا صاحبِ عقل، پرہیزگار، دیندار اور اوقاتِ نماز سے واقف ہو۔ دونوں حدثوں سے پاک ہو۔ مجنوں، مست، عورت یا ناسمجھ بچہ اذان نہ کہے۔

اذان مسجد سے علیحدہ کسی اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر کہے۔ اذان کہتے وقت اپنے دونوں کانوں کے سوراخ کلمے کی انگلی سے بند کر لے اور اپنی طاقت کے موافق اتنی بلند آواز میں اذان کہے کہ وہ باعثِ تکلیف نہ ہو اور گانے کی صورت پیدا نہ ہو۔ بعض الفاظ پست اور بعض بلند آواز سے نہ کہے، بلکہ اذان کا لب و لہجہ یکساں ہو۔ حیَّ علی الصلوٰۃ کہتے وقت اپنا منہ دائیں طرف اور حیَّ علی الفلاح کہتے وقت اپنا منہ بائیں طرف اس طرح پھیرے کہ سینہ اور قدم قبلے سے نہ پھرنے چاہئیں۔

اذان دیتے وقت دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اس قدر سکوت اختیار کرے کہ سُننے والا اس کا جواب دے سکے۔ اسی طرح دوسرے الفاظ میں ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اذان سننے والے پر خواہ مرد ہو یا عورت اذان کا جواب دینا بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک

Marfat.com

واجب ہے۔ جو لفظ مؤذن کی زبان سے سُنے وہی جواباً کہے مگر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی کہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے۔ بعد اذان درود شریف اور دعا مسنون پڑھے۔ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللہُ وَ اَدَامَهَا کہے۔

اذان واقامت کے الفاظ باترتیب کہے۔ اذان واقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کام یا کلام نہ کرے۔ خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ نہ قرأت قرآن میں مشغول ہو۔ اگر قرآن پڑھ رہا ہو تو قطع کر دے اور صرف اذان واقامت سُننے اور جواب دینے میں مشغول رہے۔ جو شخص اذان کہے اسی کو تکبیر کہنے دیں۔ اس کو ناراض کر کے کوئی دوسرا شخص تکبیر نہ کہے۔ اگر مؤذن کہیں چلا جائے تو پھر دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے۔ اذان کے بعد لوگوں کو نہیں بلانا چاہیئے۔ سوتے کو جگا دینے میں مضائقہ نہیں۔

کھانا کھانے، نماز، خطبہ، حیض ونفاس، علمِ دین کے درس و تدریس، حالتِ جماع، پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں اذان کا جواب نہ دے۔

اذان و اقامت میں صرف اتنا فرق ہے کہ اذان مسجد کے باہر اور اقامت مسجد کے اندر، اذان بلند آواز سے، اقامت پست آواز سے کہی جاتی ہے۔

اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم کی بجائے پانچوں وقت قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ کہنا ہوتا ہے۔ اقامت کے وقت کان کے سوراخ بند کرنے اور حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

⁂

Marfat.com

آدابِ نیّت نماز

عام طور پر ہر کام قصد و ارادے کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ مگر لفظاً اس کا اظہار کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن نماز کے لئے بارگاہِ رب العزت میں حاضری کے وقت اس بات کا دل میں استحضار لازمی ہے کہ کس وقت کی کون سی نماز یعنی فرض، سُنت یا نفل وغیرہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

ہر مسلمان نماز کی نیت باندھتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے کہ بلا ضرورت کسی کی پُشت کے پیچھے نماز کی نیت نہ باندھے کہ اگر اگلا آدمی اُٹھنا چاہے تو نہ اُٹھ سکے اور محبوس ہو جائے۔ نہ مسجد میں کسی ایسی جگہ نیت باندھے کہ گزرنے والوں کا راستہ بند ہو جائے۔ یعنی دروازہ کے سامنے یا مشرقی دیوار کے متصل کھڑا نہ ہو بلکہ دیوار قبلہ کے قریب کے گوشہ میں نماز پڑھے تاکہ دوسرے نمازیوں کو پریشانی نہ ہو۔

اگر مسجد کے باہر کسی جگہ نماز پڑھنا چاہے تو نیت باندھتے وقت اپنے سامنے کوئی چیز بطور سُترہ کے رکھ لے۔ تاکہ سامنے سے گزرنے والے کو دِقت نہ ہو۔

آدابِ نماز

"حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"نماز دین کا ستون ہے یہ کفر و اسلام میں امتیاز پیدا کرتی ہے"۔

یہ ایک ایسی سعادتِ عظمیٰ ہے جو زنگ آلود دلوں کو صیقل کر کے اغیار کے پردے اُٹھاتی ہے۔ پوشیدہ اسرارِ الٰہی کے دروازے کھول کر اپنے رب سے محبّت، اخلاص اور سرگوشی کا محل بناتی ہے۔ صحت اور بیماری، جلوت و خلوت، سفر و حضر، رزم و بزم، غرضیکہ ہر حال میں اس کے

Marfat.com

ذریعہ روزانہ کم ازکم پانچ وقت دربارِ الٰہی میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کی تاکید آئی ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز کی جگہ پاک ہو۔ لباس پاک ہو۔ خود پاک ہو۔ جس وقت نماز کے لئے کھڑا ہو۔ تو یہی سمجھے کہ باری تعالیٰ کی جناب میں اصالتًا حاضر ہو کر مصروفِ کلام ہے۔ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میری باتیں سُن رہا ہے۔ اس کی بزرگی و عظمت کا تصوّر کر کے جس قدر ہو سکے خشوع و خضوع پیدا کرے اور نماز کے ہر رکن کو اپنے اپنے قاعدہ کے ساتھ باطمینان ادا کرے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ نہ نگاہ اوپر اٹھائے بلکہ نظر سجدہ گاہ پر رکھے۔ حتی الوسع جمائی کو بھی روکے۔

شروع سے اخیر تک اخلاص اور حضور قلب کو قائم رکھے۔ جو الفاظ زبان سے ادا کرے یا جو کام اعضاء سے لے اس کا اثر دل میں بھی پیدا کرے۔
امام غزالیؒ فرماتے ہیں :-

"جب رکوع میں بدن جُھکے تو دل بھی عاجزی سے جُھک جانا چاہیئے۔ جب زبان اللہ اکبر کہے تو دل میں بھی یہی ہو کہ بے شک اللہ تعالےٰ سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ جب الحمد پڑھے تو قلب بھی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے شکریہ سے لبریز ہو۔ جس وقت زبان سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ نکلے، تو دل میں اپنے ذلیل و ضعیف اور محتاج ہونے کا اقرار کرے یعنی قلب میں بھی یہی ہو کہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی چیز کا نہ مجھے اختیار ہے نہ کسی دوسرے کو غرض "

غرضیکہ تمام اذکار و تسبیحات اور جملہ ارکان و حالات میں ظاہر و باطن یکساں اور ایک دوسرے کے موافق ہونا چاہیئے۔

جب بھوک کا بہت غلبہ ہو یا پیشاب، پاخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے فراغت

Marfat.com

حاصل کرے۔ پھر نماز پڑھے۔ نماز کے واسطے جاتے ہوئے بھی کوئی حرکت خلافِ نماز نہ کرے۔ نماز کے لئے دوڑ کر نہ چلے۔ کیونکہ سانس پھولنے سے سکونِ قلب جاتا رہے گا۔ نماز ہمیشہ پابندی سے مستحب وقت میں باجماعت پڑھے۔ اگر کسی وجہ سے قضا ہو جائے تو پہلی فرصت میں قضا ادا کرے۔ اسے کسی دوسرے وقت پر نہ ٹالے۔ نماز ایسی جگہ پڑھنے سے بھی احتراز کرے جہاں نقش ونگار ہوں کہ ان سے طبیعت میں انتشار پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ ایسے مکان میں بھی نماز پڑھنے سے احتراز کرے جہاں کھلے فوٹو یا تصویریں لٹکی ہوئی ہوں۔ ورنہ رحمت کے فرشتوں کی معیت اور دعا سے محروم رہے گا۔

حالتِ نماز میں بال سنوارنے، دامن لپیٹنے یا ہاتھ کا سہارا لے کر اُٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنن ونوافل ادا کرے۔

بحالتِ جماعت صف سیدھی ہو۔ خوب مل کر کھڑے ہوں۔ درمیان میں خلاء نہ رہے۔ پہلے صفِ اوّل پوری کی جائے، پھر دوسری، پھر تیسری۔ امام کے پیچھے دونوں طرف مقتدی برابر ہونے چاہئیں۔ امام مقتدیوں سے اُونچی جگہ کھڑا نہ ہو۔ امام سے پہلے رکوع، سجدہ یا کوئی اور فعل نہ کرے۔ اگر نماز میں ایسے وقت آئے کہ امام سجدہ یا قعدہ میں ہو تو اس کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کرے فوراً شریک ہو جائے۔

امام ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ پیچھے ہر قسم کے مقتدی ہوتے ہیں ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو جس کی وجہ سے وہ جماعت سے نفرت کرنے لگیں۔

نوافل و وظائف کی اتنی کثرت نہ کرے کہ نباہ نہ سکے۔ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جائے یا نیند زور کی آنے لگے تو ذرا آرام کر لے۔ پھر نماز میں مشغول ہو۔ گھر میں بھی کچھ نوافل پڑھنے کا معمول رکھے۔

Marfat.com

بعد فراغت نماز صمیم قلب سے شکر ادا کرے کہ مولا پاک نے اپنے دربار میں حاضری کا شرف بخشا اور اظہارِ شکر کے لئے دوسری نماز کی بروقت ادائیگی کی فکر میں رہے اور جب دوسری نماز کی توفیق ہو تو اسے پہلی نماز کی قبولیت کی دلیل جانے۔ حق تعالیٰ کے فضل و کرم کی سب سے بڑی دلیل توفیقِ نماز ہے۔

ایک آقا اپنے نوکر کے ساتھ سودا سلف لینے بازار جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک مسجد سے اذان کی آواز آئی۔ نوکر نے آقا سے نماز کی ادائیگی کی اجازت چاہی۔ آقا نے کہا تم نماز پڑھ لو میں تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ نوکر کو نماز میں ذرا دیر ہو گئی۔ آقا نے آواز دی کہ تم کو باہر آنے سے کس نے روک رکھا ہے؟ نوکر نے کہا محترم! جس نے آپ کو اندر آنے سے روک رکھا ہے۔

جو نماز ایسی نعمتِ غیر مترقبہ کو ترک کرتا ہے وہ اپنے اندر کفر کی ایک علامت پیدا کر لیتا ہے جس کی وجہ سے توفیق رفیق نہیں ہوتی اور وہ مردودِ بارگاہِ رب العزت ہو کر رہ جاتا ہے۔

پنجگانہ نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھے تو موجبِ ثواب ہے۔

آدابِ قیامِ جماعت

فرض نماز، نماز جمعہ اور نمازِ عیدین کا باجماعت پڑھنا لازمی ہے۔ اس کی تاکید میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں وعید فرمائی :-

"میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر اذان کہنے کا حکم دوں۔ ایک شخص کو کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں"۔

جہاں کم از کم دو آدمی جمع ہوں وہ باجماعت فرض نماز پڑھیں۔ ایک امام

Marfat.com

بنے اور ایک مقتدی۔ مقتدی امام کے دائیں جانب اس کے برابر یا ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ صفیں سیدھی رکھیں۔ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوں۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہے۔ مقتدی تمام ارکانِ نماز مثلاً رکوع، قومے سجدے، قعدے وغیرہ میں ماسوائے قرأت کے امام کے ہر فعل کی متابعت مطابقت اور موافقت کریں۔ پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑے نہ ہوں۔

اگر دیر سے آنے کی وجہ سے جماعت کھڑی ہو تو سنت وغیرہ نہ پڑھے۔ اور جس مرحلہ پر جماعت پہنچ چکی ہو اس میں فوراً شامل ہو جائے۔ اور باقی نماز بعد میں پوری کرے۔ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت ہو گئی ہو تو بہتر ہے کہ کسی دوسری مسجد میں بتلاشِ جماعت چلا جائے۔ ظہر اور عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد جماعت دیکھے تو وہی فرض جماعت میں شامل ہو کر پڑھ لے۔ مگر فجر، عصر اور مغرب میں ایسا نہ کرے۔

امام وہ بنے جو فسق و فجور سے پاک اور پرہیزگار ہو۔ مسائل نماز خوب جانتا ہو۔ جس قدر قرأت مسنون ہے وہ اسے یاد ہو۔ قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو۔ جہاں امام مقرر ہو وہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی امامت نہ کرے۔

امام مقتدیوں کی ضرورت، حاجت اور ضعف کا خیال رکھے اور لمبی قرأت یا طویل رکوع و سجود سے احتراز کرے۔ ہر مرحلہ پر اعتدال سے کام لے۔

آدابِ روزہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

"ہر شئے کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔"

Marfat.com

یہ ایک ایسی عبادت ہے جس پر حق تعالےٰ کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا۔ نماز، تلاوت، حج، زکوٰۃ سے سب لوگ آگاہ ہو سکتے ہیں۔ مگر روزہ وہی مخلص مسلمان رکھے گا جسے لوگوں میں نمائش و ریاء اپنے عابد و زاہد کہلانے کا شوق نہ ہو۔

روزہ خالصتہً للہ رکھے۔ سحری و افطاری ایسے کھانے سے کرے جو بلا شبہ حلال و پاک ہو۔ اتنا نہ کھائے کہ معدہ بھاری اور بدن کسل مند ہو جائے بلکہ معمول کی غذا پر اکتفا کرے۔ روزہ کی حالت میں فحش کام اور کلام سے اجتناب کرے شور و غل نہ مچائے۔ کسی سے نہ لڑے نہ جھگڑے۔ اگر کوئی آمادہ فساد بھی ہو تو روزے کا واسطہ دے کر معافی مانگ کر کنارہ کشی اختیار کرے۔ شطرنج، گنجفہ، تاش وغیرہ کھیلنے سے باز رہے کہ ان سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو تمام امراضِ باطنی کی جڑ ہے۔ فحش ناول، افسانے وغیرہ پڑھنے سے بھی احتراز کرے کہ اس سے قلب برائیوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اعضاء بدنی کو بھی حالتِ روزہ میں رکھے۔ کوئی خلافِ شرع فعل نہ کرے یعنی زبان کو غیبت، چغلی، برائی، جھوٹ، فریب، بد گوئی وغیرہ سے بچائے۔ آنکھ کو نامحرم پر یا پرائے مال پر بری نگاہ ڈالنے سے روکے۔ ہاتھوں کو دوسروں کو نقصان اور اذیت پہنچانے، ظلم کرنے، کسی کو شہوۃً چھونے سے روکے۔ اپنے پاؤں کسی برائی کی طرف بڑھانے سے باز رہے۔ کانوں کو دوسروں کی غیبت، راگ، باجے سننے سے بچائے۔ پیٹ کو مالِ حرام سے نہ بھرے۔ وضع خلافِ شرع نہ ہو اور قلب کو فکر و وسوسوں سے پاک رکھے۔ رات کو بدکاری، شراب نوشی، قمار بازی، سینما بینی، ناچ و رنگ وغیرہ ایسی خرافات کے نزدیک نہ جائے۔

روزہ کو حق تعالیٰ کی خوشنودی اور نفسانیت کے بچاؤ کا ذریعہ بنائے۔ اس لئے اپنا بیشتر وقت تلاوتِ کلام، ذکر الٰہی، درود و سلام اور توبہ و

Marfat.com

استغفار میں گزارے۔ اگر شامتِ اعمال سے روزہ نہ رکھے تو لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے پئے نہ ہی یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے۔ یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ یعنی ایک روزہ نہ رکھنے کا اور دوسرا گناہ کے ظاہر کرنے کا۔

جو کسی عذرِ شرعی کی بناء پر روزہ نہ رکھ سکے اسے بھی لازم ہے کہ وہ دوسروں کے روبرو نہ کھائے۔ بعض کمال بے حمیتی سے یہ کہہ کر اعلانیہ کھاتے پیتے ہیں کہ جب خدا کی چوری نہیں ہے تو بندے کی کیا چوری؟ ایسا کہنا صرف خلافِ ادب و احترام ہی نہیں بلکہ احکامِ اسلام سے بے پرواہ ہونا اور اپنے خالق و رازق سے بغاوت کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے ماہِ رمضان کی بے حرمتی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو لاتی ہے اس لئے اگر انسان نیکی نہیں کر سکتا تو کم از کم گناہ سے ضرور بچنے کی کوشش کرے۔

ماہِ رمضان المبارک میں عام خورد ونوش کی دوکانیں اوقاتِ روزہ کے اندر بند رکھنی بہتر ہیں۔ مسافروں یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے اگر دوکانیں لگائی جائیں تو انہیں باہر سے پردہ وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیئے۔

سعادتوں اور برکتوں کے اس ماہِ مبارک میں جلبِ منفعت اور طمعِ نفسانی کی خاطر روزہ داروں کی اشیاءِ ضروریہ مثلاً دودھ، دہی، مکھن لسی، چینی، شربت اور برف وغیرہ کے نرخ معمول سے نہ بڑھائے بلکہ روزہ داروں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہر ممکن رعایت، سہولت اور آسانی بہم پہنچائے جو خیر و برکت کا باعث ہوگی۔

حکومتِ اسلامی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے انتظامات بروئے کار لائے جن سے ماہِ صیام کی عظمت و عزت برقرار رہے۔ ورنہ اس کا بھی شریکِ وبال ہونا بعید نہیں۔

Marfat.com

آدابِ تراویح

تراویح نمازِ عشاء کے ماتحت ہے۔ اس کا رمضان کے پورے مہینہ میں ترتیب وار پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اس میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئیں۔ اگر اس سے مقتدیوں کو تکلیف ہو یا جماعت کے کم ہونے کا اندیشہ ہو تو جس قدر مناسب ہو کم بیٹھے۔ اور تسبیح وغیرہ پڑھتا رہے ورنہ چپ بیٹھا رہے۔

اگر پورا قرآن شریف پڑھنے سے اس بات کا خوف ہو کہ لوگ نماز میں نہ آئیں گے یا جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کی طبع نازک پر گرانی ہو گی تو بہتر ہے کہ اسی قدر پڑھے جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے۔ بہرحال مقتدیوں کی سہولت زیرِ نظر رہے۔ اگر وہ از خود شوق ظاہر کریں تو ایک رات میں پورا قرآن مجید پڑھ لینا بھی جائز ہے۔

تراویح کے دوران میں کسی سورۃ کے شروع میں ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے ضرور پڑھے۔ یہ قرآن مجید کی ایک مستقل آیت ہے کسی سورت کا جزو نہیں۔ اگر یہ نہیں پڑھے گا تو قرآن مجید کے پورا کرنے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور آہستہ پڑھنے سے مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہو گا۔

مقتدی اس بات کا خاص طور پر اہتمام رکھیں کہ جس وقت قرآن شریف پڑھا جا رہا ہو اس کی طرف ہمہ تن متوجہ رہیں اور دُنیاوی خیالات میں مشغول نہ ہو جاویں۔

جو مقتدی کسی مجبوری کی وجہ سے جماعت میں کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بیٹھ کر پڑھے۔ مگر کاہلی یا سستی کی وجہ سے اُسے ترک نہ کرے اور حتی الوسع کلامِ الٰہی سننے کی کوشش کرے۔

Marfat.com

آدابِ زکوٰۃ

اللہ جلّ شانہٗ اور رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دم بھرنے والوں کا معیارِ اخلاص و محبّت جانچنے کے لئے یہ ستونِ دین کسوٹی کا کام دیتا ہے کہ اہلِ دولت و ثروت اور صاحبِ نصاب لوگ زر و مال ایسی متاعِ عزیز عطا کرنے والوں کو کتنا عزیز سمجھتے ہیں۔

اس لئے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ زر و دولت کو مقصودِ حیات نہ بنائے بلکہ حقیقی مقصدِ حیات یعنی سربلندیِ دین اور رضاءِ الٰہی کا معین بنائے۔ اس کی منشاء و رضا کے مطابق اسے خرچ کرے ورنہ اسے اپنے لئے وبالِ جان سمجھے۔ اپنے نفس کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ یتیموں، بیواؤں، محتاجوں، مسکینوں وغیرہ کی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے انہیں اپنی آمدنی میں نہیں بلکہ بچت و اندوختہ میں بصورتِ زکوٰۃ اڑھائی فیصدی تک حصّہ دار بنائے۔

زکوٰۃ چھپا کر نہ دے مگر اُسے سامانِ نمائش وریا بھی نہ بنائے کہ لوگوں میں اس کا چرچا عام ہو۔ اور وہ اس کی تعریف کرنے لگیں کہ یہ بڑا سخی اور اَن داتا ہے۔ زکوٰۃ کبیدہ خاطر ہو کر بھی نہ دے بلکہ خندہ پیشانی سے حق داروں کا حق ادا کرے۔ زکوٰۃ دے کر احسان نہ جتلائے۔ زکوٰۃ لینے والے کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھے اور اس سے شکریہ کی خواہش نہ رکھے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے اختتامِ سالِ زکوٰۃ سے قبل حیلہ بہانہ سے زر و دولت کو ادھر ادھر منتشر کرنے کی کوشش نہ کرے نہ کوئی ایسے حیلے بہانے اختیار کرے جن سے شرعاً ادائیگی زکوٰۃ سے بچ جائے کیونکہ مولا پاک دلوں کا بھید جاننے والا ہے۔ وہاں ہر عمل اخلاص کی میزان میں وزن کیا جاتا ہے اس طرح لوگوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے مگر اس علیم و بصیر کو نہیں۔

بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دیدے کہ اس دن کے لئے

Marfat.com

کافی ہو جائے اور اسے کسی دوسرے سے نہ مانگنا پڑے۔ مگر اتنا نہ دے جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

آدابِ خیرات و صدقات

اُس غنی و بے نیاز نے کل کائنات خدمتِ انسان پر مامور کر کے آزمائش و امتحان کے لئے انسان کو اختیار دیا کہ جو کچھ بھی اس نے اسے دے رکھا ہے، اس میں سے عزیز ترین چیز اس کے نام پر اس کے مستحق بندوں میں بطور خیرات و صدقات تقسیم کرے جس کا اس سے سات سو گنا تک اجر و ثواب دیا جائے گا۔

زکوٰۃ مخصوص حالات و افراد کے لئے ہے۔ مگر خیرات و صدقات کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ جس وقت چاہے اور جس قدر چاہے راہِ خدا میں دے سکتا ہے اس میں تاخیر نہ کرے، بخل نہ کرے، گندی اور نکمی چیز نہ دے۔ ایسے انداز میں نہ دے جس سے ریاء یا نمائش کا پہلو نکلتا ہو۔ دینے والے پر احسان نہ جتائے۔ اس سے کوئی توقع نہ رکھے۔

بہتر ہے کہ خیرات چھپا کر دے۔ اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح دے کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ صبر و قناعت ہو تو دینے والے کی راہ میں سب کچھ لٹا دے۔ جیسے صدیق اکبرؓ نے کیا تھا۔ ایک دفعہ اُنھوں نے جو کچھ گھر میں تھا اُٹھا کر حضورؐ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ جب پوچھا گیا کہ اپنے لئے کیا رکھا ہے؟ تو انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا

"اللہ اور اللہ کا رسولؐ۔"

ایسا نہ کر سکے تو نفس کی جائز ضروریات سے جو بچے وہ خیرات کرے۔ اس کی بھی ہمت نہ ہو تو جس قدر مناسبِ حال ہو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اگر بوجہ مفلسی و تنگدستی کچھ بھی نہ دے تو جس چیز پر قدرت حاصل ہو وہ اللہ

Marfat.com

کی راہ میں خرچ کرے۔ جیسے بقول امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار کا پوچھنا، جنازہ کے ساتھ جانا، حاجت کے وقت محتاج کی مدد کرنا۔ یعنی کسی مزدور کا بوجھ بٹالینا، سہارا لگادینا، سعی و سفارش سے کسی کا کام نکلوا دینا، نیک بات کہنا ہمت بندھانا، ڈھارس دلانا وغیرہ۔

جو کچھ بھی دے خوشی سے دے اچھی چیز دے۔ سائل کو سخت سُست نہ کہے نہ اُسے جھڑکے۔ جو چیز دینا چاہے سائل کے ہاتھ میں آرام و اطمینان سے دے۔ اس طرح نہ پھینکے جیسے کتے کو لقمہ پھینکا جاتا ہے۔

محلِ خیرات بہتر تلاش کرے۔ والدین، اقرباء، یتیم و مسکین، مسافر و فقیر کے علاوہ طالبِ دین، پرہیزگار عالم، نیک بخت عیالدار، ایسے لوگ جو حاجتمند ہونے کے باوجود دستِ سوال دراز کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ مساجد، مدارس دینیہ اور امور رفاعیہ پر خرچ کرنا افضل ہے۔

سائل کو خالی واپس نہ کرے۔ اگر اور کچھ نہ ہو تو روٹی کا ایک ٹکڑا ہی دیدے۔ یہ بھی نہ ہو تو اس کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہہ دے۔ جس طرح ایک سرمایہ دار روزانہ کچھ نہ کچھ بینک میں جمع کرنے اور زیادہ سے زیادہ سود حاصل کرنے کے لئے حریص رہتا ہے اسی طرح ایک دیندار کو بھی آخرت کے بینک میں روزانہ بمد خیرات و صدقات کچھ نہ کچھ ضرور جمع کرانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ سرمایہ دار، سود خوار اپنا سارا سرمایہ بصد حسرت و ارمان چھوڑ کر اس دنیا سے خالی ہاتھ چلا جاتا ہے۔ مگر دیندار اپنا تمام اندوختہ معہ ایک سے سات سو گنا منافع تک محفوظ پائے گا۔ اگر خیرات و صدقات کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے تو آتشِ زر خود صاحبِ زر کا خرمنِ دین و ایمان جلا کر رکھ دیتی ہے۔ مگر موت کا جامِ تلخ نوش کرنے سے پہلے اسے اس کا پتہ تک نہیں چلنے دیتی۔

جنہیں حق تعالیٰ مدارسِ دینیہ یا دیگر دینی و ملّی اداروں میں چندہ

Marfat.com

دینے کی توفیق دے۔ ان پر لازم ہے کہ وہ وقتِ مقررہ پر خود اپنا چندہ پہنچا دیا کریں۔ یا اگر چندہ لینے والا آئے تو اُسے فوراً چندہ دے دیں ٹال مٹال نہ کریں۔ یا اسے پھیرے نہ ڈلوائیں۔ کیونکہ اس کے بار بار آنے کی تکلیف کا وبال خیرات کی قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے اور مولا پاک کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے۔

آدابِ حج

حکم ربانی ہے کہ:-

"جو لوگ حج کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے حج بیت اللہ فرض ہے"

حج ایک ایسا ستونِ دین ہے جس کی بنیاد عقل و خرد کے تقاضوں کے بجائے عشق و جنون کی جولانیوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے شاہ و گدا، عالم و جاہل، امیر و غریب سب کو دور دراز جگہوں سے چل کر ایک ہی وضع قطع کے لباس میں ننگے سر، ننگے پاؤں، پریشان حال، پراگندہ بال، مسکین و محتاج بنے اظہار عبودیت و غلامی کے لئے اپنے آقا کے دربار میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔

بندگی کے اس امتحان میں بہت سے لوگ سفر کی صعوبتیں اور کثیر اخراجات برداشت کر کے جاتے ہیں۔ مگر حج کے ارکان، شرائط اور مناسک کی ادائیگی کا طریقہ نہ جاننے کی وجہ سے حج ادھورہ اور ناتمام کرتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے سبب بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات الٹی لعنتوں اور غضب الٰہی کو لے کر لوٹتے ہیں۔ کیونکہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا۔

اس لئے حج پر جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ مسائل ضروریہ جاننے کے لئے کسی عالم دین کی رفاقت حاصل کرے۔ اگر یہ نصیب نہ ہو تو کوئی نیک

Marfat.com

سیرت، دین دار، واقف رفیق تلاش کرے۔ اہل اللہ اور بزرگانِ دین نے حجاج کی رہنمائی کے لئے جو کتابیں تحریر کی ہیں ان میں سے کوئی مفید طلب کتاب منتخب کر کے ہمراہ رکھے اور دورانِ سفر اسے پڑھتا یا سنتا اور سمجھتا رہے۔ اور اس طرح اپنے رفیقِ سفر کی مدد سے ہر مقام پر اس کے آداب و شرائط خود معلوم کرنے میں کوشاں رہے اور اپنے آپ کو معلّموں کے رحم وکرم پر نہ چھوڑے۔ اس قابلِ اہتمام ذی شان کام کو دینی تقاضوں کی بجائے تجارتی اغراض کے تحت انجام دینے کے عادی ہو گئے ہیں۔

خود کو ان حالات سے بھی بچلائے جن کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں پیش گوئی فرما گئے ہیں :-

"قریب ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ میری اُمت کے بادشاہ شہرت کے لئے حج کریں گے۔ امراء بڑائی اور رفعت کے لئے حج کریں گے۔ متوسط طبقے کے لوگ تجارت کی غرض سے حج کریں گے۔ غرباء سوال اور مانگنے کے ارادہ سے حج کریں گے اور علماء ریا اور دکھلاوے کے لئے حج کریں گے۔"

گو قرآنِ کریم کی رو سے سفرِ حج میں تجارت کی اجازت ہے مگر اسے ضمناً اختیار کرے، بمقصود اصلی نہ بنائے۔ جیسا کہ آج کل عام طور پر حج تجارتی اغراض کے لئے کیا جاتا ہے۔

حج کرنے کے بعد اپنے آپ کو حاجی نہ لکھے نہ حاجی کہلائے۔ ایسا کرنا غیر شعوری طور پر نمائش و ریاء میں داخل ہے۔ سلف صالحین سے ایسا ثابت نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، آئمہ و بزرگانِ دین، کسی کے نام کے ساتھ "حاجی" یا "الحاج" لکھا ہوا نہیں پایا گیا یہ خلافِ سنّت ہے۔

Marfat.com

آدابِ سفرِ حج

حج کا ارادہ پختہ ہوجانے پر حج پر جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ صدقِ دل سے گناہوں سے توبہ کرے۔ لوگوں کے حقوق اور قرض خواہوں کے قرضے ادا کرے۔ جس کسی پر ظلم کیا ہو یا تکلیف پہنچائی ہو یا غیبت و برائی کی ہو اس سے معافی مانگے اور کسی کو ناراض و ناخوش نہ چھوڑے۔ جانے سے قبل والدین کی رضامندی حاصل کرے۔ اگر وہ ناراض ہوں تو انہیں راضی کرے۔

جن لوگوں کا خرچہ یا نفقہ اس کے ذمہ ہو ان کا کوئی ایسا معقول بندوبست کرے کہ اس کی واپسی تک ان کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ غرضیکہ ظاہری و باطنی آلودگیوں اور کدورتوں سے خود کو ہر طرح پاک وصاف کرلے۔

زادِ راہ، سفرخرچ وغیرہ حلال اور غیر مشتبہ مال سے لے کہ اسے قبولیتِ حج میں بڑا دخل حاصل ہے۔ حرام مال سے ہرگز سفرِ حج نہ کرے۔ زادِ راہ سے کچھ زائد اپنی ہمت و وسعت کے مطابق خیرات وصدقات کے لئے بھی ہمراہ لے لے۔ کیونکہ حج کی راہ میں خرچ کرنا بقولِ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم ستر گنا زائد ثواب رکھتا ہے۔

یہ مقدس سفر "حاجی" کہلانے کے شوق میں شروع نہ کرے بلکہ خداوند عالم کی رضاجوئی اور حکمِ ربانی کی بجاآوری میں رختِ سفر باندھے۔ سفر جمعرات یا پیر کو شروع کرے۔ گھر سے روانگی کے وقت دو رکعت نفل پڑھے۔ متعلقین کے لئے دعا خیر کرے۔ دوستوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں اور بال بچوں کو خدا کے سپرد کرکے رخصت ہو۔ سوار ہوتے وقت اول داہنا پیر رکھے۔

دورانِ سفر تواضع و انکساری، عاجزی و فروتنی کو اختیار کرے۔ بارگاہِ رب العزت کی شایانِ شان آداب بجالائے۔ کھانے، پینے، لباس اور مکان اور سواری اور قیام میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے ترفع و بڑائی ظاہر ہو بلکہ

Marfat.com

کسی وقت سواری سے اُتر کر پیدل بھی چلے۔ کسی کو کھانے پکانے میں شریک نہ کرے اس سے لڑائی جھگڑے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی کو شریک کرنے پر مجبور ہو تو خود یہ قربانی کرے کہ سب سے زیادہ خرچ کرے۔ سب سے زائد کام کرے اور سب سے کم کھائے۔ اپنے ساتھیوں، ملازموں، کمایہ داروں سے نرمی و خوش خلقی برتے۔ کسی سے سخت کلامی نہ کرے۔ ہر کام میں خدمت و اعانت کے لئے پیش قدمی کرے۔ بدزبانی، تکرار، جھوٹ، غیبت، لعنت اور فحش کلامی سے بچے۔

فرض نماز بپابندی وقت سے ادا کرے۔ بلکہ نوافل و مستحبات کا اہتمام بھی رکھے۔ کسی وقت یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ تلاوت، ذکر، درود اور استغفار میں مشغول رہے۔ اس مبارک سفر میں جو بھی تکلیف یا نقصان پہنچے اس سے پریشان اور بددل نہ ہو۔ بلکہ ہر بات پر ثواب کی امید رکھے اور اس آزمائش کو حج کے قبول ہونے کی علامت سمجھے۔

آدابِ کعبہ

قبلہ کعبہ کی دیواروں میں محصور و منحصر نہیں ہے بلکہ جس مقام پر خانہ کعبہ واقع ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصّہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ اس لئے کعبہ کی چھت پر یا کعبہ کی دیواروں سے کسی قریبی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔ مگر اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

کعبہ کے اندر داخل ہونا آئمہ اربعہؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ کعبہ کے اندر غسل یا وضو کر کے داخل ہو۔ جوتہ اور موزے اتار کر جائے۔ اندر داخل ہو کر چھت کی طرف یا اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ کسی سے بات نہ کرے۔ البتہ اگر

Marfat.com

کسی امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی ضرورت پیش آئے تو اجازت ہے۔ خضوع وخشوع کی حالت میں رہے۔ آنسو بہانا بھی بہتر ہے۔ کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ کسی پر اپنی حاجت ظاہر کرے۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک حج کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوا تو اس نے سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضؓ کو اپنے قریب پا کر کہا۔

"جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کرو۔"

سالم بن عبداللہ نے جواب دیا۔

"مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے گھر میں کھڑے ہو کر کسی دوسرے سے سوال کروں۔"

کعبہ کے اندر جس طرف منہ کر کے نماز پڑھے درست ہے۔ کیونکہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ جسے اندر نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ دروازہ کے مقابل والی دیوار سے دو یا تین گز پیچھے ہٹ کر دوستونوں کے درمیان نماز پڑھے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص بیت اللہ کے اندر داخل ہوا وہ خدا کی رحمت، خدا کی حفاظت اور خدا کے گہوارۂ امن میں داخل ہو گیا اور جو کعبہ کے اندر داخل ہو کر باہر نکلا وہ بقیہ زندگی میں معصوم رہے گا۔ یعنی اس کو اسلام کی حالت میں موت نصیب ہو گی۔

خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے، نہ کلی پھینکے، نہ ستر کھولے، نہ پیشاب کرے۔ اس طرف پاؤں کر کے بھی نہ بیٹھے نہ لیٹے۔ بہتر ہے کہ سوتے وقت قبلہ رو ہو کر سوئے۔ نماز، تلاوت، وغیرہ قبلہ رخ ہو کر پڑھے۔ میت کو دفنانے وقت اس کا منہ بھی قبلہ کی طرف کر دے اور ایسی حالت میں دفنائے کہ بروز قیامت جب وہ قبر سے اٹھے تو اس کا منہ قبلہ کی

Marfat.com

طرف ہو۔ میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اُتاریں اور اُتارنے والے بھی قبلہ رو کھڑے ہوں۔

آدابِ حرم

حرم وہ علاقہ ہے جو مکّہ کے چاروں طرف سے محیط ہے۔ حق تعالیٰ نے اس محدود علاقہ کو فضیلت میں مکّہ کے برابر قرار دیا ہے۔

حرم کے اندر احرام باندھے بغیر داخل نہ ہو کسی جانور کا شکار نہ کرے۔ کوئی درخت یا گھاس نہ کاٹے۔ کسی کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے۔ اسے صرف اس کا مالک ہی اٹھا سکتا ہے۔ حرم کے پتھروں، ڈھیلوں، مٹی وغیرہ کو حرم سے باہر نہ لے جائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تھوڑی یا زیادہ تعداد میں ان چیزوں کا باہر لے جانا قطعاً ممنوع ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک تبرکاً اتنی تھوڑی مقدار لے جانا جائز ہے جس سے حرم کی کسی چیز کو نقصان نہ پہنچے۔

حرم کے اندر غیر مسلم کا داخل ہونا ممنوع ہے خواہ وہ حرم میں اقامت کی غرض سے داخل ہو۔ خواہ حرم کے اندر سے راستہ طے کر کے باہر جانا چاہے۔ نہ ہی وہاں کسی مشرک مردہ کی نعش دفن کرنی چاہیئے۔ حرم کے پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے۔ نہ بلا ضرورت اسلحہ باندھ کر اندر جائے۔ طوافِ وداع کے بعد مکّہ مکرمہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے۔

باشندگانِ حرم سے اگر کوئی جماعت باغی ہو جائے تو حرم کے اندر اس سے مقاتلہ جاری نہ کرے۔ البتہ دباؤ سے انہیں مطیع کیا جا سکتا ہے۔ اگر کفار حرم کے اندر پناہ گزین ہو جائیں تو ان سے امام شافعیؒ کے نزدیک مقاتلہ جائز نہیں۔ مگر اکثر علماء کے نزدیک حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کفار اور باغیوں سے مقاتلہ جائز ہے۔

Marfat.com

آدابِ زیارتِ مدینہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ اس نے گویا حالتِ حیات میں میری زیارت کی۔ اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت لازم ہو گئی اور میری امت میں سے جو شخص باوجود وسعت کے میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی معذرت نہیں اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

ترکِ زیارت پر اس قدر بلیغ تنبیہ و شکوہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضور پر نور ہماری زیارت کے نعوذ باللہ محتاج ہیں بلکہ یہ تاکید و وعید صرف رحمت و شفاعت کے لئے ہے تاکہ جو مسلمان یہ سعادت حاصل کرنے کی وسعت رکھتا ہے وہ اس نعمتِ غیر مترقبہ سے محروم نہ رہے۔

بارگاہِ رسالت کی حاضری ایک بہت بڑا اعزاز اور قربِ خداوندی کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ جس مقدس سرزمین کو حبیب رب العالمین، صحابہ کرامؓ، اور اولیائے عظام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو۔ جہاں ہر وقت ملائکہ مولا پاک کی طرف سے درود و سلام لے کر اُترتے ہوں۔ ہر لمحہ انوار برستے ہوں۔ فرشتوں کی جماعتیں زائرین کے درود و سلام آپؐ کے حضور میں پہنچانے اور وہاں سے ہدایائے رحمت لے کر ان خوش نصیبوں کی پیشوائی کرنے پر شب و روز مصروف ہوں وہاں غفلت و لاپرواہی سے چلنا بہت بڑی محرومی ہے اس لئے ہر ہر قدم اٹھانے سے قبل سو سو بار اپنے ظاہر و باطن کا جائزہ لینے اور جذبِ اندروں پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کہیں بے ادبی کا شکار ہو کر محروم نہ ہو جائے ؏

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

Marfat.com

اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل میں آتشِ عشق فروزاں کرے۔

اس مبارک راستہ کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ ذکر و شغل میں شاداں و فرحاں طے کرے۔ تمام وقت نہایت ہی تواضع اور انکساری سے گزارے۔ کوئی فضول بات یا فضول کام نہ کرے۔ ہر لمحہ خشوع و خضوع اور ذوق و شوق کے ساتھ صلواۃ وسلام۔ عبادت و طاعت۔ توبہ واستغفار میں مصروف رہے۔ قربِ منزلِ مدینہ سے آتشِ عشق بھڑکتی جائے اور جب علاماتِ شہر نظر آئیں تو محبت و فرحت اور سرور و انبساط سے بے خود و دیوانہ بن جائے۔

راستہ میں عہدِ رسالت کی جو بھی یادگار نظر آئے ازراہِ محبت اس کی زیارت کرے اس میں نوافل پڑھے۔ بیر علی کے مقام پر جب مسجد ذوالحلیفہ پر پہنچے تو بشرطِ سہولت غسل کرے، نئے کپڑے پہنے، خوشبو لگائے، دو رکعت نمازِ نفل ادا کرے کہ مولا کریم نے یہ دن نصیب کیا۔ مدینہ منورہ کی آبادی نظر آتے ہی سواری سے اُتر پڑے۔ نگاہیں نیچی کرلے اور درود شریف پڑھتا ہُوا پا پیادہ چلے۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی مدینہ منورہ میں سواری پر سوار نہ ہوئے تھے فرمایا کرتے تھے۔ "مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ جس سرزمین پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہوں اس کو میں اپنی سواری سے روندوں"

شہر میں پہنچتے ہی فی الفور حاضری کے لئے مسجد نبوی میں جائے۔

آدابِ قیامِ مدینہ

دنیا میں دربارِ رسالت سے بڑا کوئی دربار نہیں اس لئے جسے حق تعالےٰ اپنی رحمتِ خاص سے وہاں پہنچائے۔ اس کے ادب و احترام میں اس کی عظمت و بزرگی کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ تاکہ دانستہ یا نادانستہ بے ادبی کا شائبہ تک پیدا نہ ہو۔

Marfat.com

جس قدر ہو سکے مدینہ منورہ میں قیام کرے۔ روضۂ اطہر کی حاضری اور مسجدِ نبوی کی حضوری اپنے اوپر لازم کر لے۔ ہر وقت تلاوتِ قرآن، درود وسلام اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے۔ فضول کام اور کلام سے اجتناب کرے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دو راتیں مسجد نبویؐ میں عبادت، طاعت، ذکر وفکر، درود و سلام میں بسر کرے اور اسے شبقدر سے کم نہ جانے۔

اپنے قیام کے دوران میں تمام فرض نمازیں مسجد نبویؐ میں باجماعت ادا کرے۔ ہمیشہ صفِ اوّل میں دائیں جانب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس کے لئے بہت سویرے پہنچے۔ کم از کم ایک قرآن مجید کا مسجد نبویؐ میں بیٹھ کر ختم کرے۔ جب بھی مسجدِ نبویؐ میں حاضری کا موقعہ ملے روضۂ اطہر پر ضرور حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرے اور روضۂ اطہر کے سامنے سے بغیر سلام پڑھے نہ گزرے۔

حجرہ مبارک اور روضہ مبارک پر کمال محبّت وعظمت اور خشوع وخضوع سے نظر رکھے۔ مسجد نبویؐ کے خدام وغیرہ کے ساتھ نہایت ہی تعظیم وتکریم سے پیش آئے۔ ان کی سختی کو بطیبِ خاطر برداشت کرے۔ ان کی خاطر مدارات میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنے۔

اہلِ مدینہ سے بھی عزّت ومحبّت کا برتاؤ کرے۔ ان کی کوتاہیوں پر نظر رکھنے کی بجائے ان کے جوارِ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں رہنے کے شرف اور ہر وقت جمالِ جہاں آرا سے لطف اندوز ہونے کی سعادت پر رشک کرے۔ وہاں کی کسی چیز کو حقارت ونفرت سے نہ دیکھے۔ کسی بات پر اچھی یا بُری تنقید نہ کرے۔ بہت ہی نازک مقام ہے جہاں سے فرشتے بھی سنبھل کر گزرتے ہیں اور بے ادبی سے ڈرتے ہیں۔

اپنے قیام کے دوران میں اہلِ بقیع، شہدائے احد، مسجد قبا اور دیگر مآثر نبویؐ کی زیارت بھی کرے۔

Marfat.com

آدابِ قربانی

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"قربانی کرو، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کا گوشت اور لہو نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کے پاس وہ تقویٰ پہنچتا ہے جو قربانی کرنے والے کے دل میں ہوتا ہے۔"

قربانی سنتِ ابراہیمی کی سالگرہ، قربِ الٰہی کا ذریعہ اور مقامِ تسلیم و رضا تک پہنچنے کا زینہ ہے۔ یہ ہر آزاد، مالدار، مقیم مسلمان پر قربانی کے دن واجب ہے۔ عذرِ شرعی کے بغیر اس کا ترک بہت بُرا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :۔

"جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔"

بلکہ جن پر قربانی واجب نہیں بہتر ہے کہ وہ بھی قربانی کریں۔ کیونکہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں۔ ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس طرح بے حساب ثواب ملتا ہے۔

قربانی خالصتاً للہ کرے۔ دل کھول کر فراخی سے کرے۔ قربانی کا جانور خریدتے وقت روپے پیسے کا خیال نہ کرے معقول رقم خرچ کرکے اچھا موٹا تازہ، خوب صورت، بے عیب، بے داغ اور عمدہ جانور خریدے اور اس پر خرچ کرتے وقت دل میں رائی بھر ملال نہ لائے۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور خود گھر میں پالے تاکہ خدا کی راہ میں پیاری اور محبوب چیز دی جاسکے۔ اگر وسعت ہو تو ایک قربانی اپنی طرف سے اور ایک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہم پر بہت بڑا حق ہے۔ ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے

Marfat.com

بھی اپنی امت کو ثواب میں شریک کرنے کی خاطر ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی اور دوسرے دُنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ "یہ قربانی اس کی طرف سے ہے جو میری اُمت میں مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی"

اسی طرح اپنے ماں باپ یا دوسرے عزیز رشتہ داروں کی طرف سے بھی ہو سکے تو قربانی دے۔

قربانی کو قبلہ رُخ لٹا دے اور خود اپنے ہاتھ سے قربانی کرے۔ اگر کسی وجہ سے ایسا نہ کر سکے تو اُس کے سامنے موجود رہے۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی قربانی کرنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ قربانی پہلے دن کرے ورنہ دوسرے دن یا تیسرے دن کو غروب آفتاب سے قبل۔

قربانی کا ایک تہائی گوشت غرباء و مساکین پر صدقہ کرے۔ ایک تہائی دوست احباب کو دے اور ایک تہائی اپنے اہل و عیال کے لئے رکھے۔ قربانی کا چمڑا خواہ اپنے کام لاوے۔ خواہ فروخت کر کے اس کی قیمت غرباء پر صدقہ کرے۔

بعض تعلیم یافتہ جاہل یہ فتنہ پیدا کر رہے ہیں کہ اس قدر جانوروں کو ہلاکت میں ڈالنے کی بجائے اسی قدر رقم جمع کر کے کسی قومی کام میں لگائی جائے۔ یہ قرآنی احکام کے سراسر خلاف ہے اور کفار کی جماعت جینیوں کا مذہب ہے جس میں "جیو ہتھیا مہا پاپ" ہے۔

اس لئے ایسا خیال لانا اور پھیلانا کفر کی طرف راغب ہونا ہے۔ اور بقول مخبر صادق جو جس فرقہ کے طور پر طریقے اختیار کرے گا، قیامت کے دن اسی فرقہ سے اُٹھایا جائے گا۔ اس لئے اس گناہ سے بچنا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے۔

☆

Marfat.com

آدابِ جُمعہ

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں :-

"جونہی نمازِ جمعہ کی اذان سُنو خرید و فروخت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اس میں تمہاری بہتری ہے"

یومِ جمعہ کی سعادت صرف اُمتِ مسلمہ کو ہی حاصل ہے۔ اگلی اُمتوں کو یہ دن نصیب نہ ہُوا تھا۔ قرونِ اولیٰ میں اس کا یومِ عید سے بھی زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا اور لوگ اس کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا تھا۔ جو جمعہ کا منتظر رہتا اور پنج شنبہ سے اس کا اہتمام کرتا تھا اور وہ سب سے زیادہ بدنصیب شمار ہوتا تھا جس کو جمعہ کی خبر نہ ہوتی اور صبح کو لوگوں سے پُوچھتا کہ آج کون سا دن ہے ؟

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن حجامت بنوائے۔ ناخن کٹوائے، غسل اور طہارت بقدرِ امکان کرے، مسواک کرے، بالوں میں تیل لگائے، خوشبو کا استعمال کرے، اس کے پاس جو عمدہ سے عمدہ کپڑے ہوں پہنے اور مسجد میں پہنچنے میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ سب سے پہلے پہنچنے والے اُونٹ کی قربانی کرنے کے برابر، اس کے بعد پہنچنے والے گائے کی قربانی کے کے برابر، اس کے بعد آنے والے راہ خدا میں مرغی ذبح کرنے کے برابر اور اس کے بعد آنے والے انڈہ صدقہ کرنے کے برابر ثواب پاتے ہیں۔ اس طرح مسجد میں آنے والے چار درجوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔

مسجد میں پا پیادہ جائے سواری پر نہ جائے، مسجد میں پہنچنے کے بعد جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ چھلانگ کر یا کُود کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔ نہایت خاموشی سکون اور ادب سے خطبہ سُنے۔ نماز سے پہلے یا نماز کے بعد سورۂ کہف کا پڑھنا افضل ہے اور سارا دن درود شریف کی

Marfat.com

کثرت رکھے۔ کوئی لغو، بے ہودہ اور لہو ولعب کا کام نہ کرے۔ نماز پڑھنے کے بعد پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا تعطل پیدا نہ کرے۔ اسلام چھٹی کے دن سے ناآشنا ہے۔ جنہوں نے جمعہ کے دن کو چھٹی کا دن بنا کر اس روز کاروبار کرنا حرام سمجھ رکھا ہے۔ وہ صریحًا اس حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ " اذان سُنتے ہی خرید و فروخت چھوڑ دو اور بعد فراغت نماز اس کا فضل (روزی) تلاش کرنے کے لئے پھیل جاؤ۔ یعنی نماز سے پہلے بھی کاروبار میں لگے رہو اور نماز کے بعد بھی اسی میں لگ جاؤ۔

دراصل اوقاتِ نماز ہی چھٹی کے وقفے ہیں کہ کام کے دوران میں ستانے کے لئے انسان اپنے رب کے حضور میں حاضری کے لئے چلا جائے، وضو کرتے ہی تروتازگی آجائے گی۔ صلوٰۃ و تسبیح سے طبیعت میں بشاشت پیدا ہوگی۔ سستی، چستی میں بدل جائے گی اور خیر و برکت زیادہ ہوگی۔ چھٹی بھی عمومًا انہی اغراض کے لئے کی جاتی ہے۔

نمازِ جمعہ، مسافر، مریض یا جو شخص بوجہ بیماری، کمزوری یا نابینا ہونے کی وجہ سے جامع مسجد تک نہ پہنچ سکے۔ غلام، عورت اور نابالغ لڑکوں پر واجب نہیں۔ مگر اس فرضِ عین کا منکر کافر اور اس کا تارک فاسق ہے۔ امام غزالیؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :-

> "مسلمانوں کے لئے یہ مقامِ شرم ہے کہ یہود سینچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں۔ طالبانِ دنیا خرید و فروخت کے لئے منڈیوں اور بازاروں میں کتنے سویرے پہنچ جاتے ہیں۔ مگر طالبانِ دین جلدی اور پیش قدمی نہیں کرتے "

جس گاؤں کی آبادی قصبہ کے برابر یعنی تین چار ہزار نفوس پر مشتمل ہو وہاں ایسے مقام پر نمازِ جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کے آنے میں کسی

Marfat.com

قسم کی قدغن نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے۔ نمازِ جمعہ کے لئے صرف ظہر کا وقت ہے۔ اس سے پہلے یا بعد نمازِ جمعہ درست نہ ہو گی۔

آدابِ خُطبہ

نمازِ جمعہ کا جب وقت ہو جائے تو امام منبر پر بیٹھ جائے۔ مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ اس کے فوراً بعد امام کھڑا ہو کر اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ کر خطبہ شروع کرے۔ اگر منبر نہ ہو تو لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔ خطبہ ظہر کے وقت کے اندر اور نماز سے پہلے ہونا لازمی ہے۔ خطبہ عربی زبان میں دینا سُنت ہے جو اللہ تعالےٰ کے شکر، اس کی حمد و ثناء، خداوندِ عالم کی وحدت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت اور ان پر درود و سلام، وعظ و نصیحت اور قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کے پڑھنے پر مشتمل ہو۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ شروع کرے جس میں مسلمانوں کے لئے دعا وغیرہ کے مضامین ہوں۔ اس میں رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم، آلِ رسول، صحابہ کرام، ازواج مطہراتؓ خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم و بادشاہِ اسلام کے لئے دُعا کرنا مستحب ہے۔

خطبہ سننے والے قبلہ رو ہو کر بیٹھیں اور امام سامعین کی طرف رخ کر کے خطبہ ایسی آواز میں پڑھے جو لوگ سن سکیں۔ خواہ کسی کے کان میں خطبہ کے الفاظ پہنچیں یا نہ پہنچیں۔ سب کو دھیان خطبہ کی طرف رکھنا چاہیئے۔ خطبہ کے دوران میں جب سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسم گرامی آجائے تو دل میں درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔

خطبہ کے دوران میں کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا، پھرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا، کسی کو شرعی مسئلہ بتانا اسی طرح ممنوع ہے جیسے

Marfat.com

حالتِ نماز میں۔ البتہ خطیب دورانِ خطبہ کوئی شرعی مسئلہ بتا سکتا ہے خطبہ کے دوران میں کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو۔ دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا چاہیئے۔

جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا اور خطبہ میں بادشاہِ وقت کی غلط تعریف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگنا چاہے تو ہاتھ اُٹھائے بغیر دل میں دعا مانگے۔ زبان سے کچھ نہ کہے نہ آہستہ اور نہ زور سے۔ اگر سنت پڑھنے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کر لے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر لے۔

خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دی جاوے۔

آدابِ جہاد

جہاد ایک ایسا فریضہ اسلام ہے جس کی خاطر ایک رات کا جاگنا ہزار رات جاگ کر عبادت کرنے اور اس کے لئے میدان میں جم کر کھڑا ہونا گھر بیٹھ کر ساٹھ برس تک نماز پڑھنے سے افضل و بہتر ہے۔ اس کا صرف ارادہ کرنا ہی انسان کو مستحق جنت بنا دیتا ہے۔ اس لئے مولا پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ جہاد کے لئے تم سے جس قدر ہو سکے قوت و طاقت جمع رکھو۔

جہاد دو قسم کا ہے (۱) جہاد بالدعوت (۲) جہاد بالقوہ۔

جہاد بالدعوت جہاد بالقوہ پر فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ منشاء ایزدی کے مطابق دینِ اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرنے کے مواقع بذریعہ تبلیغ و ارشاد ہر روز حاصل کئے جا سکتے ہیں مگر جہاد بالقوہ کا موقع تب ہی ہاتھ آسکتا ہے جب دشمنانِ اسلام مسلمانوں پر حملہ کریں اور وہ مدافعت کے لئے کمربستہ ہو کر نکلیں۔

Marfat.com

جہاد بالدعوت یہ ہے کہ جب کسی قوم کو کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا پائے تو اسے دعوت و تبلیغ کے ذریعے اسلام کی روشنی میں لانے کے لئے سبقت کرے تاکہ وہ امن و سلامتی سے زندگی بسر کر سکے۔ اگر تبلیغ وارشاد کی راہ میں کوئی مزاحم ہو یا اُسے روک دے تو اس سے جہاد بالقوۃ کرے۔

جہاد بالقوۃ یہ ہے کہ جس وقت دیکھے کہ اعدائے اسلام مسلمان کو صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے ستا رہے ہیں یا ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہیں یا ان کا اختیار و اقتدار ختم کرنے کے درپے ہو رہے ہیں۔ ان کے جائز حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ بدعہدی و دغابازی کی جا رہی ہے۔ خفیہ ریشہ دوانیوں سے ان میں فتنہ و فساد پیدا کر رہے ہیں اور وعظ و تلقین یا افہام و تفہیم سے کوئی بہتر صورت پیدا ہونے کا امکان نہیں تو اپنے مولا پاک کی خوشنودی کے لئے اس کے ملک کو فتنوں سے اور اس کی مخلوق کو ظلم سے بچانے کے لئے اپنے عیش و آرام، دولت و ثروت، اہل و عیال، عزیز و اقارب، کوٹھیوں اور بنگلوں صنعت و تجارت کو چھوڑ کر سر بکف میدانِ جہاد میں نکل آئے۔

دشمن سے جم کر لڑے۔ زیادتی نہ کرے، نہ حد سے بڑھے۔ عورتیں، بچے، بوڑھے قتل نہ کرے۔ مثلہ نہ کرے۔ راہبوں اور عابدوں کو نہ ستائے۔ نہ ان کے معابد مسمار کرے۔ بلاضرورت شدیدہ کوئی پھلدار درخت نہ کاٹے۔ کھیتیاں نہ جلائے۔ آبادیاں ویران نہ کرے۔ کسی کی عزت و عصمت پر ہاتھ نہ ڈالے۔ جانوروں کو ہلاک نہ کرے۔ بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کرے۔ جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان و مال کا ویسا احترام کرے۔ جو مسلمان کی جان و مال کا ہے۔ اموالِ غنیمت میں خیانت نہ کرے اور نہ جنگ سے پیٹھ پھیرے۔ جو کسی عذر شرعی کی وجہ سے میدان میں نہ جا سکے وہ زبان و قلم، تدبیر و تجویز اور مال و دولت سے مجاہدین کی امداد میں مصروف رہ کر ان کی ہمت بڑھاتا رہے۔

Marfat.com

آدابِ عیدین

رمضان المبارک کی لیلۃ القدر کو وراثت دنیابت الٰہی کا منصب بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسماعیل کے سپرد کیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل کی عظمت کے اختتام اور مسلمانوں کے اقبال کے آغاز کا پہلا مہینہ شوال سے شروع ہوا جس کے یومِ ورود کو عید الفطر کہتے ہیں۔ نزولِ قرآن کی سالگرہ (عید الفطر) کے بعد اسلام کے جغرافیائی مرکز کعبہ کی بنیاد کی سالگرہ کا یومِ جشن آتا ہے جسے عید قربان کہا جاتا ہے۔ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں کے قومی جشن کے دن ان پر دررۂ عیش ونشاط کا دروازہ کھولنے کی بجائے انہیں تسبیح وتقدیس سے لذت یاب ہونے کی سعادت بخشی گئی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا جینا اور مرنا، خوشی اور غم جشن وماتم سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اس لئے ان قومی تہواروں کی سعادت ومسرت کے استقبال کے لئے ہر مسلمان معمول سے سویرے اُٹھے اور دو دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرنے کی تیاری میں مشغول ہو جائے۔ غسل کرے، مسواک کرے، عمدہ سے عمدہ کپڑے جو موجود ہوں زیب تن کرے۔ خوشبو لگائے۔ بروز عید الفطر عید گاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ نوش کرے۔ مگر بروز عید قربان عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے اور قبل از قربانی بال و ناخن نہ کٹوائے۔ عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ اور عید قربان کو بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے۔

عید الفطر کی نماز میں دیر کرنا اور عید الاضحیٰ کی نماز میں عجلت کرنا مسنون ہے۔ عید الفطر کے موقعہ پر صدقہ فطر اور عید قربان پر اہلِ وسعت کو قربانی دینے کا حکم ہے۔ اذان اور اقامت دونوں میں نہیں۔

عید کی نماز عید گاہ میں جاکر پڑھنی چاہیئے۔ جس راستہ سے جائے اُس کے

Marfat.com

سوا دوسرے راستہ سے واپس آئے۔ پیادہ پا جائے اور راستہ میں اَللّٰہُ اکبر اَللّٰہُ اکبر لا الٰہ اِلّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ عیدالفطر میں آہستہ آواز سے اور عید قربان میں بلند آواز سے پڑھتا جائے اور عید گاہ میں بہت سویرے پہنچنے کی کوشش کرے اور خطبہ کے دوران میں وہی آداب بجا لائے جو خطبہ جمعہ کے ہیں۔ جو بعد نمازِ عید پڑھا جاتا ہے۔ خطبہ ختم ہونے سے پہلے نہ اُٹھے۔ آواز خواہ کان تک پہنچے یا نہ پہنچے مگر ہمہ تن گوش بہ آواز رہے۔

نماز و خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد عید گاہ سے باہر نکلنے کی عجلت نہ کرے۔ دھکم پیل سے نقصانِ جان کا امکان ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو بھی ساتھ لے جانے سے احتراز کرے۔ اوّل تو نماز و خطبہ کے دوران میں ان کے شور و شغب سے خلل واقعہ ہوتا ہے۔ ثانیاً ایسی بھیڑ اور اژدہام میں تلافِ جان کا خطرہ ہوتا ہے اور نہ بہ اطمینان حمد و تسبیح ہو سکتی ہے جو اس اجتماعِ عظیم کی غرض و غایت ہے۔

آدابِ دین

مولا پاک کا ارشاد ہے :-

"اس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچّا دین (اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کرے۔ اس میں کوئی مشکل یا تنگی نہیں رکھی گئی اور یہی اُسے پسند ہے۔"

دین صرف ایمان اور عبادت کا نام نہیں بلکہ اس میں عبادت کے طریقے معاشرت کے اصول، معاملات کے قوانین سب شامل ہیں۔ یہ ان پانچ اجزا پر مشتمل ہے :-

۱۔ عقائد۔ دل و زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ و رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ

Marfat.com

علیہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے وہ حق ہے۔

۲۔ عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔

۳۔ معاملات، احکام نکاح وطلاق، حدود وکفالات، بیع وشراء، اجارہ و زراعت، حلال وحرام، جائز وناجائز وغیرہ۔

۴۔ معاشرت، اُٹھنا، بیٹھنا، ملنا، جلنا، مہمان بننا، گھر پر جانا وغیرہ کے آداب، بیوی، بچوں، عزیزوں، اجنبیوں، نوکروں وغیرہ کے ساتھ سلوک اور برتاؤ۔

۵۔ اخلاق یعنی اپنے قلب کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا اور اخلاق محمودہ سے موصوف بنانا تاکہ اللہ تعالےٰ سے قرب وتعلق کے قابل ہو جائے۔

اس لئے ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، شہری ہو یا دیہاتی علمِ دین کا حاصل کرنا فرض ہے۔ دین کا صحیح علم کُتب بینی سے حاصل نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ ؎

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اگر عالم میسّر نہ آسکے تو عالموں کی کتابیں دیکھے کہ یہ ان کی قائم مقام ہوتی ہیں۔ اگر خود پڑھا ہوا نہیں ہے تو کسی پڑھے ہوئے سے پڑھا کر سُنے۔ جو کچھ سُن اور سمجھ لے وہ اپنے گھر والوں اور بال بچوں کو بھی سمجھا دے۔ اور خود بھی اس پر قائم رہے۔ جب کوئی دنیا یا دین کا کام کرنے لگے۔ جس کا اچھا یا بُرا ہونا شرعاً معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لے۔ اس تک اگر خود نہ جا سکے تو بذریعہ خط معلوم کرلے مگر خط جوابی بھیجے تاکہ جواب دینے والے کو آسانی رہے اور جواب جلد پہنچے۔

اپنی ہر حالت احکامِ دین کے مطابق رکھے۔ دین کے معاملہ میں تفرقہ پیدا نہ کرے، نہ غلو کرے۔ صرف کتاب وسُنّت کو معیارِ دین جانے یا جس فقہ کا وہ

Marfat.com

ماخذ ہوں۔ جتنا دین حاصل کرے اُسے دوسروں تک عملاً یا علماً پہنچانے کی کوشش کرے۔ تاوقتیکہ امورِ دین پر عبور حاصل نہ ہو۔ دین کے معاملے میں کسی سے بحث نہ کرے۔ نہ کافروں یا گمراہوں کی مجالس میں شرکت کرے۔ اس سے دل میں شبہ وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ قلب میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ کفر سے نفرت جاتی رہتی ہے۔ بسا اوقات جوش آجانے کی وجہ سے نوبت فساد تک پہنچتی ہے اور معاملہ عدالتوں تک جاتا ہے یا اُن کی باتوں سے روحانی اذیت پہنچتی ہے۔

علمِ دین حاصل کرنے سے اس وجہ سے احتراز نہ کرے کہ اس پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ ایسا کہنا خدا تعالیٰ کے اس واضح اعلان کو جھٹلانا ہے کہ اس میں کوئی مشکل یا تنگی نہیں رکھی گئی۔ علمِ دین حاصل کرنے سے اولاً خود گمراہی سے بچے گا۔ ثانیاً دوسروں کو دین کی باتوں سے آگاہ کر کے ایک فرض سے سبکدوش ہو سکے گا۔ ثالثاً جب دل علمِ دین سے روشن ہو گا تو حق تعالیٰ عمل کی توفیق عطا کر دے گا۔

آدابِ تبلیغ

اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے :-

"نیک کام کرو۔ نیک کام کرنے کا حکم کرو۔ بُرے کام سے روکو بلکہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو نیک کاموں کی طرف بلاتی رہے اور برائیوں سے روکتی رہے"

ہر کام کی کچھ حدود و قیود اور قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ جن کی مطابقت پابندی سے ہی وہ کام منفعت بخش اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ پھر کام جتنا اہم اور نازک ہوتا ہے اس کے اصول و آداب بھی اسی قدر اہمیت اور نزاکت رکھتے ہیں۔ دعوت و تبلیغِ دین کا اہم ترین فریضہ قبل ازیں انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

کے سپرد تھا۔ ختم نبوت کے بعد یہ سعادتِ عظمیٰ تمام اُمّتِ محمدیہؐ کے حصّے میں آئی۔

تبلیغ کے لئے قرآن پاک میں یہ بنیادی اصول بتلائے گئے ہیں کہ لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمت، موعظت حسنہ اور اچھے طریقہ سے بحث و مباحثہ کر کے بلاؤ۔ تبلیغ کا بہترین طریق اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا طرزِ زندگی ہے جو کتاب و سنت کا صحیح نمونہ ہونے کی وجہ سے بذاتِ خود ایک ادارہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے ہر قول و فعل میں احکامِ الٰہی کی پابندی کی وجہ سے ایسی کشش و جاذبیت پائی جاتی تھی کہ جس کو بھی ان سے معاملہ پڑتا تھا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ایک قلیل عرصہ میں اسلام نے عالمگیر حیثیت اختیار کر لی تھی، اور آج بھی اسی طرزِ عمل کی ضرورت ہے کہ ہر شخص خود کو پابندِ کتاب و سنت بنا کر دوسروں کو یہ راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دے۔ کیونکہ جب تک کوئی کام انسان خود نہ کرے اس کے لئے دوسرے کو کہتے ہوئے کچھ جھجک سی محسوس کرے گا۔ اگر ہمت کر کے کہہ بھی دے گا تو اس کا اتنا اثر نہ ہوگا جتنا کہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہر شخص کو نیابتِ رسولؐ کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں سے تبلیغ شروع کرنی چاہیئے۔

جس جگہ کوئی ناجائز کام ہو رہا ہو اسے دیکھ کر خاموش نہ ہو جائے کہ اس طرح شریکِ گناہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ غیبت کرنے والا اور سننے والا برابر کے گناہگار ہیں۔ اسی طرح غیر شرعی لباس مثلاً ریشمی کپڑے، سونے کی انگوٹھی، زنجیر وغیرہ پہننے والا جس قدر گناہ گار ہوگا۔ اسی طرح اس کے ہم جلیس و ہم نشین، یار دوست جو اس کو ان چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ اسی طرح ایسے مکان میں جا کر بیٹھنا جہاں تصویریں آویزاں ہوں یا ایسی مجلس میں شرکت کرنا جہاں کوئی بدعت جاری ہو، گناہ ہے۔ اس لئے گناہوں

Marfat.com

سکے ایسے موقعوں سے بچے۔

جہاں خلافِ شرع اور ناجائز کام ہوتا دیکھے اسے ہاتھ سے روکے۔ جیسے جامِ شراب یا آلاتِ لہو ولعب کو توڑ پھوڑ دینا۔ اگر اس کی قدرت نہ ہو یا نقصان و ایذا یا فساد کا اندیشہ ہو تو صرف زبان سے روکنے پر اکتفا کرے۔ اگر اس کی بھی ہمّت نہ ہو تو ان کی ذات کو نہیں بلکہ ان کے افعال کو دل میں بُرا جانے اور اُن سے نفرت کرے۔

تبلیغ و تلقین کے لئے لازم ہے کہ نیت صحیح ہو۔ اپنی نیک بختی جتانے یا دوسروں پر اعتراض کر کے ان کو ذلیل و رسوا کرنے کی غرض نہ ہو۔ اخلاص، محبت، نرمی اور بردباری سے بات سمجھائے اس پر اچھے پہلو واضح کرنے کی کوشش کرے اور اس کام کی مضرتوں اور خرابیوں کو بڑی خوبی سے اس کے ذہن نشین کرے اور اس کے ساتھ ہی دل ہی دل میں حق تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اس کی یہ معصیت چھوٹ جائے۔ اس پر سختی اور تنگی نہ کرے کہ اس سے معصیت چھوڑنے کے بجائے بسا اوقات لوگ معصیت پر ضد اور اصرار کرنے لگتے ہیں۔

اس خیال سے کہ یہ کام علماء کا ہے یا اس کے لئے ہر جگہ مدارس دینیہ اور خانقاہیں آباد ہیں یا ہم خود پختہ ایمان والے اور عامل نہیں یا تصنیف و تالیف کے ذریعہ یہ کام بخوبی ہو رہا ہے۔ یا حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ یا اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعتِ اسلام کے لئے کمربستہ ہونا پریشانی و تکلیف کا موجب ہوگا۔ یا تبلیغ و تلقین کرتے وقت لوگ سختی درشتی سے پیش آتے ہیں اور توہین و تذلیل کرتے ہیں۔ یہ اہم ترین فریضہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ نصیحت کرنے کا جواز یا وجوب عالم یا عامل ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جس سے جتنی بھی ہو سکے اس کام میں ہمت و کوشش کرے۔ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے اور اس

Marfat.com

راہ کی دشواریوں اور تکلیفوں سے نہ ڈرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دعوت حق کی راہ میں جس قدر مجھ کو اذیت و تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے کسی نبی اور رسول کو نہیں کیا گیا۔

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن صاحب نے تبلیغ کے لئے مندرجہ ذیل آداب تحریر فرمائے ہیں :-

۱۔ اپنے تمام افعال و اقوال کو خلوص نیت کے ساتھ مزین اور آراستہ کرے کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی موجب خیر و برکت اور باعث ثمرات حسنہ ہوتا ہے اور بغیر اخلاص کے نہ دنیا ہی میں کوئی ثمرہ نکلتا ہے اور نہ آخرت میں اجر و ثواب ملتا ہے۔

۲۔ جائز طریقوں سے حلال روزی حاصل کرے۔ کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کرے اور اپنے اہل و عیال اور دیگر اقرباء کے شرعی حقوق ادا کرے۔

۳۔ اپنا تمام خرچ کھانے پینے، کرایہ وغیرہ کا حتی الوسع خود برداشت کرے اور گنجائش اور وسعت ہو تو اپنے نادار ساتھیوں پر بھی خرچ کرے۔

۴۔ اپنے ساتھیوں اور اس مقدس کام کرنے والوں کی خدمت گذاری اور ہمت افزائی کو اپنی سعادت سمجھے اور ان کے ادب و احترام میں کمی نہ کرے۔

۵۔ عام مسلمانوں کے ساتھ نہایت تواضع اور انکساری کا برتاؤ رکھے۔ بات کرنے میں نرم لہجہ اور خوشامد کا پہلو اختیار کرے کسی مسلمان کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے۔ بالخصوص علمائے دین کی عزت و عظمت میں کوتاہی نہ کرے۔

جس طرح ہم پر قرآن و حدیث کی عزت و عظمت اور ادب و احترام ضروری ہے اسی طرح ان مقدس ہستیوں کی عزت و عظمت اور ادب و احترام بھی ضروری ہے۔ جن کو خدا تعالے نے اپنی اسی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

علمائے حق کی توہین دین کی توہین کے مترادف ہے جو خدا تعالےٰ کے غیظ و غضب کا موجب ہے۔

فرصت کے وقت کو بجائے جھوٹ، غیبت، لڑائی، فساد، کھیل تماشے کے مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مذہب کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں گزارے جس سے خدا اور رسولؐ کی باتیں معلوم ہوں خصوصاً ایامِ تبلیغ میں فضول باتوں اور فضول کاموں سے بچے اور اپنے فارغ اوقات کو یادِ الٰہی اور ذکر و فکر اور درود و استغفار میں گزارے۔

۷۔ کسی نزاعی مسئلہ اور فروعی بات کو نہ چھیڑے۔ بلکہ صرف اصل توحید کی طرف دعوت دے اور ارکانِ اسلام کی تبلیغ کرے۔

اس نہج پر برصغیر ہندو پاکستان میں بالخصوص اور ممالک اسلامی میں بالعموم حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی تبلیغی جماعتیں محلہ بہ محلہ، قریہ بہ قریہ پھرتی رہتی ہیں اس لئے جہاں بھی کسی جماعت کا پتہ چلے تو اس میں شامل ہو کر عملی طور پر تبلیغِ دین کی مہارت و سعادت حاصل کرے۔

آدابِ وعظ

تعلیمِ دین کا نبوی طریقہ وعظ و ارشاد ہے۔ درس، تصنیف، تالیف اس کے تابع ہیں۔ عوام الناس تک دین کی ضروری باتیں پہنچانے کے لئے وعظ ہی موثر ہوتا ہے یہ اہلِ علم کے فرائض سے ہے، اس پر آج کل توجہ نہیں دی جارہی بلکہ اس سے نفرت کی جاتی ہے اور اس فن کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جو توہینِ علم اور خطاءِ عظیم ہے۔

وعظ کہنے سے قبل کوئی نذرانہ یا معاوضہ مقرر نہیں کرنا چاہیئے نہ ہی وعظ کے بعد اس صورت میں کچھ دینا چاہیئے۔ باہر سے منگانے کی صورت میں واعظ کو ضروری سفر خرچ ادا کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ وعظ میں غیر ضروری

Marfat.com

یا عوام کے عقل و فہم سے بالاتر مضامین مثل دقائق تصوف و مسائل عربیہ وغیرہ بیان کرنے سے احتراز کرے۔

وعظ میں کسی شخص کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائے۔ عمومی حیثیت میں جو کچھ کہنا ہو کہے۔ کسی کی مرضی کے مطابق وعظ نہ کہے۔ اس سے مسائل ضروریہ پر پابندی لگ جانے کا امکان ہوتا ہے اور نہ ہی وعظ کہلوانے والے کی کوئی رعایت کرے اور نہ ہی ایسا وعظ کہے جس سے فتنہ پیدا ہونے کا امکان ہو۔

وعظ کے دوران میں عوام سے تحسین و آفرین کے نعروں کی توقع نہ رکھے نہ اس غرض سے وعظ کرے کہ یہ عوام میں خوش بیان خطیب مشہور ہو جائے۔ بلکہ وعظ خالصتاً للہ کرے اور دل میں دُعا کرتا رہے کہ جو کچھ بیان کر رہا ہے وہ ان کے ذہن نشین ہو کر باعثِ عمل بنے۔ وعظ کر کے ان پر احسان نہ جتائے نہ معاوضہ کی خواہش و انتظار کرے۔

وعظ سننے والے ہمہ تن گوش بر آوازہ ہو کر بیٹھیں۔ اِدھر اُدھر خیال نہ کریں۔ ہر بات کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں اور دل میں یہی ارادہ رکھیں کہ جو کچھ سُن رہے ہیں اُس پر عمل کی کوشش کر کے بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہوں گے۔

وعظ کے دوران میں کوئی شور و شر پیدا نہ کرے۔ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو واعظ کو بدورانِ وعظ نہ ٹوکے۔ اسے اپنے دل میں یاد رکھے۔ اور بعد اختتام واعظ کے پاس جا کر اپنے شبہ کا ازالہ کرائے۔

آدابِ دُعا

حق تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"میں تمہارے بالکل قریب ہوں جب مجھ سے کوئی دُعا مانگے تو میں قبول کرتا ہوں"۔

Marfat.com

بارگاہِ رب العزت میں عرض معروض کرنے کے لئے ہر وقت دروازے کھلے ہیں۔کوئی قدغن یا پابندی نہیں۔جس وقت چاہو پکارو اور جو مانگنا ہو دل کھول کر مانگو۔ وہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔اس دروازے کا سائل بننے سے گریز کرنا اس کے غصّہ کو دعوت دینا ہے۔

دعا کے لئے بہتر یہ ہے کہ انسان باوضو، پاک وصاف ہو۔ادب و تواضع کے ساتھ دوزانو ہو کر قبلہ رخ بیٹھے۔دعا کے لئے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے کہ مونڈھوں کے برابر رہیں۔خلوصِ نیت سے دُعا مانگے۔یعنی دل میں یہ پختہ یقین رکھے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کوئی میرا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔الحاح و اصرار، رغبت و شوق اور عزم بالجزم کے ساتھ دعا مانگے۔یوں نہ کہے کہ اگر تُو چاہے تو میرا کام پورا کر دے۔جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور قبولیت دعا کی پوری امید رکھے مایوس نہ ہو۔

دعا اللہ جلّ شانہٗ کی حمد و ثنا سے شروع کرے۔پھر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام بھیجے۔اپنی کوتاہیوں، لغزشوں اور غلطیوں کو محسوس کرتے ہوئے استغفار پڑھے۔پھر جو بھی اپنی حاجت ہو، محتاجی و عاجزی اور گریہ وزاری سے پیش کرے۔آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔نظریں نیچی اور آواز پست رکھے۔قافیہ بندی سے بچے۔بصورت دعاءِ منظوم گانے کی صورت پیدا نہ کرے۔آخر میں پھر اپنی بے بسی و بے اختیاری کا اظہار کرتے ہوئے حمد و ثنا اور درود و سلام پر ختم کرے۔دعا کرنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں اور دعا سے بعد دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیرے۔اگر دعا کا آغاز و اختتام درود و سلام سے نہ کرے گا تو وہ ارض و سماء کے درمیان معلق رہے گی اور شرفِ قبولیت کے لئے منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکے گی۔

بوقتِ دعا سب سے پہلے اپنے لئے پھر اپنے والدین کے لئے دُعا

Marfat.com

کرے۔ اس میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شریک کرنا افضل ہے۔ اگر امام ہو تو تنہا اپنے لئے دُعا نہ کرے۔ بلکہ سب شرکاء جماعت کو شریکِ دعا کرے۔ ورنہ خائن ہوگا۔ دعا ایسی کرے جو اکثر دینی اور دنیوی حاجات کو شامل ہو۔ مگر اتنی احتیاط کرے کہ کوئی گناہ کی بات اس میں نہ ہو۔ نہ کسی کی برائی یا قطع رحمی کی دُعا کرے۔ اگر کسی سے دُکھ یا تکلیف پہنچی ہو تو اس کی ہدایت کے لئے دست بدعا رہے۔ کسی محال یا طے شدہ امر جیسے مرد سے عورت ہونا یا ہمیشہ زندہ رہنا وغیرہ کے لئے دعا نہ کرے۔ اور نہ ہی رحمت الٰہی کو اپنے لئے مخصوص کرنے کی دعا کرے کہ یہ سراسر خود غرضی ہے۔

افضل یہ ہے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعا کرے جو قرآن پاک میں وارد ہوئی ہیں یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ جن میں دین و دنیا کی کوئی حاجت نہیں چھوڑی گئی۔ دعا مانگتے وقت حزم و احتیاط کی زیادہ ضرورت ہے۔ بسا اوقات غفلت و لاپرواہی میں منہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جو عرض مدعا سے بعید ہوتے ہیں اور قبول ہونے کی صورت میں باعثِ پریشانی بن جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص نے دعا کی کہ مجھے روزانہ بیٹھے بٹھائے بعافیت دو روٹیاں مل جایا کریں۔ دعا قبول ہوگئی اور نتیجۃً وہ کسی جرم میں گرفتار ہو کر جیل بھیج دیا گیا۔ جہاں قیدِ محض کی وجہ سے اسے دونوں وقت بیٹھے بٹھائے بآسانی روٹی ملنے لگی۔ وہ شاکی ہُوا۔ جواب ملا کہ جن الفاظ میں دعا مانگی گئی تھی ان کے مطابق بعافیت روٹی ملنے کا انتظام کر دیا گیا ہے جس پر وہ پریشان ہو کر تائب ہُوا۔ اس لئے دعا واضح الفاظ میں کرنی چاہیئے۔

قبولیتِ دعا کے لئے بہتر ہے کہ کھانے پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کے ذکر سے دعا کرے۔ انبیاء علیہم السلام دوسرے برگزیدہ و مقبول بندوں کے ساتھ توسل کرے کہ یا اللہ! مَیں نے آپ کی رضا کے لئے فلاں عمل کیا تھا اس کی برکت سے میرا فلاں

Marfat.com

کام کر دیجئے۔ جیسے صحیحین میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک دفعہ تین آدمی صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ جب ایک پہاڑ کے قریب پہنچے تو زور کی بارش آگئی۔ بارش سے بچنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ ابھی داخل ہی ہوئے تھے کہ ایک بہت بڑا پتھر کھسک کر غار کے منہ پر آگیا اور باہر نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ مسافروں نے اس طرح اپنے آپ کو محصور و بے بس پا کر اپنے خالص ترین عمل کا واسطہ دے کر دعا کرنے کی ٹھانی تاکہ اس مصیبت سے نجات ملے۔

ایک شخص نے اپنے زنا سے بچنے سے واقعہ بیان کر کے دعا کی کہ اے پروردگار تیری نگاہ میں میں نے یہ کام تیری رضاجوئی کے لئے کیا تھا تو اس غار کا منہ کھول دے۔ اس دعا کا ختم کرنا تھا کہ غار کا اتنا منہ کھل گیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے نے انہی الفاظ میں اپنے بوڑھے والدین کی خدمت گزاری کا واسطہ دے کر دعا کی۔ اب غار کا دو تہائی منہ کھل گیا۔ تیسرے نے ایک مزدور کے ساتھ اپنی امانت داری کا واقعہ بیان کر کے انہی الفاظ میں دعا ختم کی تو پتھر کھسک کر بالکل ہٹ گیا اور وہ باہر نکل آئے۔

مزید براں بعض اوقات اور مقامات بھی قبولیت دعا کے سلسلہ میں خصوصی درجہ رکھتے ہیں۔ مثلاً اذان کا وقت حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، فرض نمازوں کے بعد، ہر نماز کے بعد، اوقات نماز کے وقت، تلاوتِ قرآن اور ختمِ قرآن کے بعد، مرغ کے آواز کرنے کے وقت مسلمانوں کے اجتماع کے وقت، مجالسِ ذکر میں، بارش کے وقت، آبِ زمزم پینے کے وقت، نزاع کی حالت میں، اس کے پاس آنے کے وقت، جہاد میں صف باندھنے کے وقت، جہاد میں گھمسان کی لڑائی کے وقت، بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت، سالم ماہِ رمضان میں، اس کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ کو خصوصاً ۲۷ ویں لیلۃ القدر کو۔ شب قدر کو، یوم عرفہ کو، شب جمعہ، روز جمعہ اور ساعات جمعہ یعنی آغازِ خطبہ

Marfat.com

سے اختتامِ نماز تک اور بعد عصر سے غروبِ آفتاب تک اوقاتِ اجابت ہیں۔ روضہ نبویؐ پر، مقامِ طواف میں، ملتزم کے پاس یعنی دروازہ بیت اللہ اور حجرِ اسود کے درمیان کی جگہ میں۔ میزابِ رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں تینوں جمرات کے پاس جہاں حجاج کنکریاں مارتے ہیں) دعا کرنا بھی اقرب الی الاجابت ہے۔

دعا کے نتیجہ کے لئے انتظار لازمی ہے۔ سعی و تدبیر کے بعد اختیاری امور میں اور غیر اختیاری میں دعا کرنے کے بعد خود کو اس کے فضل و کرم پر چھوڑ دے۔ ہم بسا اوقات ایسی چیز طلب کرتے ہیں جو انجام کار عنداللہ ہمارے لئے مضر ہوتی ہے یا اس کا اسی وقت ملنا نافع نہیں ہوتا یا اسی صورت میں ملنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس لئے دُعا کے نتیجہ میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات فوری طور پر دعا شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے اور بعض اوقات اس کا ثمرہ دنیا میں مرتب نہیں ہوتا۔ مگر آخرت میں اس کا اجر ملتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر حال میں صبر و استقامت سے کام لیتے ہوئے اسی کی حکمتوں اور مصلحتوں کے تابع رہنا چاہیئے جو ہر وقت ہماری بہتری کے لئے کارفرما رہتی ہیں اور کسی حالت میں مایوس نہ ہونا چاہیئے کہ یہ شانِ مسلم کے بعید ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

(۲)

بابُ العِلم

Marfat.com

آدابِ قلم

حق تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے فیضِ نور سے جس چیز کو پیدا کیا وہ نورِ محمدؐی تھا۔ اس وقت تک دنیا جہاں کی اور کوئی چیز پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ سے قلم پیدا کیا۔ دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش اور چوتھے سے ملائکہ ارض وسماء، جنت و دوزخ اور بصارت وبصیرت وغیرہ پیدا کئے۔

قلمِ نور سے پھر جو کچھ چاہا لوحِ محفوظ پر تحریر فرمایا۔ جس وقت مشرکینِ مکّہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہنا شروع کیا تو حق تعالیٰ نے اس خیال کی تردید اور آپؐ کی تسلّی کے لئے قلم کی قسم کھائی۔ جس سے قرآن پاک کی ایک سورت منسوب ہے۔

قلم کی ہی حرکت اور برکت سے قرن ہا قرن سے تاریخی معلومات کا ذخیرہ بطونِ اوراق میں محفوظ چلا آتا ہے۔ جس سے سب اہلِ علم مستفید ہو رہے ہیں۔ اگر قلم نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا اور نہ اصلاحِ دنیا کا سامان ہوتا۔ اس لئے قلم کا بے حد احترام لازم ہے۔ قلم کا ادب یہ ہے کہ مسلمان اسے ہزلیات وخرافات، کفریات وشرکیات کی تحریر سے بچائے۔ جھوٹ، فریب، دھوکا، جعل سازی، دل آزاری، خلافِ شرع دستاویزات کے لئے اسے استعمال نہ کرے۔ ایسی سیاہی یا روشنائی استعمال نہ کرے جس میں سپرٹ کی آمیزش ہو۔ اسے اونچی جگہ پر رکھے۔ اسی وجہ سے اسے اگلے زمانے کے لوگ کان میں رکھتے تھے جسے آج خلافِ تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ فارغ کرنے کے بعد اسے

Marfat.com

محفوظ جگہ مثلاً قلمدان وغیرہ میں سنبھال کر رکھے۔ ایسی جگہ پر نہ رکھے جہاں پاؤں کے نیچے آجاوے۔ نہ ہی اسے پاؤں لگائے۔ ناکارہ ہونے پر اُسے گندی اور ناپاک جگہ پر نہ پھینکے۔ افضل یہ ہے کہ اسے زمین میں دفن کر دے یا دریا میں بہا دے۔

اسی طرح سفید کاغذ کا ادب لازم ہے جو لوح کا قائم مقام ہے اسے بھی متذکرہ بالا حالتوں سے بچائے اور اس سے نجاست وغیرہ صاف نہ کرے جیسے افرنگیوں یا افرنگی زدوں کی عادت ہے۔

آدابِ کتابت

آج تک ہمارے پاس جو علم پہنچا ہے وہ سب اسی کی بدولت ہے ورنہ یہ دُنیا جہل کی ظلمتوں میں گھری ہوئی ہوتی۔ ازمنہ قدیم میں آئمہ فنون نے اس فن کو اختیار کر کے بہت بڑا اعزاز بخشا اور اسے بڑے بڑے با جبروت شہنشاہوں کی حضوری حاصل ہوئی۔ اس میں دین و دنیا دونوں کے فائدے ہیں۔

کاتب کے لئے ضروری ہے کہ کتابت کرتے وقت با وضو بیٹھے۔ اس عرصہ میں حُقّہ، سگریٹ وغیرہ پینے سے احتراز کرے۔ کتابت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر اللہ کی پناہ حاصل کرے۔ تاکہ شیطان کے تصرف سے بچے۔ بسم اللہ اور درود شریف سے شروع کرے دل میں پڑھے تو بہتر ہے۔ ایک کاپی بنا کر اس میں ہر دفعہ کتابت شروع کرتے وقت الگ لکھتا رہے تو افضل ہے کہ یہ بطورِ سرمایۂ آخرت کام آئے گا۔ کتابت کے وقت سہو و غلطی کا امکان نہیں رہے گا اور حرکت میں برکت ہو گی۔ دورانِ کتابت جہاں بھی اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تسبیح و درود پڑھے۔

کتاب کی کتابت میں قارئین یعنی پڑھنے والے کی رعایت کی ضرور خیال

Marfat.com

رکھے کہ ان میں بعض کم نظر بھی ہوتے ہیں اس لئے باریک قلم رکھنے سے احتراز کرے۔ ایسی درمیانہ اور موزوں کتابت ہو کہ کسی کو پڑھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

غلطی وغیرہ لگاتے وقت صاف ربڑ استعمال کرے تاکہ چھپتے وقت اس کے نشان نظر نہ آئیں اور سنگسازوں کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔

خلافِ دین و اخلاق تحریریں کرنے سے ہر حال میں بچے کہ کسی گناہ کا معین ہونا بھی گناہ میں شامل ہے اور جہاں جہاں بھی ان کی وجہ سے خرابی پیدا ہوگی اس کا وبال اس پر بھی رہے گا۔

آدابِ کتاب

اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں قرآن کریم کا ایک نام کتاب (ذالِکَ الکِتٰبُ) بھی ذکر فرمایا ہے۔ تمام آسمانی صحائف نے یہاں آکر کتابی صورت اختیار کی ہے اس لئے ان نسبتوں کی وجہ سے کتاب ایک مقدس اور متبرک درجہ رکھتی ہے اور ویسے ہی سلوک کی مستحق ہے۔

ہر کتاب خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اپنے اندر اسماء الحسنیٰ کا ایک منتشر ذخیرہ رکھنے کے باعث قابلِ تعظیم ہے۔ اس کے قطع نظر جو کتاب جس طبقہ خیال کے لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس طبقہ میں وہ ضرور عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اور اس لئے بھی قابلِ احترام بن جاتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کا فرض ہے کہ کتاب کو ادب سے رکھے۔ ادب سے استعمال کرے۔ بے احتیاطی سے نہ پھینکے، پاؤں میں نہ روندے نہ اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائے۔ نہ پاؤں کی طرف رکھے۔ اُسے گندی اور ناپاک جگہ پر رکھنے سے احتراز کرے۔ اس پر چڑھ کر نہ بیٹھے۔ جیسے آج کل کے جاہل تعلیم یافتہ کسی باغ یا پلاٹ وغیرہ میں بیٹھتے وقت پتلون وغیرہ کو مٹی یا داغ وغیرہ سے بچانے

Marfat.com

رہے لئے اپنی کتابیں نیچے رکھ لیتے ہیں۔

اس پر کوئی نوٹ وغیرہ لکھنا ہو تو بین السطور نہ لکھے بلکہ حاشیہ پر خوبصورت کرکے لکھے۔ اس پر سیاہی وغیرہ کے دھبّے نہ پڑنے دے۔ غیر ضروری، بھدّی لکیریں نہ لگائے۔ اس طرح کتاب بدزیب ہو جاتی ہے۔ نہ ہی اسے بچّوں کی دسترس میں رکھے جو ورق گردانی سے پھاڑ دیتے ہیں۔

جب کوئی کتاب شائع کرے تو اس پر کتاب کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی وسیع پیمانے پر پبلسٹی یعنی مشتہری کرکے عوام کو اس سے باخبر کرے۔

کسی کی کتاب بلا اجازت نہ اُٹھائے۔ نہ خورد برد کرے۔ یہ ایک بہت بڑی خیانت اور گناہِ جاریہ ہے۔

آدابِ تصنیف و تالیف

حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب اور خلیفۃ الارض مقرر فرما کر اس کا مقصدِ حیات صرف عبادت و اطاعت بیان فرمایا ہے اور اس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک کتاب نازل فرمائی جس کے اغراض و مقاصد انسان کے لئے غور و فکر، علم و عمل، تبلیغ و تلقین، ہدایت و نصیحت، عبرت و ہمت، امتیازِ حق و باطل، اطلاع عذاب و ثواب اور ماضی و مستقبل اور اتمامِ حجت بیان فرمائے۔

اس لئے ہر تصنیف و تالیف بھی ان ہی اغراض کے لئے ہونی چاہیئے۔

مصنّف و مؤلف کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے غیر ضروری اور غیر مفید مضامین سے پاک رکھے۔ رد و قدح اور فتنہ و مجادلہ کا آلہ نہ بنائے۔ ایسے مباحث درج نہ کرے جو عوام کی سمجھ سے بالا ہوں یا جن سے ان کے دلوں میں تشویش و وسوسے پیدا ہوں یا کفر و گمراہی کی طرف مائل کر دیں یا بدکاری و بدروی کی ترغیب دیں۔

Marfat.com

عوام کے بدلتے اور بگڑتے ہوئے رحجانات، مذاق اور پسند کے تابع ہوکر ان کی دماغی عیاشی کا سامان پیدا کر کے محض روپیہ کمانے سے باز رہے۔ تصنیف و تالیف جلبِ منفعت کی بجائے قوم کی خدمت و اصلاح کے لئے ہونی چاہیئے۔ اسی ارادہ سے لکھے اور شائع کرے تو دنیاوی نفع کے ساتھ اخروی نجات کا بھی سامان ہو۔

خلوصِ نیت سے تصنیف و تالیف کرے تاکہ مقبول و نافع ہو۔

زبان صاف و شستہ ہو۔ انداز سلیس و سادہ ہو۔ مضامین آسان اور عام فہم، جامع اور واضح ہوں۔ اختصار و ایجاز سے اثر و تاثیر پیدا کرے۔ غلو اور مبالغہ سے بچے۔ اشاروں اور استعاروں سے زیادہ کام نہ لے۔ اس سے عوام اور کم علم لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

تصنیف و تالیف کے وقت باوضو ہو۔ حق تعالیٰ سے شرح صدر کی دعا کرے۔ اس کے نام سے یعنی بسم اللہ اور درود شریف پڑھ کر کام کو شروع کرے۔ کسی کا مضمون یا خیال چوری نہ کرے۔ نہ دوسروں کے مضامین کو یا اشعار کو ردوبدل سے اپنے نام منسوب کرے۔ بلکہ جس کے خیال یا مضمون سے استفادہ کرے یا اپنے مضمون کا جزو بنائے اس کا فراخ دلی کے ساتھ اعتراف کرے اور حوالہ دے کہ یہی دیانت داری کا تقاضہ ہے۔

آدابِ شاعری

شاعری فنونِ لطیفہ میں سے ہے۔ مگر اس کی قدر و منزلت اس کے حسن و قبح پر موقوف ہے جسے حق تعالیٰ اس نعمت سے نوازے اس پر لازم ہے کہ وہ اِس نعمت کو اُس کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ اسے برائی نافرمانی، ہجو اور خوشامد کے لئے استعمال کر کے کفرانِ نعمت نہ کرے۔ بلکہ اس

Marfat.com

کے ذریعہ اس کے نام اور اس کے دین کو دنیا میں روشن کرنے کی کوشش کرے تاکہ اس کا اپنا نام بھی روشن ہو جائے اور لوگ ہمیشہ اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔

اسلام میں "محض شاعری" کی کوئی جگہ نہیں۔ صرف "اسلامی شاعری" کی گنجائش ہے۔ اس لئے شاعر کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تعلق مع اللہ صحیح ہو۔ کتاب و سنت کا پابند ہو۔ اسلامی شعور و فکر رکھتا ہو۔ علوم اسلام پر پورا پورا عبور حاصل ہو۔ اور اپنے قول و کردار میں یکسانی پیدا کرے تاکہ اس کے کلام میں جذب و تاثیر، سوز و گداز اور کیف و سرور پیدا ہو۔ محض خیال آفرینی اور تخیل پردازی سے بچے اور اپنے کلام میں حقیقت و واقعیت اور معنویت و ابدیت پیدا کرے۔ تاکہ اس کا کلام مسائل روحانی کا دفینہ، حقائق و بصائر کا گنجینہ اور حکمت و موعظت کا خزینہ اور علم و یقین کا سفینہ ثابت ہو۔ جو افسردہ دلوں کو گرما دے۔ مصائب و معاصی سے بچائے اور دلوں میں ایمان و ایقان کی قندیلیں روشن کر دے۔

وہ اپنے حسنِ کلام پر نہ اترائے اور نہ اپنے سے کم درجہ شاعر کے کلام کو حقارت کی نظر سے دیکھے بلکہ اسے غور اور توجہ سے سُنے یا پڑھے۔ جہاں غلطی نظر آئے وہاں اصلاح کر دے اور جہاں خوبی نظر آئے اسکی فراخدلی سے داد دے تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور اپنا کلام کسی جلسہ یا مشاعرہ میں داد و تحسین حاصل کرنے کی غرض سے نہ سنائے بلکہ تبلیغ و تلقین اور ترغیب و ترہیب کی نیت سے سنائے تاکہ سامعین اس سے اثر پذیر ہوں۔

دوسروں کے خیالات چرا کر اپنے الفاظ میں نہ ڈھالے اور نہ ہی دوسروں کے اشعار چرا کر اپنے کلام کی زینت بڑھائے بلکہ اپنے اشہبِ فکر کو ہر میدان میں دوڑا کر گوہرِ سخن تلاش کرنے کا عادی بنائے اور اپنے کلام کو باقاعدہ منضبط حالت میں رکھے تاکہ بوقتِ ضرورت اسے اِدھر اُدھر نہ تلاش کرنا پڑے۔

Marfat.com

آدابِ نشرواشاعت

نشرواشاعت ایک مقدس فریضہ ہے۔ جو شخص یہ کام خدمتِ علم و دین کی غرض سے کرے تو باعثِ اجر و ثواب ہے۔ تجارتی اغراض و اصول پر انجام دے تو باعثِ نفع ہے۔ مگر دیانتداری اور احترامِ حقوق شرط ہے۔ ورنہ دنیا میں دولت کے ساتھ لعنت اور آخرت میں حق العباد میں گرفتاری لازم ہے اور اُس وقت یہ دنیاوی دولت کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

ناشر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصنف ومؤلف کی حق تلفی نہ کرے۔ اس کی محنت وکاوش کو اپنے سرمایہ کے برابر جانے۔ اسے اپنے منافع سے معقول معاوضہ دے۔ اس سے جو عہد و پیمان کرے اسے دیانتداری سے نبھائے بدعہدی نہ کرے۔ مقررہ تعداد سے زیادہ کتاب نہ چھاپے۔ آخر ایک دن حساب دینا ہوگا۔

ناشر روپیہ کمانے کے ساتھ اپنے گاہکوں کے مفاد کو بھی پیشِ نظر رکھے۔ کتاب کی قیمت واجبی اور مناسب مقرر کرے۔ کاغذ ناقص اور بوسیدہ نہ لگائے کہ کتاب پہلی دفعہ پڑھتے ہی پھٹ جائے بلکہ مضبوط اور عمدہ کاغذ پر چھاپے۔ کتابت، طباعت دیدہ زیب ہو کہ اس سے کتاب کی دلکشی اور دکان کی شہرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہر ایک سے معاملہ صاف رکھے۔ کسی کی کتاب اس کی تحریری اجازت کے بغیر نہ چھاپے۔ نہ کسی کی خلافِ مرضی شائع کرے۔ خواہ مصنف ومؤلف ملک کے اندر رہتا ہو یا باہر۔ اس سے ناشر اور ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور بسا اوقات نوبت نالش تک پہنچتی ہے جس سے رسوائی اور خرابی پیدا ہوتی ہے۔

فحش، مخربِ اخلاق، دل آزار، خلافِ شرع اور خلافِ قانون لٹریچر چھاپنے سے احتراز کرے۔ کیونکہ جو رزق اس کے لئے مقرر ہو چکا ہے وہ اس

Marfat.com

سے زیادہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اب اس کے اپنے اختیار میں ہے کہ اسے جائز و حلال ذرائع سے یا ناجائز اور حرام طریقوں سے حاصل کرے۔

اپنے مطبع یا دفتر میں ناقابلِ استعمال و مطبوعہ کاغذوں کی بیحرمتی نہ ہونے دے۔ انہیں مناسب طریقہ سے تلف کرنے کا انتظام رکھے۔

آدابِ مطالعہ

کتب بینی سے ہی علم بڑھتا ہے جس کا حاصل کرنا ہر شخص پر فرض ہے اس لئے اپنے روزمرہ کے پروگرام میں اس غرض کے لئے بھی ضرور وقت مخصوص کرنا چاہیئے۔ مطالعہ کے لئے وقت ایسا رکھے جب کہ دماغ تروتازہ ہو۔ قلب سکون واطمینان میں ہو اور طبیعت حاضر ہو۔

مقام ایسا ہو جہاں شور و شر کو دخل نہ ہو۔ ہر طرف سکوت ہی سکوت ہو اور فضا اچھی ہو۔

مطالعہ سے قبل اللہ کی پناہ ڈھونڈے یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے۔ تاکہ شیطان کی مداخلت، گمراہی اور وسوسہ سے بچا رہے۔ بسم اللہ اور درود شریف سے مطالعہ شروع کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ جو کچھ پڑھے وہ ذہن نشین رہے اور اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو۔

مطالعہ اخلاص، یکسوئی اور غور و فکر سے کرے۔ الفاظ کی ترکیب وبندش میں الجھنے کی بجائے ان کے مطالب پر نظر رکھے اور انہیں ذہن میں محفوظ کرنے کی کوشش کرے۔ کتاب کو دماغی عیاشی اور وقت گزارنے کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی فکر رکھے۔

اچھی کتاب کے مطالعہ کے وقت اپنے اعمال کا بھی ساتھ ساتھ محاسبہ کرتا جائے کہ ایسی اچھی باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں یا نہ۔ اگر فضائل حمیدہ مفقود پائے تو پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی بُری کتاب ہاتھ آگئی ہے اور

Marfat.com

اسے پڑھے بغیر نہیں رہا جا سکتا ۔ تو اس کے آئینہ میں اپنی برائیاں تلاش کرے ۔ کیونکہ بسا اوقات انسان غلط فہمی کی وجہ سے ایک بُرے کام کو اچھا سمجھنے لگتا ہے اور ٹھوکر کھاتا ہے ۔ جن برائیوں یا خرابیوں کا اس میں ذکر ہو یا ان کا طریقہ بیان کیا گیا ہو ۔ انہیں اپنانے کی بجائے ان سے بچنے کی کوشش کرے ۔

جو مفید کتاب مطالعہ سے گزرے وہ اپنے عزیزوں ، دوستوں اور ملنے والوں کو بھی پڑھائے یا سنائے یا سننے اور پڑھنے کی ترغیب دے ۔

آدابِ دارالمطالعہ

اشاعتِ علم کے سلسلہ میں دارالمطالعہ بہت ہی مفید خدمت سرانجام دیتا ہے ۔ اہلِ ثروت ، اور اربابِ ذوق کے لئے اشاعتِ علم کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے ۔

دارالمطالعہ کسی ایسے مرکزی مقام پر قائم ہونا چاہیئے جہاں لوگوں کو پہنچنے میں آسانی ہو ۔ گرد و نواح کا ماحول پر سکون و پر فضا ہو ۔ اس میں ہر موضوع پر کتابوں کا ذخیرہ موجود ہو ۔ کتابیں فن دار ، باترتیب ، سلیقہ سے الماریوں میں سجی ہوں ۔ ان کی فہرست ، کے اندراج کے مطابق ان پر خوشخط نمبر لگے ہوں ۔ تاکہ کتاب نکالنے میں آسانی ہو اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام ہو ۔

دارالمطالعہ کی کتب پر اپنا نام نہ لکھے ۔ اس پر کوئی نوٹ درج نہ کرے کہیں نشان نہ لگائے ۔ مغلوب الجذبات ہو کر اپنے عقیدہ وخیال کے مخالف عبارت کو قلم زن نہ کرے یا اس ٹکڑہ کو کتاب سے کاٹ کر اپنی کم ظرفی کا ثبوت نہ دے ۔ اسے اپنی ذاتی کتابوں سے زیادہ احتیاط و حفاظت سے استعمال کرے کیونکہ یہ ایک قومی امانت ہے ۔ اس میں دوسروں کا بھی آپ کی طرح حق ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت آپ کا فرض ہے ۔

Marfat.com

دارالمطالعہ سے جو کتاب اپنے نام جاری کرائے وہ کسی دوسرے کو مطالعہ کے لئے نہ دے۔ یہ امانت میں خیانت ہے۔ جتنے عرصہ کے لئے کتاب ملی ہے اسی مدت میں اُسے فارغ کرے اور وقت مقررہ پر واپس کر دے۔ زائد عرصہ کے لئے خلافِ قواعد اپنے پاس نہ رکھے اور نہ اسے خورد برد کرنے کی کوشش کرے نہ اس سے کوئی تصویر وغیرہ پھاڑے۔

دارالمطالعہ میں کسی قسم کا شور و شر نہ کرے۔ اس کی کسی چیز کو نقصان نہ پہنچائے۔ وہاں حقہ، سگریٹ وغیرہ پینے یا کھانا کھانے سے احتراز کرے کسی کتاب رسالہ یا اخبار کے مطالعہ کے وقت ایک دوسرے سے خوش گپیاں نہ ہانکے۔ زور سے نہ پڑھے۔ بلکہ اتنا آہستہ پڑھے کہ دوسروں کے مطالعہ میں خلل واقع نہ ہو۔

لائبریری کے ملازمین صاحبِ ذوق، خلیق اور ملنسار ہوں۔ وہ کسی سے ترجیحی سلوک روا نہ رکھیں۔ بدسلوکی سے پیش نہ آئیں اور نہ کسی کو بلا وجہ وقتِ انتظار رکھیں۔

لائبریری کے منتظمین بھی اپنے عہدہ کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھائیں اور لائبریری کے ملازم کتابیں و دیگر سامان بلا استحقاق اپنے ذاتی استعمال اور تصرف میں نہ لائیں۔

آدابِ علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :-

"علم کی طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے"

انسان جس غرض کے لئے بنایا گیا ہے حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو بھی اسی غرض کی تکمیل کے لئے استعمال کرے ورنہ کفرانِ نعمت ہے۔ علم بھی اس کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت اور بیش قیمت عطیہ ہے جو قلیل مقدار

Marfat.com

میں انسان کو عطا ہوا ہے۔

علم اللہ کے لئے سیکھے۔ اُسے مونس و رفیق بنائے۔ اس سے اس کی معرفت حاصل کرے۔ محبت و خشیت پیدا کرے۔ صدقہ و جہاد کرے۔ کفر و ایمان، حلال و حرام، جائز و ناجائز میں امتیاز کرے۔ شہوت و کدورت کو دور کرے۔ اس کے نور سے اپنے دل کو منور کرے۔ اس کی روشنی میں اپنی سود و بہبود اور آخرت و جنت کا راستہ تلاش کرے اور اپنے علم کو عمل کا امام بنائے۔

علم کو اس کے عطا کرنے والے کے خلاف استعمال نہ کرے یعنی اس سے اس کی ذات سے انکار اور اس کی صفات میں شرک کا سامان نہ کرے۔ اسے اہلِ غرض کے دروازوں پر نہ لے جائے بلکہ ان کو اس کی طرف بلائے۔ جیسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہارون رشید کے لڑکوں کو اس کے گھر پر جا کر تعلیم دینے سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امیر بخارا کو اس کے گھر پر جا کر صحیح بخاری شریف سنانے سے انکار کر دیا تھا۔ علم کو فروخت نہ کرے۔ یعنی اسے دنیا کی رغبت، آخرت کی غفلت اور تکبّر کا سرمایہ نہ بنائے۔ اس کے ذریعہ کسی کو ضرر نہ پہنچائے اور علم کے خلاف عمل کر کے اسے رسوا اور خود کو ذلیل نہ کرے۔

آدابِ تعلیم

خالقِ کون و مکان نے اپنے بندوں کی تعلیم کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے ساتھ ہی موقعہ بہ موقعہ اس کے طریقہ تعلیم کی تشریح بھی خود ہی فرما دی :-

۱- "ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ تاکہ وہ ان کو سمجھا سکیں ۔"

اس لئے تعلیم ہر جگہ ملکی زبان میں دی جائے تاکہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی

Marfat.com

ہو۔ ملکی زبان میں تعلیم حاصل کرنے میں جو سہولت حاصل ہو سکتی ہے وہ غیر ملکی زبان میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲۔ "ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا جو تمام دنیا کے لئے نصیحت ہے۔"

اس لئے اسلام کے عالمگیر رشتۂ اخوت میں منسلک رہنے کے لئے انگریزی کی طرح عربی کو بھی اسلام کی بین الاقوامی زبان بنانے کے لئے ہر جگہ عربی تعلیم بھی لازمی قرار دی جائے۔ کیونکہ اولاً عربی ہمارے اصلی وطن میں اہل جنت کی زبان ہے۔ ثانیاً قبر میں سوال و جواب بھی اس زبان میں ہوگا۔ ثالثاً حق تعالیٰ نے بھی تمام دنیا کی نصیحت کے لئے اسے ہی منتخب فرمایا ہے۔ رابعاً اسی زبان کے ملک (عرب) میں ہی قبلہ و کعبہ بنا کر اسے تمام دنیائے اسلام کا مرکز بنا دیا ہے۔ خامساً عربی سے بڑھ کر اور کوئی زبان فصیح و بلیغ، جامع و منضبط، وسیع و اضح اور پر مغز و پر شوکت نہیں۔

۳۔ "ہم نے یہ خیر و برکت والی کتاب بھیجی ہے تاکہ اس پر عمل کرو۔"

اس لئے نصابِ تعلیم میں تعلیم دین کا ضرور اہتمام کیا جائے کیونکہ محض تعلیم تبدیلی اخلاق کے لئے کافی نہیں۔ جب تک کہ وہ فطری نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ سکولوں اور کالجوں کی پیداوار میں فضائل اخلاق سیر چشمی اور بلند نظری کا فقدان ہے۔

۴۔ "ہم نے نصیحت کرنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا۔"

اس لئے نصابِ تعلیم ایسا مقرر کرنا چاہیئے جو سہل و آسان ہو۔ طلباء اس کے متحمل ہو سکیں اور اس سے ڈر اور گھبرا کر بھاگ نہ جائیں بلکہ ان کی طبیعت اس کی طرف خود بخود راغب ہو۔

۵۔ "ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر سمجھایا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔"

اس لئے استاد روزمرہ کی تعلیم کے لئے اسباق کی تعداد مقرر نہ کرے۔ بلکہ

Marfat.com

استعداد و لیاقت کو معیار و مقصود بنائے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسے دقیق مضامین آجاتے ہیں جو طلباء کے فہم و ادراک سے بالا ہوتے ہیں اور ان کے سمجھنے سمجھانے کے لئے معمول سے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ صرف درس یا لیکچر دینے اور شرح کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے مطالب طلباء کے ذہن نشین کرائے اور جب تک وہ سمجھ نہ لیں آگے نہ چلے تاکہ ان میں ملکہ راسخہ اور استعدادِ کتب بینی پیدا ہو۔

۶۔ "ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔"

اس لئے درس دیتے وقت سبق ذہن نشین کرانے کے لئے ضروری امور طلباء کو مثالوں سے سمجھائے۔ سبق پڑھانے اور یاد کرانے کے بعد اس کے متعلق اِن سے امثلہ مشقی بکثرت دریافت کئے جاویں تاکہ پتہ چل سکے کہ اس نے اپنے دماغ میں سبق کا کوئی نقشہ بھی قائم کیا یا نہ۔ ورنہ ان کی کم توجہی اور کم فہمی دُور کرنے کے لئے تاکید اور تہدید سے کام لے اور بشرطِ ضرورت قوت استعمال کرے۔ انہیں شُتر بے مہار کی طرح نہ چھوڑے۔

۷۔ "یہ با برکت کتاب ہم نے آپؐ پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیات پر غور اور سوچ بچار کریں۔"

اس لئے استاد کو ایسے وسائل اختیار کرنے چاہئیں جن سے طلباء میں غور و فکر کا جذبہ بڑھے۔ اس کے لئے موجودہ طرزِ درس یا لیکچر بدلنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سے طلباء میں غفلت، سستی، کم توجہی بڑھتی ہے۔ قوتِ فہم و بیان گھٹتی ہے۔ غور و فکر، تدبّر و تعمق کمزور و معطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے طلباء کو درس یا لیکچر دے کر چھوڑ دینے کی بجائے انہیں کل کے سبق کی موٹی موٹی باتیں سمجھا کر اس پر سب کو تقریر یا لیکچر تیار کر کے آنے کے لئے کہا جائے اور دوسرے روز ان سے درس یا لیکچر دلایا جائے۔ اس میں جو کمی رہ گئی ہو اُسے خود پُورا

Marfat.com

کر دے اور جو مقام مشکل ہو اُسے سمجھا دے۔ اس طرح پوری کی پوری جماعت ہمت و فکر سے کام کرے گی۔ اس کے لئے گھر سے تیار ہو کر آئے گی۔ بڑوں کا کام مہینوں میں نکلے گا اور ان کی استعداد و لیاقت بھی بڑھے گی۔

۸۔ "یہ قرآن ایک قوت و عزت والے فرشتہ نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا جو تمہارے لئے اچھا نمونہ ہیں۔"

اس لئے معلمِ تعلیماتِ قرآن کی طرح استاد بھی بارعب، متقی، پرہیزگار، اور صاحبِ اخلاق ہونے چاہئیں جو اپنی قوت و تقویٰ سے لڑکوں کے اخلاق و کردار درست کر سکیں۔ ان کا دامن ہر آلودگی سے پاک ہو تاکہ لڑکے ان کا اثر قبول کر سکیں اور ان کی عزت و عظمت کریں۔ تعلیم سستی اور عام ہو تاکہ ملک میں کوئی اَن پڑھ نہ رہے۔

آدابِ تعلّم

حصولِ علم چونکہ انسانی فرائض میں داخل ہے اس لئے والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم کا مناسب انتظام کریں ورنہ ان کی بے علمی کے لئے آخرت میں جواب دہ ہونا پڑے گا اور جہالت کے سبب ان سے جو گناہ، غلطی، کوتاہی اور لغزش ہو گی اس کا وبال والدین پر ہو گا جنہوں نے انہیں تعلیم سے محروم رکھا۔

اگر والدین اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ نہ کریں تو پھر اولاد کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ شعور و وسعت حاصل کرتے ہی اپنی تعلیم کا خود انتظام کرے۔ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جائے یا کتنی ہی مدّت لگ جائے۔

تعلیم خواہ مفت ملے یا پیسوں اور فیسوں سے حاصل کرے مگر اس کی اصل قیمت وقت جانے جو واپس نہیں آتا اور جس سے بڑھ کر دنیا میں اور

Marfat.com

کوئی قیمتی چیز نہیں۔ اس لئے کم سے کم وقت میں تعلیم حاصل کرنے کی استعداد پیدا کرے۔ اپنی تمام توجہات تعلیم پر مرکوز رکھے۔ فنا فی السبق رہے۔ جو کچھ پڑھے یا سُنے اُسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لے یا کاغذ پر نوٹ کر لے۔ تاکہ اس کے ذریعہ اپنی یادداشت تازہ کر سکے۔ سبق پڑھتے وقت ادھر اُدھر خیال نہ کرے۔ نہ کسی قسم کی کسی ہم سبق سے شرارت کرے۔ انس و شوق سے پڑھے۔ اور تکرار و انہماک سے کام لے۔

اُستاد جس قدر کام ذمہ لگائے وہ گھر پہنچتے ہی پہلی فرصت میں مکمل کر لے۔ مزید برآں دوسرے دن کا سبق بھی دیکھ لے۔ اس کے مشکل مقامات نوٹ کر لے تاکہ سبق پڑھتے وقت خصوصی طور پر ان کے مطالب سمجھ لے۔ اپنے ہم سبق لڑکوں سے ممتاز اور اپنے امتحان میں اوّل رہنے کی کوشش کرے۔ استاد کو تاکید و تہدید کا موقعہ نہ دے اور اس کا ہر طرح آداب و احترام کرے۔

تعلیم کے دوران میں سیاسیات سے الگ رہے۔ کھیل کود میں وقت ضائع نہ کرے۔ آوارہ گردی، سگریٹ نوشی و سینما بینی اور عشق و عیش سے باز رہے۔ تاش، شطرنج، گنجفہ، کیرم، جُوا وغیرہ کھیلنے کی عاداتِ قبیحہ نہ ڈالے۔ بلکہ اپنی منزلِ مقصود پر نظر رکھے اور اس راستہ میں جو بھی مشکلات حائل ہوں انہیں سعی و ہمت سے عبور کرے۔

آدابِ تربیت

حق تعالیٰ نے نظامِ تربیت کے متعلق بھی قرآنِ پاک میں کچھ اصول بیان فرمائے ہیں :-

"وہ (رسول) ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کو سنوارتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے"

اللہ تعالیٰ نے خدا ناشناس اور حرف ناشناس دنیا کے لئے صرف کتابی

تعلیم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے مہذّب و شائستہ، پاکیزہ سیرت اور فرشتہ خصلت بنانے کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو کتاب و حکمت کی عملی تعلیم بھی دیں۔ کیونکہ تعلیم مخصوص حلقوں تک محدود رہتی ہے اور تربیت عمومی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے آغاز میں زیادہ تر کام تعلیم کی بجائے تربیت سے لیا گیا۔ ہر مسلمان علم کے میدان میں طالب علم اور عمل کے میدان میں دوسروں کا معلّم تھا۔

اس لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ نونہالوں کی تربیّت کا اہتمام بھی کیا جائے اصلاحِ اعمال اور تزکیہ نفس کے لئے تربیتی مرکز کھولے جائیں۔ درس گاہوں سے کام لیا جائے۔ سلسلہ رشد وہدایت قائم کیا جائے۔ اس سلسلہ میں زیادہ تر کام استادوں سے لیا جائے جو اخلاقی اور قانونی طور پر قوم کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور ہادی و مصلح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو اخلاقِ حمیدہ اور ادب و آداب سکھائیں۔ بناؤ سنگھار کی بجائے سادگی اختیار کرنے پر مجبور کریں۔ خواہ امراء کے لڑکے ہی کیوں نہ ہوں۔ بُری صحبت اور بدعادات سے بچائیں۔ ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نگرانی رکھیں۔ ان کی خط و کتابت کو سنسر کریں۔

بدخصلت اور بد رویہ اور بڑی عمر کے لڑکوں سے انہیں میل ملاپ نہ رکھنے دیں کہ اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پان سگریٹ، سینما اور آوارہ گردی سے روکیں۔ انہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھیں اور سمجھائیں۔ اگر ممکن ہو تو خرید و فروخت یا سیر و تفریح کے وقت ہمراہ رکھیں۔ بیرون از مدرسہ بھی ان پر نظر رکھنا داخلِ فرائض سمجھیں۔ سکول کے اوقات کے بعد انہیں گھر پر رہنے کے لئے مجبور کریں۔ انہیں شتر بے مہار نہ بننے دیں۔ ترغیب و ترہیب، زجر و توبیخ اور بشرطِ ضرورت مار پیٹ سے کام لیں اور ان کے

Marfat.com

والدین یا سرپرستوں کو ان کے حالات سے آگاہ رکھیں۔

۲۔ "پس کیوں نہ ہر جماعت میں سے ایک حصّہ دین فہمی کے لئے نکلے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرائے شاید کہ وہ ڈر رے اور بچ جائے۔"

اس طرح حق تعالیٰ نے قومی تربیت کے لئے ایک سہل سی تجویز بیان فرمائی کہ ساری کی ساری قوم بیک وقت ایک ہی طرف نہ دوڑ پڑے بلکہ وہ تقسیم کار کرے۔ قوم کا کچھ حصّہ جہاد میں جائے کچھ حصّہ کاروبار میں مشغول رہے، کچھ حصّہ ملک و قوم کی حفاظت پر مامور رہے۔ کچھ حصّہ نظامِ حکومت چلائے اور کچھ حصّہ اپنی تمام مشغولیتیں چھوڑ کر صرف تعلیم و تربیت کے لئے نکلے۔ اچھی صحبت اور اچھی رفاقت اختیار کرے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کی استعداد بخشی ہے۔ وہ اللہ والوں کے پاس جاکر کچھ عرصہ رہیں۔ ان سے دین و دنیا کی علمی تعلیم حاصل کریں۔ خود کو اس کا صحیح نمونہ بنائیں اور پیکرِ عمل بن کر تمام قوم میں منتشر ہو جائیں۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر ایک متحرک ادارہ اور عملی درس گاہ بن جائے تاکہ اس سے ملنے جلنے والوں کے دلوں پر اس کے اخلاق و شرافت، تہذیب و شائستگی، صفائی معاملات اور حسنِ معاشرت کے نقوش ثبت ہو جائیں۔

۳۔ "جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے وطن چھوڑا اور اللہ کی راہ میں لڑے وہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔"

تیسرا درجہ یہ ارشاد فرمایا کہ جو اس کی رحمت اور اپنی رغبت سے علمی اور عملی تعلیم و تربیت حاصل کر لیں۔ وہ اپنی روزمرہ کی مصروفیتوں اپنے کاروباری مشغولیتوں اور اپنے خانگی جھمیلوں سے کچھ وقت نکال کر اللہ کی راہ میں اللہ کی بے علم اور غافل مخلوق کی ہدایت و صحت کے لئے باہر نکل جائیں۔ چند گھنٹے یا چند دن یا ایک چلّہ اپنے آپ کو اس غرض کے لئے وقف کر دیں اور اس طرح جہالت و بے علمی کے خلاف جہاد کریں۔

Marfat.com

آدابِ معرفتِ شیخ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"تم میں ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔ اچھی باتوں کا حکم کرے اور بُری باتوں سے روکے۔"

سنتِ الٰہی کے مطابق ہر نبی اپنے رفقاء میں سے ایک ایسی تربیت یافتہ جماعت چھوڑ جاتا ہے۔ جو سلسلۂ رشد و ہدایت کو قائم رکھنے کے لئے شریعتِ الٰہی کو اس طرح محفوظ رکھتی ہے جس طرح نبی نے اس پر عمل کیا اور حسبِ حال میں اسے چھوڑا۔ اس جماعت کے افراد شب و روز دعوت الی اللہ اور اصلاحِ نفوس میں معروف رہتے ہیں اور شیخ، مرشد، مصلح یا پیر کہلاتے ہیں۔ ان کے لئے بقول شیخ الاکبر ابن عربیؒ لازمی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا دین، اطباء کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست رکھتے ہوں۔

مسندِ نبوّت کی جانشینی کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمِ دین سے پوری واقفیت حاصل کرے۔ کسی شیخ کامل کے سامنے زانوے ادب تہہ کرے۔ عقائد، اعمال اور اخلاق میں خود کو شرع کا پابند بنائے۔ دل سے دنیا کی محبّت نکال دے۔ افادۂ خلق کا حریص رہے۔ اپنا زیادہ وقت ذکر و شغل میں گزارے۔ نیکیوں کی طرف بلانے اور برائیوں سے روکنے کی ہمت پیدا کرے۔ خطراتِ شیطانی اور وساوسِ نفسانی پہچان سکے۔ تصرفاتِ شیطانی و انعاماتِ ربّانی میں امتیاز کر سکے۔

نفس کے ظاہر و باطن کی کیفیت و حقیقت سے واقف ہو۔ اس کے امراض و عوارض کے اسباب و علل معلوم کر سکے۔ ان کے علاج و انسداد کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مختلف المزاج اور مختلف الدرجات لوگوں کی اصلاح و تربیت کی

Marfat.com

تدبیر وسیاست رکھتا ہو۔ وجاہت و ریاست کا طالب نہ ہو اور اپنے مُرشد کی اجازت کے بغیر سلسلہ بیعت وہدایت جاری نہ کرے اور جو مقام اُسے حاصل نہ ہو اس کے حصول کے لئے کوشاں رہے اور اپنی کسی حالت پر نہ اترائے۔ نہ اپنی حالت پر قناعت کرے۔ بلکہ بلندیٔ درجات کے لئے کوشاں رہے۔

جو اِن خصوصیات سے عاری ہو وہ اس میدان میں قدم نہ رکھے۔ لوگوں کو اس آڑ میں دھوکہ نہ دے۔ دجل وفریب سے ان کے دین وایمان پر ڈاکہ نہ ڈالے۔ لوٹ کھسوٹ سے باز رہے۔ رشد وہدایت کے اس پاک وصاف چشمہ کو اپنے ناپاک ارادوں اور بُرے فعلوں سے مکدر نہ کرے اور اس مسندِ مبارک کی توہین وتذلیل کا باعث بن کر اپنی دنیا وآخرت تباہ نہ کرے۔

آدابِ فتوے

امورِ دین سے ناواقفیت کے سبب عام طور پر زندگی کے بعض ضروری امور کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے لوگوں کو علماءِ دین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اسلامی حکومت میں باقاعدہ طور پر اس کے لئے ایک محکمہ ہوتا ہے۔ غیر اسلامی مملکتوں میں یہ فرض مدارس دینیہ کے سپرد ہوتا ہے۔ جہاں اس غرض کے لئے باضابطہ طور پر مفتی مقرر ہوتے ہیں اس لئے استفتاء کے لئے ہمیشہ کسی مستند ادارہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ہر عالم کو مفتی نہ جانے اور نہ ہر عالم مفتی بننے کی کوشش کرے۔ جب کہ وہ اس کی استعداد نہ رکھتا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس غرض کے لئے ہر جگہ صدر مقام پر مفتی مقرر کیا جائے اور سب اسی کی طرف رجوع کریں۔

مستفتی کو چاہیئے کہ اپنا سوال واضح صورت میں پیش کرے۔ سوال کو مہمل نہ بنائے۔ نہ دو سوالوں کو آپس میں مدغم کرے۔ زیر استفسار مسئلہ کو اس

Marfat.com

کی اصل شکل میں پیش کرے۔ واقعہ کو ملبس کر کے اپنی مرضی کے مطابق سوال تراشنے کی کوشش نہ کرے۔ نہ استفسار امورِ شرعیہ سے بچنے کے لئے حیلہ بہانہ نکالنے کے لئے کرے بلکہ مقصد صرف اتباعِ امورِ شرعیہ ہو۔ سائل مفتی کو اپنا تابع بنانے کی کوشش نہ کرے۔ نہ دلیل طلب کرے۔

مجیب یا مفتی استفتاء کا جواب مناسب وقت میں دیدے۔ اسے رد کرنہ رکھے۔ تحصیلِ زر کا ذریعہ نہ بنائے۔ اگر فی الواقعہ اس کی تکمیل وانتظام میں کچھ خرچ واقعہ ہُوا ہو تو وہ وصول کر لینا منع نہیں ہے۔ ہر سوال کا جواب دینے کی کوشش نہ کرے جبکہ وہ غیر ضروری ہو یا اسے خود اس کا جواب نہ آتا ہو۔ ایسی حالت میں صاف لکھ دے کہ کسی اور کی طرف رجوع کیا جائے۔ خود کھینچ تان نہ کرے۔ سائل کے دلیل طلب کرنے پر اسے صاف جواب دیدے۔ جبکہ وہ دلیل سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو۔ اگر سائل اصالتًا فتوے کے لئے حاضر ہو تو اُسے جواب کے لئے وقت اور تاریخ بتلا دی جائے اور اس سے قبل جواب تیار رکھے۔ تاکہ اسے وقت مقررہ پر مل جائے اور دوبارہ نہ آنا پڑے۔ جو جواب بذریعہ ڈاک منگائے اسے جواب کے لئے لفافہ ہمراہ بھیجنا چاہیئے ورنہ بصیغہ بیرنگ روانہ کر دینا چاہیئے۔

آدابِ مناظرہ

منظم بحث و مباحثہ مناظرہ کہلاتا ہے۔ یہ نہ محمود ہے اور نہ مذموم۔ اکثر اوقات ایسے امور پر مناظرہ کیا جاتا ہے جو مقصودِ دین نہیں ہوتے۔ بہر حال اس کے بھی کچھ آداب ہیں اور جو اس میدان کے مشتاق ہوں انہیں ان کا احترام لازم ہے۔

مناظرہ ایسے امر پر کیا جاوے جو مقصودِ دین ہو۔ مناظرہ منافقت کے جذبہ کے ماتحت خواہی نخواہی مدِ مقابل کو نیچا دکھانے یا اپنی علمیت

Marfat.com

جتانے کے لئے نہ کرے۔ بلکہ دل میں بھی عزم وارادہ رکھے کہ اگر حق واضح ہو گیا تو فوراً قبول کرلے گا۔ دوسرے کی ہر بات کو رد کرنے پر اصرار و تکرار نہ کرے خواہ وہ بات سمجھ میں بھی آجاوے۔

اندازِ بیان مشفقانہ ہو، جبر و قہر کا اظہار نہ کرے۔ اگر مدِ مقابل کا طرزِ بیان و سلوک معاندانہ اور غیر مشفقانہ ہو یا وہ اصولاً و اخلاقاً کسی رعایت کا مستحق ثابت نہ ہو تب بھی غم و غصّہ کا اظہار کرنے کی بجائے صبر و تحمّل کے ساتھ مقابلہ کرے۔ اگر قرائن سے عناد ظاہر ہو تو رضاکارانہ طور پر مناظرہ سے دست بردار ہو جائے۔

مناظرہ کے دوران میں الفاظ نرم استعمال کرے مضمون سہل بیان کرے۔ جو بات معلوم نہ ہو اس کا کشادہ دلی سے اعتراف کرے۔ ایسے حالات پیدا نہ کرے کہ عوام النّاس علماء سے بدظن ہو کر دین سے بھی نفرت کرنے لگیں یا بے آبروئی و ایذا رسانی کے درپے ہو جائیں۔

بہتر یہ ہے کہ مناظرہ کو عوام کا اکھاڑہ نہ بنایا جائے کہ یہ افہام و تفہیم سے بعید ہے۔ نہ اس سے گوہرِ مقصود حاصل ہوتا ہے اور نہ فی الواقعہ اس سے کوئی دینی خدمت ہوتی ہے اس لئے اس سے اجتناب افضل ہے۔

Marfat.com

۳

بابُ الاخلاق

Marfat.com

رضا الٰہی

مولیٰ پاک کا ارشاد ہے :-

(" اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنا بہت ضروری ہے ")

کوئی کام بدون مشیتِ ایزدی نہیں ہوتا۔ مگر ہر کام میں اس کی رضا بھی شامل نہیں ہوتی۔ رضاءِ الٰہی اس کی قضا و قدر پر راضی ہونے اور اس کے اوامر و نواہی پر بلا چون و چرا عمل کرنے میں مضمر ہے۔ عام طور پر طاعات و عبادات کو داخلہ جنت اور نجاتِ دوزخ کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر (تمہارے لئے مفید چیز) اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے جس کے سامنے جنّت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

اس لئے ہر کام کرتے وقت یہ ذہن نشین رہے کہ وہ سمیع و بصیر میرے قول و فعل کو سُن اور دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اُس کی مرضی و منشاء کے خلاف ہو۔ یا اس کے غیظ و غضب کا داعی ہو۔ خواہ اس کے لئے ذاتی عزت، ولذت، خواہش و منفعت کو قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ہر حال میں اس کی پسند و ناپسند پر نظر رکھے۔ اس کی خوشنودی کو مقصدِ حیات ٹھہرائے سراپا تابع فرمان بن جائے اور اس کی کسی بات کو نہ جھٹلائے۔

اگر کوئی ناگوار صورت پیش آئے تو اس پر صبر کرے۔ اس کی مشقت و تکلیف پر جو اجرِ آخرت مرتب ہوگا۔ اس کی خوشی و حلاوت سے اُسے دور کرے اور اُسے اپنے حق میں نافع جانے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور وہ حکمت ہمیشہ ہماری بہتری و بھلائی کے لئے کارفرما ہوتی ہے جس کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔

مگر رضا بر قضا کو ترکِ اسباب کا ذریعہ نہ بنائے کہ یہ جہالت و غلط فہمی ہے

Marfat.com

اور اگر اسباب و وسائل اختیار کرنے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو تو اس پر حزن و ملال یا غم و غصّہ نہ دکھلائے۔ بلکہ یہی سمجھے کہ عند اللہ اس کا ثمر آور نہ ہونا ہی میرے لئے بہتر تھا۔ کیونکہ بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، رضا کے یہ بھی معنی ہیں کہ حق تعالیٰ پر ظاہر و باطن اور زبان یا دل میں سے کوئی بھی کسی حالت پر اعتراض نہ کرے۔

اخلاص

حق تعالیٰ نے اخلاص کی تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے :-

"سُن لے کہ بندگی خالص اللہ ہی کے لئے ہے۔"

انسان کا ہر قول و فعل اگر کتاب و سُنّت کے مطابق ہو تو وہ عبادت بن جاتا ہے مگر اس کے لئے اخلاص شرط ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

"تمام اعمال کے نتائج نیتّوں پر موقوف ہیں۔"

اس کی شرح ایک اور موقعہ پر یوں فرمائی کہ :-

"جو شخص عورت سے کسی مقدار مہر پر نکاح کرے اور اس کے ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو یہ نکاح نہیں بلکہ زنا ہے۔ اور جو شخص کسی سے قرض لے اور اُس کے دینے کا قصد نہ ہو تو یہ قرض نہیں بلکہ سرقہ یا چوری ہے۔"

اس لئے جو کام جس نیت سے کیا جائے گا اس کا ویسا ہی ثمرہ ملے گا۔"

کوئی کام بدوں قصد و ارادہ نہیں ہوتا اس لئے ایسا ارادہ کرتے وقت انسان تھوڑی سی توجہ الی اللہ بھی کرے اور اپنے مالک و خالق کو دل ہی دل میں یاد کر کے نہایت ادب و احترام سے یہ عرض کرے کہ مَیں یہ کام تیرے فلاں حکم کے تحت اور تیری خوشنودی کی خاطر کرنا چاہتا ہوں۔ پھر جیسی نیت کرے ویسا عمل بھی کرے، یعنی صدورِ اعمال میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام، حدود و

Marfat.com

قیود کا بھی خیال رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صادق القول ٹھہرے اور اس پر کسی اجر و معاوضہ یا حصولِ ثواب و دفعیہ عذاب کی تمنا نہ کرے کہ یہ تجارت و نفس پرستی ہوگی۔ بلکہ توفیقِ خلوصِ نیت کو ہی اس عمل کی مقبولیت کی دلیل جان کر شاکر ہو جائے اور اس باب میں غفلت نہ کرے۔ کیونکہ کام کی نوعیت بدلے بغیر اور کوئی قیمت یا وقت صرف کئے بغیر صرف تصحیح نیت اور خفیف سی توجہ و فکر سے ہر کام خیر و برکت کا حامل ہو سکتا ہے۔

اِستغفار

اللہ جلّ شانہٗ یقین دلاتے ہیں کہ :۔

"جو جہالت سے بُرا کام کر بیٹھتے ہیں اور فوراً توبہ کر لیتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔"

انبیاء علیہم السلام کے سِوا کسی شخص کا معصوم ہونا ضروری نہیں اور ہر شخص سے شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی گناہ کا سرزد ہونا بعید نہیں۔ بعض گناہ صغیرہ کے بعض گناہ کبیرہ کے اور بعض دونوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر مولیٰ پاک اپنی عنایت، شفقت و محبّت کی وجہ سے اپنے گناہگار بندوں کو فوراً نہیں پکڑتے۔ اس لئے انسان کے دل سے گناہ کی وقعت نکل جاتی ہے اور وہ اس پر اصرار کرنے لگتا ہے۔ جب خود پیکرِ معصومیت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم منزہ عن الخطا ہونے کے باوجود دن میں ستر یا اس سے زائد بار توبہ و استغفار فرماتے تھے تو ہم ایسے سراپا گناہگار، پُرتقصیر انسانوں کو دن میں کتنی بار توبہ کرنی چاہیئے؟

اس لئے کوئی شخص خود کو توبہ سے مستغنی نہ سمجھے۔ ہر وقت صمیم قلب کے ساتھ اس کی طرف رجوع کر کے استغفار کرتا رہے جس گناہ میں مُبتلا ہو اسے فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کے لئے اس سے بچنے کا مصمّم ارادہ کرے اور گذشتہ

Marfat.com

تقصیر و کوتاہی کا تدارک کرے۔ مثلاً حقوق العباد کی توبہ یہ ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان کی معافی توبہ و استغفار سے نہ ہو گی یا جس کا حق کھایا ہے۔ اس سے معاف کرائے۔ نماز، روزہ کی استغفار یہ ہے کہ ان کی قضا کرے۔

توبہ کی قبولیت یا عدم قبولیت کے متعلق پریشان رہے۔ صرف اخلاص و توجہ سے توبہ کرتا رہے۔ اس سے قلب میں صفائی پیدا ہو گی اور قبولیتِ حق کی استعداد بڑھتی جائے گی جو توبہ کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ صورت پیدا نہ ہو تو پھر یہ سمجھے کہ اس نے صحیح طور پر توبہ ہی نہیں کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کا قبول کرنا اپنے ذمہ کر رکھا ہے۔

توبہ کرنے میں عجلت کرے اسے دوسرے وقت پر نہ ٹالے۔ کیا خبر کہ دوسری ساعت قبر میں آ دے۔

خشیت

حق تعالیٰ سبحانہٗ کا فرمان ہے :-

"جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے معافی اور بڑا ثواب ہے "

خوفِ الٰہی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کو تمام گناہوں سے بچاتی ہے۔ اور نیک کاموں کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ یہ حق تعالیٰ کے جاہ و جلال، قہر و غضب اور عتاب و عذاب کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو چونکہ یہ معرفت زیادہ حاصل ہوتی تھی اس لئے وہ معصوم و مقرب ہونے کے باوجود ہر لحظہ اللہ جلّ شانہٗ سے ڈرتے رہتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :-

"حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب نماز کی حالت میں خوف کے سبب ایسا جوش مارتا تھا جیسے چولھے پر ہانڈی کھولتی ہے اور اس

Marfat.com

جوش دخروش کی حالت ایک میل سے سنائی دیا کرتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن کامل سربسجود گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آس پاس کی زمین پر گھاس پیدا ہو گئی۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کبھی جبریل امین میرے پاس وحی لے کر آتے تو خداوند جبار و قہار کے خوف سے لرزتے ہوئے آتے۔"

جس طرح ایک مجرم ارتکاب جرم کے بعد گرفتاری کے خوف سے بے چین رہتا ہے اسی طرح ہر مسلمان بھی اپنے خطا کار و گناہ گار ہونے کی وجہ سے حق تعالیٰ کی گرفت سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ دنیا کی تکلیفوں، پریشانیوں اور بیماریوں کے عذاب کی تلخیوں کے تجربہ و مشاہدہ کے ساتھ ساتھ عذاب سکرات، عذابِ موت، عذابِ قبر، عذابِ نکیرین، عذابِ حساب و کتاب اور عذابِ جہنم کا بھی نقشہ اپنے سامنے رکھے۔ اور یہ بھی یاد رکھے کہ اگر خدانخواستہ ان میں سے کسی عذاب میں گرفتاری ہو گئی تو اس وقت، کوئی رشوت نہ چل سکے گی۔ کوئی سفارش نہ کر سکے گا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق تعالیٰ کے ایماء و اجازت سے ہی سفارش کر سکیں گے۔ کوئی یار، دوست، عزیز، رشتہ دار کام نہ آئے گا۔ پرائے تو کیا تمہارے اپنے ہی اعمال و اعضاء تمہارے خلاف شاہد و گواہ ہوں گے۔

اس استحضار کے ساتھ ساتھ طاعات و عبادات میں غفلت و کوتاہی نہ کرے کسی کا حق غصب نہ کرے۔ خواہشات نفس کے دھوکہ اور فریب سے خبردار رہے اور اپنی قیل و قال، چال ڈھال، اعمال و افعال میں تضرع و انکساری پیدا کرے اور ہر شام کو بستر پر دراز ہونے کے بعد سارے دن کے اعمال کا محاسبہ کرے کہ آج کون سا نیک عمل کیا ہے اور کون سی برائی سرزد ہوئی جو برائی سرزد ہوئی ہو اسے یاد رکھے اور دوسرے دن اسے نامہ اعمال پر نہ آنے دے۔ کسی بھی حالت میں بوجہ خوف مایوس نہ ہو بلکہ ہمیشہ اس کی رحمتِ واسعہ پر نظر رکھے۔

Marfat.com

اُمید

حق تعالیٰ یقین دلاتے ہیں کہ :-

"اللہ کی رحمتوں سے نا امید نہ ہو۔ کیونکہ سب گناہ اللہ بخشتا ہے اور بالتحقیق وہی گناہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

رجاء کے معنی امید کے ہیں اور رجاء الٰہی سے مراد یہ ہے کہ انسان اس کی رحمت سے نا امید نہ ہو جو ہر چیز پر محیط ہے۔ یہاں تک کہ غضبِ الٰہی پر بھی غالب ہے۔ مگر عملِ صالح، توبہ و استغفار اور خوف و خشیت کے ذریعہ اس کا استحقاق پیدا کئے بغیر رحمت کا امیدوار ہونا محض فریبِ نفس ہے۔

اس لئے نفس کے دھوکے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس کے فضل و مغفرت اور نعمت و جنت پر نظر رکھے۔ ان کے حصول کے لئے سعی و تدبیر کرے اور رحمت و راحت کا قلب کو منتظر بنائے۔

اپنے اعمالِ صالحہ اور علومِ نافعہ پر اعتماد نہ کرے۔ بلکہ ہر امر میں اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکھے۔ طاعت و عبادت کو بلندی درجات کا سبب نہ جانے۔ اور نہ کوتاہی و گناہ پر نا امیدی کا اظہار کرے۔ کیونکہ گناہ رحمت میں دخیل نہیں ہے اور نہ بندے کا عمل کسبِ رحمت کے لئے کافی ہے بلکہ اس کا فضلِ خاص ہی رحمت کو حرکت میں لاتا ہے۔

اپنے نفس کی برائیوں اور گناہوں کی کثرت سے قلب کو حیران و پریشان نہ کرے اور نہ اس کی وجہ سے یاس و نا امیدی کو غالب آنے دے کہ طاعت کی توفیق جاتی رہے یہ کفر ہے اس کے لئے مراقبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہری و باطنی احسانات کو یاد کرے۔ قلب کو ان کا مشاہدہ کرائے اور اسے سمجھائے کہ ہر برائی اکائی کا درجہ رکھتی ہے اور ہر نیکی اس سے سات سو درجہ تک بڑھتی ہے۔ اس طرح بعض اوقات قلیل نیکیاں کثیر برائیوں پر غالب

Marfat.com

آجاتی ہیں۔ اس سے یاس کا غلبہ امید کے درجہ میں آجائے گا۔

غرضیکہ خوف و رجاء میں توسط اختیار کرے۔ نہ اتنی امید بڑھائے کہ نڈر ہو جائے اور نہ غلبہ یاس سے مغلوب ہو کر نیک عمل ترک کر دے۔

شُکر

اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے :۔

"جو کوئی شکر کرے گا تو اپنے بھلے کو شکر کرے گا اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ تعریفوں والا بے پرواہ ہے"

شکر ایک ایسی نعمت ہے جس کے ادا نہ کرنے سے اس خالق کون و مکان کے جاہ و جلال میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی اور اس کے ادا کرنے سے اس غنی و بے نیاز کی عزت و عظمت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ مگر انسان کو منعم حقیقی کے دربار میں معزز بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود رحمت اللعالمین ہونے کے باوجود اتنی زیادہ عبادت کرتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے اور اس سوال پر کہ آپؐ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا کرتے تھے :۔

"میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"

اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ نعمت و منعم کی معرفت حاصل کرے اور یہ جانے کہ اس دنیائے رنگ و بو میں جو کچھ موجود ہے سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے وہ چاہے تو ہمیں اس سے نفع پہنچائے ورنہ محروم رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اظہار مسرت کرے۔ عاجزی و بے بسی دکھائے ان کو خوشنودی اور قرب کا ذریعہ بنائے۔ اس کی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس کی مرضی کے خلاف چل کر اسے ناراضی کا موقعہ

Marfat.com

نہ دے کہ یہی نعمتیں زحمتیں نہ بن جائیں۔

دولت پر شیخی نہ کرے، غربت پر غم نہ کھائے۔ وجاہت و ریاست کی ہوس نہ کرے جو کچھ ملتا جائے اسی پر اکتفا و قناعت کرے۔ دوسرے کی ثروت پر حرص و حسد نہ کرے بلکہ اپنے سے کمتر لوگوں کی حالت پر نظر رکھے۔ آنکھ کو مشاہدہ حق میں، کان کو سماعتِ حق میں، زبان کو ذکرِ حق میں، قلب کو معرفتِ حق میں، قدم کو تلاشِ حق میں اور ہاتھ کو اعانتِ حق میں مصروف رکھے۔

صبر

مولیٰ پاک وعدہ فرماتا ہے کہ :-

"اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبّت رکھتا ہے"۔

یہ ایک ایسی سعادت و نعمت ہے جو سوائے انسان کے اور کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔ صبر انسان کو عنداللہ محبوب اور عندالناس مقبول بنا دیتا ہے۔ بے شمار اجر و ثواب دلاتا ہے اور قائم اللیل اور صائم الدہر سے اس کا درجہ بڑھاتا ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہوائے نفس کے مقابلہ میں ناگوار صورتحال پر اضطراب و بے چینی کا اظہار نہ کرے۔ رضا و قضاءِ الٰہی پر ہر حال میں شاکر رہے۔ زبان پر حرفِ شکایت نہ لائے ورنہ دولتِ اجر و ثواب کھو بیٹھے گا۔

ہر تکلیف، مصیبت اور پریشانی کو اپنے اعمالِ سئیہ کا نتیجہ اور کفارہ سمجھے۔ اس کے ازالہ کے لئے غیر اللہ کی طرف رجوع نہ کرے۔ بلکہ توبہ و استغفار، خوف و خشیت اور عاجزی و بے بسی کے ساتھ خود کو ایک پر بریدہ کی طرح بارگاہِ الہ العالمین میں ڈال کر اس طرح خاموش ہو جائے کہ حال و قال سے اس کا کوئی اثر مترشح نہ ہو۔

اپنے نفس کو حرص و ہوا کے جال میں پھنسا دیکھ کر بے دست و پا ہو کر نہ

Marfat.com

بیٹھے۔ اسے ہمت وقوت سے ہدایت وطاعت کے راستہ پر لائے۔ اس تبدیلی وانقلاب کی راہ میں جن خواہشات ولذائذ نفسانی کو قربان کرے۔ ان پر کسی قسم کا رنج وملال دل میں نہ لائے۔ بلکہ ان کے اجر وثواب سے نفس کو مطمئن کرے۔

اگر خواہشات وشہوات سے مغلوب ہو جائے تو مایوس نہ ہو بلکہ ان سے آزاد ہونے کی خواہش وارادہ اور سعی وکوشش میں لگا رہے اور اُسے جہاد سمجھے۔ اس جہاد بالنفس کے لئے بھی ضروری ہے کہ نیت صحیح رکھے۔ ہر کوشش نمائش وریا سے پاک ہو اور جس نیک کام سے نفس روکے۔ اسی کو کرنے پر چستی دکھلائے۔ مثلاً طبیعت نماز پڑھنے کو نہ چاہے تو بہ جبر نماز پڑھ لے۔ جب دنیا زکوٰۃ وخیرات سے روکے تو زر ودولت کو خدا کی امانت سمجھ کر اس کی راہ میں خرچ کرنے کی کوفت برداشت کرے۔

بُری صحبت، ومجلس کشش کرے تو نفس کو عذاب کی لگام دے۔ نگاہیں بے قابو ہو جائیں تو شرم وحیا کی عینک لگائے۔ کان راگ ورنگ، ہجو وغیبت مدح وثنا سُننے کے لئے بے تاب ہوں تو ان میں صدائے حق کی روئی ٹھونسے، کام ودہن تنعم اور لذائذ کی خواہش کریں تو انہیں ذکر وزرود کا عادی بنائے۔ جو تکلیف پہنچائے اُسے دُعا دے۔ انتقام کی قدرت رکھتا ہو تو عفو سے کام لے۔

جو چیز اپنے قبضہ وقدرت سے نکل جائے اس کا رنج نہ کرے جو چیز اپنے قبضہ واختیار میں آجائے اس پر خوش نہ ہو کہ وہ بمنزلہ امانت ہے جو ایک نہ ایک دن واپس ہو جائے گی اور جو عزیز واقارب داغِ مفارقت دے جائیں ان کا غم نہ کرے۔ کیونکہ ان کے ملنے کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

⁂

توکّل

اللہ جلّ جلالہٗ فرماتے ہیں :-

"وہ اللہ تعالیٰ کو توکّل کرنے والوں سے محبّت ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کو کافی ہے"

بعض امور میں انسان کو با اختیار بنایا گیا ہے اور بعض میں بے اختیار۔ امورِ اختیاریہ کی صورت میں سعی، جہد، اسباب و وسائل سے کام لینا اور امورِ غیر اختیاریہ میں خلوصِ نیت، طلبِ صادق، قصد و ارادہ اور درخواست و دعا کو وسیلہ بنانا توکّل ہے۔ دونوں صورتوں میں کوشش اور یقین باللہ شرط ہے۔

اس لئے معرفتِ حق حاصل کرے یعنی اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ رکھے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ اسباب اور عالمِ اسباب اسی کے تابع فرمان ہیں۔ وہ اگر نہ چاہے تو یہ بھی ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اسباب و وسائل اختیار کرنے کے لئے مولا پاک نے اپنے کلام میں جو اصول بیان فرمائے ہیں اور رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ان کی عملی تعلیم دی ہے، خود کو اُن کا پابند بنائے۔ جیسے ریل کا ڈبہ ریل کی پٹڑی کا پابند ہے۔ اگر وہ اسی پر مضبوطی سے قائم رہا تو منزلِ مقصود پر بعافیت پہنچ جائے گا۔ ورنہ لڑھک جائے گا۔

حق تعالیٰ کو صادق القول جانے کہ اس کا ہر وعدہ، ہر ترغیب اور ہر وعید سچی ہے جیسے کہتا ہے ویسے ہی ہونا یقینی ہے۔ جب دنیوی ذرائع پر بھروسہ کرکے اچھے نتائج کا یقینِ کامل کر لیتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس دُنیا اور اسبابِ دنیا کو انسان کے تابع بنانے والے کے وعدوں اور یقینیوں پر اعتماد و اعتبار نہ کیا جائے اس لئے غیر پر نظر رکھنے کی بجائے اس کے ہر فرمان و وعدہ پر یقین رکھے۔ اعمالِ صالحہ کو وکیل بنائے۔ مگر حسن وکالت پر اکتفاد

Marfat.com

قناعت نہ کرے بلکہ اپنے حاکم کی نظرِ عنایت کا طالب رہے کہ وہ اسے قبول کرکے بارآور اور نتیجہ خیز بنائے۔

اسباب و وسائل ترک نہ کرے۔ اپنے آپ کو مفلوج و اپاہج نہ بنائے۔ عادت اللہ کے خلاف نتائج برآمد کرنے کے لئے خود کو غیر شرعی ریاضت و مجاہدہ کی مشقت میں نہ ڈالے۔ جنتر، منتر، ٹونے ٹوٹکے، تعویذ، گنڈے ایسے موہوم اسباب اختیار نہ کرے۔

تقویٰ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بڑی عزّت ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔"

اس لئے دُنیا میں کسی کا بڑے سے بڑا امیر کبیر ہو جانا۔ بڑے سے بڑا اعزاز پانا یا بڑی سے بڑی حکومت و ریاست حاصل کر لینا۔ عنداللہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ نہ اُسے بارگاہِ رب العزّت میں معزز و مقرب بنا سکتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ متقی و پرہیز گار نہ ہو۔ کیونکہ زہد و تقویٰ کے بغیر صحتِ بدن و ایمان طاعت و عبادت ممکن ہی نہیں جو اصل مقصدِ حیات ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ خود کو ہمت و قوت سے پابند شریعت بنائے کتاب و سنّت سے باہر نہ جائے۔ اپنے مالک کی پسند و ناپسند کا زیادہ خیال رکھے۔ ہر قسم کے گناہ و معصیت، حرام و ناجائز سے بچے بلکہ مشتبہ مال بھی چھوڑ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دس میں سے ایک حصّہ بھی مشتبہ پاتے تو سب چھوڑ دیتے

اپنی قوتِ شہویہ اور غضبیہ کو قابو رکھے۔ ہر وقت پاک و صاف رہے۔ ہر کام و کلام میں احتیاط و اختصار سے کام لے۔ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور احترام کا اہتمام رکھے۔ دنیا کی رغبت پر دین کی محبّت کو ترجیح دے۔

Marfat.com

مال ودولت کی خاطر زیادہ خراب وپریشان ہونے کی بجائے آخرت کی زیادہ فکر کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :-

"جو شخص صبح اُٹھتے ہی دنیا کے غم میں گرفتار ہو گیا تو حق تعالےٰ اس کا دل پریشان کر دیتا ہے اور اسے ملتا اسی قدر ہے جتنا کہ اس کی تقدیر میں لکھا ہے اور جو صبح اُٹھتے ہی فکرِ آخرت میں لگ جاتا ہے تو حق تعالےٰ اس کا قلب مطمئن کر دیتا ہے۔ اس کی دنیا کی خود حفاظت وکفالت کرتا ہے۔ اس نیک بندے کا دل غنی کر دیتا ہے اور اسے اتنی دُنیا مرحمت فرماتا ہے کہ یہ منہ پھیرتا ہے اور دُنیا اس کے پیچھے بھاگے چلی آتی ہے۔"

لہو ولعب، عیش وعشرت، بُری صحبت، بُری مجلس، بُرے مقام، بُرے خیالات، بُری اغراض سے کنارہ کشی کرے اور اُمراء و رؤسا سے میل ملاپ نہ رکھے۔

شوق

حق تعالیٰ نے حصولِ بہشت کی ترغیب وشوق کے لئے اپنے کلام میں جس قدر انعامات گنوائے ہیں ان میں سب سے بڑا انعام اپنی رضا اور سب سے بڑا اعزاز اپنے انوار کا دیدار بیان فرمایا ہے اور داخلہ جنت کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ :-

"اپنے نفس کو جو بُری خواہش سے روکتا رہا اس کے رہنے کی جگہ بہشت ہی ہو گی"

شوق طلبِ صادق کا نام ہے اس کی ابتداء عقل اور اس کی انتہا عشق ہے۔ حق تعالیٰ نے کسی کو اس جذبہ سے خالی نہیں رکھا نہ اس کے استعمال پر پابندی لگائی ہے بلکہ اسے اختیار دیا ہے کہ وہ اس سے جو کام لینا مناسب سمجھے

Marfat.com

لے ۔ اس لئے شوق بھی پاکیزہ سے پاکیزہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کا رکھنا چاہیئے ۔

شوق کا ادب یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنے جذبہ کا جائزہ لے ۔ اگر اس میں طلبِ حق ہے تو شوق ہے ورنہ شہوت ہے ۔ اس لئے شہوت کے محل سے بچے اور شوق کا راستہ اختیار کرے ۔ یہ راستہ اختیار کرنے سے قبل طائرِ مقصود کے حسنِ ہوش ربا کی معرفت حاصل کرے کہ یہ حلال ہے یا حرام ۔ اس کا شکار جائز ہے یا ناجائز ۔ اگر اس کا حرام و ناجائز ہونا ثابت ہو ۔ تو اس کے ظاہری حُسن پر فریفتہ ہو کر اس کے دامِ فریب میں خود کو گرفتار نہ کرے ۔ اگر وہ حلال و جائز ہے تو اس کی پرواز اور اپنی ہمت کا صحیح اندازہ کر کے گرفتاری کے لئے اسپِ ہمت دوڑائے ۔ طاعات کے راستوں سے خواہشاتِ نفس کے ہجوم کو ہٹاتا ہوا اُس تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھے ۔

محبّت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

”اللہ تعالیٰ نیک بندوں سے محبّت کرتا ہے اور نیک بندے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں ۔“

محبّت ایک ایسا فطری ، پائدار اور خوشگوار جذبہ ہے جس سے کوئی انسان اور حیوان خالی نہیں ۔ اسی پر ہی خالق و مخلوق کے تعلقات کی استواری اور نظامِ کائنات کی بحالی کا دار و مدار ہے ۔ اگر محبّت نہ ہوتی تو دنیا کا سارا انتظام چشم زدن میں درہم برہم ہو جاتا ۔

محبّت دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک محبّت طبعی ہوتی ہے جو خونی رشتہ کے ساتھ ساتھ کارفرما رہتی ہے اور کشش ثقل کا اثر رکھتی ہے یہاں تک کہ مخالف حالات میں بھی انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ دوسری محبت ارادی ہوتی ہے جو کسی لذت ، نفع یا خیر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس وقت تک

Marfat.com

قائم رہتی ہے۔ جب تک وہ غرض پوری نہیں ہوتی ۔ ایسی ہی محبت اکثر انسان کو مشکلات اور عذاب میں گرفتار کرنے کا باعث ہوتی ہے۔

اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ سہل الحصول اور سریع الاثر لذات کی محبت میں پھنسنے سے بچتا رہے۔ جیسے زنا، لواطت، شراب، افیون، چرس، بھنگ، سگریٹ، شطرنج گنجفہ، تاش، کیرم، گانا بجانا، ناچنا، فحش ہنسی اور مذاق، تہمت، بدگمانی، نافرمانی، جھوٹ، فریب، ظلم، چغلی، ہجو، غیبت وغیرہ یہ ایسی لذات ہیں جن سے گو عارضی طور پر چند لمحوں کے لئے نفس کو سرور وانبساط اور عیش ونشاط حاصل ہوتا ہے۔ مگر بالآخر ان کی محبت کے نتائج دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب کا موجب ہوتے ہیں اس لئے ہر انسان کو ان کی لذتوں کے بُرے نتائج پر نظر رکھنی چاہیئے اور اپنے نفس کو ان سے بچانا چاہیئے۔ اگر لذت ہی مقصود ہے تو ایسی لذت کے درپے رہے جس کے سامنے یہ وقتی اور عارضی لذائذ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ لذت خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کی لذت ہے۔ جس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی لذت بھی ہیچ نظر آتی ہے۔

نفع کی محبت بھی انسان کے لئے اکثر وبالِ جان ہی ثابت ہوتی ہے۔ سیم وزر، املاک واموال کی محبت انسان کو خدا کی نافرمانی، قطع رحمی، حرص، بخل، ظلم میں گرفتار کردیتی ہے۔ جس طرح انسان دنیا میں ان سے محبت کرتا ہے اسی طرح وہ آخرت میں انسان سے محبت کرتے ہیں۔ اور مختلف عذاب کی شکلوں میں انسان کو اس طرح "عزیز" رکھتے ہیں جس طرح وہ سیم وزر اور املاک واموال کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اس لئے دنیا اور اُس کے اموال سے محبت نہ رکھے۔ یہ ایسے محبوب ہیں جو بالآخر وفا نہیں کرتے بلکہ انسان سے اپنی محبت کی قیمت بصورتِ عذاب وصول کرتے ہیں۔

خیر کی محبت ہی صحیح اور اصلی محبت ہے اور خیر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

Marfat.com

اس لئے نفس کو عارضی اور ناپائیدار چیزوں کی محبت میں پھنسانے کی بجائے اسے بہ شفقت خیر کی طرف راغب کرے اور اس کے دنیوی و اخروی نتائج و عواقب کا اُسے مشاہدہ و استحضار کرائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حق تعالیٰ سے محبت پیدا کرے جو اِن سب چیزوں کا خالق و مالک ہے اور جنہیں تم محبوب رکھنا چاہتے ہو۔ جب اس سے محبت کرنے لگو گے تو اس کی مخلوق خود بخود تم سے محبت کرے گی۔ اس بے مثل و بے مثال کا طوقِ محبّت تمہیں ہزاروں محبّت کی زنجیروں سے چھڑا دے گا۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ کی محبّت کا مزہ آجاتا ہے اس کو پھر دنیا کی طلب نہیں رہتی اور وہ آدمیوں سے وحشت کھانے لگتا ہے۔

خدا کی محبت یہ ہے کہ اس کے احکام کی تعمیل اور ارشاد کی اطاعت کی جائے۔ اس کی رضا پر راضی رہے۔ اس کی پسند کو اپنی پسند ٹھہرائے اور جنہیں وہ محبوب رکھتا ہے ان سے انس و محبّت رکھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جب تک تمہارے نزدیک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوگا اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا۔

مگر اس سے محبّت صرف اس کے انعامات و احسانات یا اس کی جنت کے طمع اور دوزخ کے خوف سے نہ کرے کہ یہ خود غرضی و تجارت ہے بلکہ اس کے الٰہ مربی و خالق ہونے کی وجہ سے کرے کیونکہ مولا پاک خود فرماتے ہیں کہ مجھے سب میں زیادہ پیارا وہ بندہ ہے جو میری عطا اور احسان کے بغیر محض حقِ ربوبیت ادا کرنے کی غرض سے میری عبادت کرے۔

خودی

حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

"اے ایمان والو تم پر اپنے نفس کی فکر لازم ہے"

Marfat.com

کیونکہ عزتِ نفس ہی انسان کو حیوان سے ممتاز، سوسائٹی میں معزز اور عنداللہ مقبول بناتی ہے۔ اس کے لئے قربانی شرط ہے۔

اس لئے حفظ مرتبت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے نفس کو برائیوں سے پاک اور اخلاقِ حسنہ سے آراستہ رکھے۔ ایسے افعال و اقوال سے باز رہے جو بے عزتی و بدنامی کا باعث ہوں۔ ایسے لوگوں سے دُور رہے جو خودغرض اور نفس پرست ہوں۔

ہوسِ اقتدار کا شکار نہ بنے۔ اگر برسرِ اقتدار آجائے تو خود کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جواب دہ نہ سمجھے۔ اقربا پروری اور احکام نوازی سے بچے۔ کسی کا تحفہ، عطیہ یا دعوت قبول نہ کرے۔ کسی سے خدمت یا رعایت کا طالب نہ ہو۔ نہ کسی کو احسان کا موقعہ دے، نہ سفارش کی طرف التفات کرے۔

غیر اللہ کو اپنا مربیّ، ملجا و ماویٰ نہ بنائے۔ اس سے سوال نہ کرے۔ اس سے خوف و توقع نہ رکھے۔ اس کی خوشامد نہ کرے۔ عسرت و تنگدستی کو اپنی تحقیر و تذلیل پر ترجیح دے اور ضمیر فروشی نہ کرے۔

خُلق

حق تعالیٰ نے اخلاق کی یوں تعلیم فرمائی ہے :-

"جو اللہ تعالیٰ اور یومِ قیامت کا اعتقاد رکھتا ہو تم کو اُن کی چال چلنی چاہیئے۔"

اور خلقِ عظیم کا عملی نمونہ اسوۂ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بھی خود کو اخلاقِ محمدی کا نمونہ بنائے۔ جن باتوں کو انہوں نے قولاً یا فعلاً صحیح اور جائز فرمایا اُن پر عمل کرے اور جن کو غلط یا ناجائز قرار دیا اُن سے بچتا رہے۔

جو کچھ اپنے لئے بہتر سمجھے اس کا دوسرے کو مستحق جانے۔ حفظِ مراتب

Marfat.com

کا خیال رکھے۔ ہر شخص سے اُس کی حالت و عادت کے موافق برتاؤ کرے۔ امیر و غریب، جاہل و عالم، واقف و ناواقف سب سے محبت و تواضع اور خندہ پیشانی و کشادہ دلی سے پیش آئے۔ سلام و مصافحہ میں پیش قدمی کرے۔ سب کو اپنے سے اچھا سمجھے۔ ہر ایک کی عزت کرے۔ کسی کو فی ذاتہٖ بُرا نہ جانے۔ البتہ اس کی بُرائیوں سے ضرور نفرت کرے۔

بڑوں کا ادب کرے۔ چھوٹوں سے شفقت سے پیش آئے۔ کسی کی دلآزاری تذلیل و تضحیک نہ کرے۔ خیر خواہی و نصیحت کے لئے بھی ترش و سخت الفاظ استعمال نہ کرے کہ اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے۔ نہ کسی سے بد دماغی سے پیش آئے کہ اس سے انسان اپنی قدر کھو بیٹھتا ہے بلکہ اپنے مخالف اور دشمن سے بھی ملاطفت اور رواداری سے پیش آئے۔ بد اطوار و بد رویہ اشخاص سے بھی حُسنِ سلوک کرے۔ ہو سکے تو انہیں احسان سے رام کرے۔ کسی کو دشمن نہ بنائے کسی سے عداوت نہ بڑھائے۔

اخلاقِ محمودہ کی حفاظت کرے۔ انہیں بری اغراض کے لئے استعمال نہ کرے۔ نہ اُن کے غلط استعمال سے ان کے حسن کو داغدار کرے۔ اخلاقِ مذمومہ سے حتی الوسع بچتا رہے۔ اُن کی شناخت کا ملکہ پیدا کر کے ان پر قابو پانے کی کوشش کرے اور ان کے شر کو خیر میں بدل دے۔ ان کا شکار ہو کر نہ رہ جائے۔

ہر بُرائی سے بچے اور ہر نیکی کو اختیار کرے۔ کسی سے تین دن سے زیادہ رنجش نہ رکھے۔ حاجت مند کی حاجت روائی کرے۔ بیمار کی عیادت کرے۔ اگر وہ انتقال کر جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے۔ اس کے پسماندگان کی دل جوئی کرے اور اہلِ حقوق کی ان کی غیر حاضری میں اعانت و حفاظت کرے۔

Marfat.com

حیاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

"حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ ایمان بہشت میں ہو گا۔ بے حیائی اکھڑپن ہے اور اکھڑوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے"

حق تعالیٰ نے خواہشاتِ نفسانی کے روکنے کے لئے شرم و حیا کی نعمت سے کسی کو محروم نہیں رکھا تاکہ وہ اس کو بروئے کار لاکر دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہونے سے بچے۔ نیک بختی اور پاک دامنی کی حفاظت کرے اس لئے تکمیلِ ایمان کے لئے اس روحانی قوت سے فائدہ اٹھانا بھی ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔

گو ہماری کوئی حالت اس علیم و بصیر سے چھپی ہوئی نہیں ہے مگر ادب کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے انسان اپنے مالک و مربّی سے شرم کرے۔ اس کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرے۔ اس کی آیات کا مذاق نہ اُڑائے۔ جس طرح بعض گناہ لوگوں سے چھپا کر کرتا ہے۔ اسی طرح اس حاضر و غائب سے بھی ہر ظاہری یا باطنی گناہ چھپائے۔ کیونکہ وہ تمہیں قریب سے ہی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس کی حاضری کے استحضار کے ساتھ اس کی پیشی کا بھی خوف رکھے کہ ایک دن اُس کے رُوبرو پیش ہونا ہے اور اس وقت سب نافرمانیاں سامنے لائی جائیں گی تو کیا حشر ہو گا ؟

اپنے شفیق و مہربان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرم کرے جن کے روبرو ہر جمعرات کو ہمارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ جب ان کی نظر ہماری بداعمالیو پر پڑتی ہو گی تو انہیں کتنا صدمہ ہوتا ہو گا۔ پھر جس وقت وہ قیامت کے دن شفاعت کے لئے تشریف لائیں گے تو انہیں کیا مُنہ دکھلائیں گے اور خود اس پیکرِ حیا کو ایسے حالات میں ہماری شفاعت کرنے میں حق تعالیٰ سے کتنی شرم آئیگی۔

Marfat.com

اس لئے جس طرح ان پر درود و سلام بھیجنے میں سبقت کرنی ضروری ہے اسی طرح ان سے شرم و حیا بھی ضروری ہے۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شرم یہ ہے کہ اُن کے ارشاداتِ گرامی کو نہ جھٹلائے۔ اُن کی سُنّت کو قائم رکھے اور اپنی بدکرداریوں سے اُن کے خلقِ عظیم کی بے ادبی کا سبب نہ بنے۔

اپنے محافظوں یعنی فرشتوں سے بھی شرم کرے۔ جو ہر وقت انسان کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے رہتے ہیں۔ اس لئے تخلیہ حالتِ جماع اور حالتِ غسل میں بالکل ننگا نہ ہو جائے اور رفع حاجت کے وقت کوئی بات نہ کرے۔ برائیوں اور گناہوں سے اجتناب کر کے اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دے اور ان کی نظروں میں اپنی فضیلت بڑھائے۔

اپنے قرابت داروں سے بھی شرم کرے۔ ان کے سامنے کوئی ایسی بات یا فعل نہ کرے جس سے ان کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہو یا اُن کو ناگوار گزرنے کا امکان ہو۔ اپنے ہم جنسوں سے بھی شرم کرے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اُن کے نزدیک ناپسندیدہ ہو۔

استقامت

حق تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو استقامت کی یوں تعلیم فرمائی:-

"آپ لوگوں کو اس دین کی طرف بلاتے رہیں اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر قائم رہیں۔"

استقامت لوازماتِ ولایت سے ہے جیسے کرامت پر فوقیت حاصل ہے۔

اس سے رحمت، بشارت اور ملائکہ کی رفاقت حاصل ہوتی ہے اور حزن و ملال سے بے فکری نصیب ہوتی ہے۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے بلکہ نہایت ہی سہل ہے۔ تھوڑی سی توجہ سے بلا مشقت یہ مقام حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے طاعت و عبادت کو اپنی عادت میں داخل کرے۔ جب بھی کسی نیک

Marfat.com

کام کا وقت آجائے اسے اسی وقت انجام دے۔ کسی دوسرے وقت پر ملتوی نہ کرے۔ اگر خدانخواستہ ایسے وقت میں کوئی مجبوری درپیش ہو تو اس میں قلت کر دے مگر بالکل ترک نہ کرے۔ اگر تقلیل سے بھی کام نہ چل سکے تو لمحہ دو لمحہ کے لئے ذہنی طور پر اس کا استحضار کرے تاکہ اس کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو سب عملوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ وہ عمل ہے جس پر ہمیشگی اور مداومت کی جائے خواہ وہ قلیل ہی ہو"۔

اور یہ حقیقتِ ثابتہ ہے کہ جس کو جو عادت پڑ جائے وہ پھر عمر بھر نہیں چھوٹتی اور جس عمل پر دوام ہو اس سے اعتدال لازمی طور پر حاصل ہوتا ہے اور افراط و تفریط کا امکان نہیں رہتا۔

اسی طرح معاصی سے بچنے کا بھی اہتمام رکھے۔ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے۔ جن بد عادات میں گرفتار ہے ان سے بچنے کے لئے پرزور کوشش کرتا رہے اور ان کی جگہ خود کو نیکیوں کا عادی بنائے تاکہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ کیونکہ انسان کے انجام کا انحصار حسنِ خاتمہ پر ہے اور اس کا تمام تر انحصار استقامت و مداومت ہے اور مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے کہ جو دُنیا میں حب دنیا میں گرفتار ہوتا ہے اُسے مرتے وقت بھی پیسہ کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ جو گالیاں دینے کا عادی ہو وہ آخر وقت بھی عادتاً گالیاں ہی دیتا چلا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جو ذکر الٰہی کا عادی ہو۔ مرتے وقت اس کی زبان خود بخود ذکرِ الٰہی سے ہی تر رہتی ہے اور اسے کوئی دوسری بات قطعاً نہیں سُوجھتی اور جو زندگی میں اعمالِ صالحہ کا عادی رہا ہو اُسے اس وقت موت ایک نعمت محسوس ہوتی ہے کہ یہ اس کی طاعات کے ثمرات کو قریب تر کر رہی ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے گناہگار گھبراتا ہے کہ اس کی نافرمانیوں کی سزا کا وقت قریب آگیا ہے۔ علی ہذا القیاس

Marfat.com

اعتدال

حق تعالیٰ نے اعتدال کی یوں تعلیم فرمائی :-

"(خیرات صدقات کے سلسلہ میں) اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر نہ رکھ (یعنی بخل نہ کر) اور نہ اس کو بالکل ہی کھول دے (یعنی نہ سب کچھ راہِ سخاوت میں لٹا دے) ورنہ الزام خوردہ اور تہی دست ہو جاؤ گے"

راہِ عمل میں میانہ روی اختیار کرنا ایک ضروری امر ہے۔ خواہ امور دینی ہوں یا دنیوی۔ ہر معاملہ میں انسان کے لئے پابندیِ اعتدال لازم ہے ورنہ وہ افراط تفریط کا شکار ہو جاتا ہے اور فائدہ کی بجائے نقصان اٹھاتا ہے۔

امورِ دین میں اعتدال یہ ہے کہ اپنے آپ کو سختی کے ساتھ ان حدود میں محدود رکھے جو قرآن کریم نے مقرر فرمائیں۔ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً و قولاً جن کی نشاندہی کی اور فقہ نے ان سے جن امور میں استنباط کیا۔ عرفِ عام میں اسے شریعت کہتے ہیں۔ اس کے اتباع میں اپنی خواہشات، ترمیمات، بدعات رسوم اور عقل کو دخل نہ دے اور جہاں دل میں اشتباہ پیدا ہو۔ اس فن کے ماہرین علماء سے رجوع کرے اور ان کی تحقیق پر اسی طرح اعتبار کرے جس طرح سائنس طب یا جغرافیہ کے ماہرین کی تحقیقات پر بلا سوچے سمجھے ایمان لے آتا ہے۔ مگر شریعت کے فن سے ناواقف پر اعتبار نہ کرے۔

امورِ دنیوی میں اعتدال یہ ہے کہ ہر کام کو اس کے مقررہ وقت پر کرے۔ تعجیل یا تاخیر سے کام نہ لے۔ جو کام بھی کرنا چاہے۔ اس کے نتائج و عواقب پر پہلے غور کر لے۔ اگر بہتر سمجھے تو اس سلسلہ کے کسی ماہر یا تجربہ کار سے صلاح و مشورہ بھی کر لے تاکہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھے یا غلط فہمی میں کہیں حد سے تجاوز نہ کر بیٹھے اور بعد میں پچھتانا پڑے۔ اپنی وسعت سے زیادہ پاؤں نہ

Marfat.com

پھیلائے۔ اپنی آمدنی سے خرچ نہ بڑھائے اور اگر خدا نے فراخی دی ہے تو بخیلی نہ کرے۔ بدعہدی، بددیانتی، فریب کاری، جعلسازی، دروغ گوئی اور دروغ حلفی سے باز رہے۔

خلوت

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے (لوگ) اللہ کی نعمتوں کو (خوب) پہچانتے ہیں، مگر منکر ہو جاتے ہیں۔"

بلاضرورت مخلوق سے زیادہ میل جول رکھنے سے بصیرتِ قلب جاتی رہتی ہے۔ غفلت بڑھتی رہتی ہے اور قلب حق تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں رہتا اور نہ ہی اس کی صفتوں اور نعمتوں کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

اس لئے قربِ خداوندی اور نعماء شناسی کے لئے انسان کسی نہ کسی وقت گوشہ نشینی کی عادت ڈالے۔ اپنے روزمرہ کے فرائض منصبی سے فارغ ہونے کے بعد بازار اور گلیوں میں آوارہ نہ پھرے۔ لوگوں سے بلاضرورت میل ملاپ نہ رکھے اور نہ بڑھائے۔ فارغ وقت سوسائٹیوں، کلبوں اور تفریح گاہوں یا ایسی مجلسوں میں نہ گزارے، جہاں سوائے خرافات کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جن سے انسان معاصی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

دن میں جس قدر وقت کارِ منصبی سے بچے اس کا کچھ حصہ گھر والوں کے پاس گزارے، ان کی ضروریات، شکایات سُنے، اُن کا ازالہ کرے۔ ان کی تعلیم و تربیت کا جائزہ لے کہ ان کا بھی اس پر حق ہے جو اکثر اوقات اس کے انتظار میں گھڑیاں گِنتے رہتے ہیں۔

اس فارغ وقت کا باقی حصہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں اور نعمتوں کی معرفت میں لگائے، قلب کو افکار و تشویشات سے خالی کر کے سوچے کہ صرف کام و دہن

Marfat.com

کے تقاضوں اور پیٹ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے دن بھر اللہ تعالےٰ کی کن کن نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کتنی مقدار میں کھانا ہے اور اس کے مقابلہ میں ان نعمتوں کا کیا حق ادا کرتا ہے؟ جس نے یہ نعمتیں بخشی ہیں۔ اس کے شکریہ کے طور پر اطاعت گزار بنتا ہے یا نافرمان رہتا ہے؟ ان نعمتوں نے جسم کو جو قوت بخشی اُسے منعم کی راہ میں خرچ کرتا ہے یا نفس کی خواہشات کے سپرد کرتا ہے۔ بہتر ہے کہ ان سوالات کے جواب یا ثواب کے لئے نفس کو ابھی سے تیار رکھے تاکہ یوم حساب کو ان سوالات کے جواب کے لئے پریشان نہ ہونا پڑے۔

جلوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

"اے آنکھ والو عبرت پکڑو۔ ملک میں پھرو اور دیکھو کہ مخلوق کو خدا نے کس طرح پیدا کیا۔ جھٹلانے والوں اور گناہ گاروں کا کیا انجام ہُوا۔"

اس دنیا میں کوئی چیز بے فائدہ اور بلا ضرورت پیدا نہیں کی گئی یہاں تک کہ جو چیزیں ناقص و ناکارہ سمجھ کر پھینک دی جاتی ہیں وہ بھی کسی نہ کسی مصرف میں ہی آتی ہیں۔ مگر انسان کسی چیز کے انجام پر نظر نہیں رکھتا کہ عبرت و بصیرت حاصل ہو۔

اس لئے انسان جب خلوت سے جلوت میں آئے تو حسین چہروں پر نظریں نہ گاڑے بلکہ حسنِ فطرت کا مشاہدہ کرے۔ سر بفلک عمارتوں اور عظیم الشان محلوں کا نظارہ نہ دیکھے بلکہ کھنڈرات و مزارات کی طرف نظر دوڑائے۔ چند لوگوں کی امارت و ریاست پر نہ للچائے بلکہ اکثر لوگوں کی غربت و عسرت سے عبرت حاصل کرے۔

اتہام کے مقام سے بچے۔ لہو و لعب کے مقام پر نہ رکے۔ عیب جوئی

Marfat.com

کی بجائے خوش چلنی کرے۔ دلآزاری کی بجائے دلجوئی کرے۔ سمع خراشی پر سمع نوازی کو ترجیح دے۔ دوسروں کے معاملات میں دخل نہ دے۔ اپنے کام سے کام رکھے اور اس سے فراغت پاتے ہی واپس لوٹے۔

محاسبہ ومراقبہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

"تم دنیا و آخرت کے معاملات کے متعلق فکر کو یعنی سوچو۔"

جس طرح انسان ہر شام کو بستر پر جانے سے قبل دن بھر کی کمائی کا جائزہ لیا کرتا ہے اسی طرح روزمرہ کے اعمالِ حسنہ اور افعال سئیہ کا اندازہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ اصلاحِ اعمال کا ساماں بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہے۔

اس کے لئے لازمی ہے کہ جب دُنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر وہ سونے لگے تو چند لمحے تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچے کہ آج کس قدر اچھے کام کئے اور کس قدر بُرے۔ جو جو بھی بُرے کام کئے ان کا دنیا و آخرت میں ضرور خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اس کے بعد اپنے مرنے کا تصوّر کرے۔ تجہیز و تکفین اور تدفین پر نظر رکھے۔

عالمِ تنہائی اور تنگ و تاریک قبر میں نکیرین کے سوالات پر غور کرے۔ ان کے جوابات سوچے۔ اس کے بعد قیامت کا نقشہ سامنے لائے۔ دوزخ کے عذاب اور جنت کی راحت کے سامان پر نظر دوڑائے۔ خود کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر سمجھ کر ایک ایک گناہ کی جواب دہی کا حساب لگائے۔ اس کی ہیبت و جلال کی وجہ سے لاجواب ہونے کا خیال کرے اور اپنے لئے سزا کا حکم پا کر رحم و معافی کی طلب گاری کا تصوّر کرے۔ بس ایسے وقت میں جس کیفیّت سے معافی کی درخواست کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اس وقت استغفار کرے اور دل میں عہد کرے کہ کل ان گناہوں کا اعادہ

Marfat.com

نہ ہوگا اور اسی خیال میں سو جائے۔ صبح اُٹھتے ہی اپنے وعدے کو یاد کرے جس سے وعدہ کیا ہے اس کے حاضر ناظر ہونے کا ہر قدم پر استحضار کرے۔

غُصّہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :۔

"کسی شخص کو پچھاڑ دینے سے انسان بہادر نہیں بنتا بلکہ بہادر وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑ دے۔"

غُصّہ جذبۂ انتقام کی پیداوار ہے۔ اگر یہ اللہ کے لئے ہے تو حلال ہے اگر اپنی ذات کے لئے ہے تو حرام ہے۔ مگر اس حرام کو کھا جانا حلال ہے اور حق تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

اس لئے اسے حدِ اعتدال کے اندر رکھے اور کفّار و مشرکین، فساق و فجار کے خلاف جنگ و جہاد میں اور قیامِ امن کے لئے اس سے کام لے۔ اس کی ہمت نہ ہو تو اس سے ان کے خلاف ناگواری کا کام لے مگر اُسے آزاد نہ چھوڑے۔ ورنہ عدم ضبط کی وجہ سے خرابی، رسوائی، بربادی اور پشیمانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

افضل یہ ہے کہ جس وقت آتشِ غضب جوش مارے۔ فوراً ہوش سے کام لے۔ اعوذ پڑھے اور سوچے کہ جس حالت پر اسے غصّہ آرہا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور جس پر غصّہ آرہا ہے۔ وہ اس خالق و مالک کا بندہ ہے۔ جو مجھے ایسی حالت میں نہیں پکڑتا۔ اس لئے مجھے بھی اس کے بندے کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے جو مجھ سے ہو رہا ہے۔

اگر اتنی مہلت نہ ہو تو ضبط سے کام لے اور اس مقام سے ہٹ جائے وضو کرکے مسجد میں داخل ہو کر اس آگ سے پناہ مانگے اور وقتِ نوافل ہو تو دو نفل نماز پڑھے جس سے یہ آگ جلد فرو ہو جائے گی۔

Marfat.com

اس کی بھی ہمت نہ ہو تو فوراً ٹھنڈا پانی پی کر بشرطیکہ نقصان کا اندیشہ نہ ہو آتشِ غضب بجھائے۔ وہ جلد میسّر نہ ہو تو اگر کھڑا ہے بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ بہتر یہ ہے کہ حلم و عفو سے کام لے کر مغضوب و معتوب کو معاف کر دے۔

حسد

حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

"میرے بندہ پر نعمت دیکھ کر حسد کرنے والا گویا میری اس تقسیم سے ناراض ہے جو میں نے اپنے بندوں میں کی"

خبثِ باطنی کی وجہ سے دوسروں کے علم و فضل، جاہ و جلال، عزت و مرتبت مال و دولت، تجارت و حرفت دیکھ کر ان سے عداوت رکھنا، ان کو حقیر و ذلیل سمجھنا، ان کی تخریب کے درپے ہونا حسد ہے۔ یہ ایک ایسی آگ ہے جو محسود کی بجائے خود حاسد کو اس وقت تک جلاتی رہتی ہے جب تک کہ اس کا مقصد پورا نہ ہو اور حسد کے سبب حاسد کی نیکیاں محسود کو منتقل کرتی رہتی ہے۔

اس لئے اس موذی مرض سے بچنے کے لئے ہر مسلمان اپنا دل بڑا۔ اپنا ظرف وسیع اور اپنی نظر بلند کرے۔ ان نعمتوں کے زوال کی خواہش و کوشش کرنے کی بجائے ان نعمتوں کے عطا کرنے والے سے اپنا تعلق قائم کرے۔ اس کا مطیع و فرمانبردار ہو کر اپنے ارادوں اور خواہشوں کو اس کے سپرد کر دے اور اعمالِ حسنہ سے اُسے راضی و خوش کر کے ان نعمتوں کا امیدوار ہو جائے جس کے خزانہ میں ان کی کوئی کمی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہے جس پر یہ جل رہا ہے۔

ثانیاً انسان یہ بھی خیال رکھے کہ حق تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اس کی نظر سے ہماری کوئی ضرورت چھپی ہوئی نہیں ہوتی۔ مگر اس کے مفید یا مضر ہونے کا وہی صحیح اندازہ کر سکتا ہے اور ہمارے نفع و نقصان کو وہ ہم سے بہتر جانتا ہے۔ اس لئے جو مرتبہ و منصب کسی کو حاصل نہیں وہ اس کے مالک و خالق کی نظر میں یقیناً نافع نہیں اور کہ حق تعالیٰ اس کو اس کا کوئی دوسرا نعم البدل ضرور عطا کر چکا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی نعمتیں سب پر برابر تقسیم کرتا ہے۔ مگر ہم ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جیسے کسی کو اس نے صرف علم دیا ہے اور کسی کو اس کے مقابلہ میں عمل کی توفیق دی ہے کسی کو زر و مال دیا ہے اور دوسرے کو اس کے عوض کثیر الاولاد بنا دیا ہے کسی کو یہ دونوں چیزیں دے کر اُسے ان کی محبت میں گرفتار کر کے اپنی رحمت و خوشنودی کے دروازوں سے دھتکار دیا ہے کسی کو تجارت سے مالا مال کیا ہے۔ مگر دیانت و امانت سے محروم رکھا ہے اور یہ ایک غریب کو دے دی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس لئے اگر انسان غور کرے تو وہ اپنے پاس کوئی نہ کوئی برابر کی نعمت ضرور پائے گا۔

ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ سگریٹ یا حقہ نوشوں کی طرح اپنے ہاتھ اور اپنے سرمایہ سے اپنا قلب و جگر نہ جلائے۔ ایسا کرنے سے وہ محسود کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور جو کچھ اسے خدا تعالیٰ نے دے رکھا ہے اس سے وہ نہیں چھین سکتا۔ اس لئے وہ اس طرف دھیان لگانے کی بجائے اپنی حالت کا جائزہ لے جس چیز کی کمی پائے۔ اس کے لئے ہمت و محنت اور سعی و کوشش کرے اور اپنے آپ کو عند اللہ زیادہ انعام و اکرام کا مستحق بنائے۔ تو کچھ عجب نہیں کہ اس کے فضل و کرم سے اس سے بھی زیادہ پائے جس کے لئے حسد کر رہا ہے۔

انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ دنیا کی تمام نعمتوں کو فانی جانے اور ایک فانی چیز کے لئے اپنی بقا کے سامان (نیکیوں) کا بوجہ حسد محسود کو مستحق نہ بنائے اور

Marfat.com

اللہ جلّ جلالہٗ کے غیظ و غضب کو حرکت میں نہ لائے۔ بلکہ نفس پر جبر کر کے حسد کی عداوت کو محبّت میں بدل دے اور محسود کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی وجہ سے تعریف و توصیف کرے تاکہ اپنا رنج و غم جاتا رہے۔

بُخل

اللہ تعالیٰ ارباب بُخل کو واضح الفاظ میں آگاہ کرتا ہے کہ :۔

"جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں بخل کرتے ہیں وہ اس کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ اُن کے لئے بہت بُرا ہے۔ کیونکہ جس میں بُخل کریں گے اس کا طوق بنا کر قیامت کے دن ان کے گلے میں ڈالا جائے گا"

کسی چیز کو اُس کے جائز اور صحیح مصرف پر نہ لانا یا اس کا حق ادا نہ کرنا اور اسے روک لینا بُخل ہے۔ اس کا صدور ان ہی لوگوں سے ہوتا ہے جن کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں اور وعیدوں پر یقیناً و اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لئے سرکارِ دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ :۔

"بخل اور بد خلقی دو ایسی خصلتیں ہیں جو صاحبِ ایمان میں جمع نہیں ہوسکتیں"

تو ایسی حالت سے بچنا بہت ضروری ہے جو دُنیا میں کفر کے دائرہ کے اندر پہنچا دے اور آخرت میں دوزخ کے سانپوں اور اژدہوں کی خوراک بنائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان مال و زر کی معرفت حاصل کرے۔ یعنی یہ جانے کہ یہ مطلوب بالذات نہیں بلکہ اصل مقصود یعنی زندگی اور بندگی کا معین و مددگار ہے تاکہ اس سے ایسے اسباب و وسائل اختیار کرے جن سے زندگی باقی رہ سکے اور اسے حق تعالیٰ کی بندگی میں صرف کر سکے۔ زندگی کی بقا کے لئے صرف بقدرِ ضرورت شدید اپنے پاس رکھے اور جو زائد بچے وہ بحیثیت

Marfat.com

ایک امین کے دوسرے حق داروں میں تقسیم کرنا ہے تاکہ وہ بھی بقائے زندگی کا سامان کر سکیں۔

اپنے نفس کو اس بات کا مشاہدہ کرائے کہ کوئی بھی شخص علم و حکمت، مال و دولت اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اپنی ہر متاعِ عزیز یہیں چھوڑ جاتا ہے جو اکثر اُن کے کام آتی ہے جن کو زندگی میں یہ عزیز نہیں رکھتا تھا بلکہ دشمن جانتا تھا۔ بسا اوقات اس کا جمع کردہ مال اس کی اولاد کے صحیح مصرف میں آنے کی بجائے اسے عیش و عشرت اور گناہ و معصیت میں گرفتار کر کے نہ صرف اس کی نسل تباہ کر دیتا ہے بلکہ اس کے معینِ گناہ ہونے کی وجہ سے اس کے جمع کرنے والے کو بھی عذاب میں گرفتار کرا دیتا ہے۔

پھر یہ دیکھے کہ یہ مال و دولت اس لئے جمع کیا تھا کہ اُس سے اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ اس لئے اس سے آرام و راحت کا سامان کرے۔ عزت و عظمت حاصل کرے مشکل اور مصیبت کے وقت اس سے کام لے۔ مگر اس بات کو بھی نہ بھُولے کہ میں اس دنیا کا مسافر ہوں۔ ایک نہ ایک دن اپنے اصلی وطن کو لوٹنا ہے۔ اس لئے سفر کے دوران میں جس قدر سامان ضروری ہوتا ہے اور جس طرح اُس کی حفاظت کی جاتی ہے سفرِ آخرت کے لئے بھی وہ تمام تدابیر اختیار کرے۔

عام طور پر مسافر روپیہ پیسہ ضائع ہونے کے خیال سے سفر میں اپنے ساتھ نہیں رکھتے بلکہ اسے مقامی بنک میں جمع کرا کر ایک پروانہ وصولی (بنک ڈرافٹ) جہاں پہنچنا ہو وہاں کے بنک کے نام حاصل کر لیتے ہیں تاکہ منزلِ مقصود پر پہنچتے ہی سالم کا سالم روپیہ صحیح سلامت مل جائے اور جن اغراض کے لئے یہ روپیہ جمع کیا گیا تھا وہ حاصل کی جاویں۔

یہی صورت سفرِ آخرت کے لئے اختیار کی جائے اور نفس کو مجبور کر کے ضرورت سے زائد مال و زر یہاں جمع کرنے کی بجائے بصورتِ زکوٰۃ خیرات،

Marfat.com

صدقات، عطیات آخرت کے بنک میں جمع کرتا رہتا ہے تاکہ وہاں پہنچتے ہی پائی پائی بمعہ منافع کے حاصل کر کے راحت و آرام پائے۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو جاتے وقت یہاں سے بھی خالی ہاتھ جائے گا اور آگے بھی مفلس و تہی دست رہ کر عذاب پائے گا۔ اس لئے جس قدر بھی ہو سکے بُخل، حرص، لالچ اور دُنیا کی محبت سے بچتا رہے۔

تکبّر

اللہ جل جلالہٗ خبردار کرتا ہے کہ:۔

"اللہ تکبّر اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ تکبّر کرنے والا کا بہت بُرا ٹھکانہ ہے"

تکبّر اور فخر اسی کے لئے زیبا ہے جو فی ذاتہٖ مختار و مالک ہو۔ ورنہ دوسرے کے عطیہ پر اترانا سراسر حماقت ہے۔ جبکہ وہ ہر آن اپنی دی ہوئی چیز چھین لینے پر قادر ہو۔

انسان کو جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ فی الحقیقت اس کی ملکیت نہیں ہے بلکہ اس کے پاس امانت ہے جس کا اُس نے ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے لیکن جب وہ اس امانت کو اپنی ملکیت سمجھ کر اس پر اترانے لگتا ہے تو وہ عملاً خود کو حق تعالیٰ کا شریک بنا کر اس کی صفاتِ کمالیہ سے انکار کرتا ہے۔ اس کی مخلوق کو حقارت سے دیکھتا ہے اور اس طرح خود کو مستحقِ دوزخ بنا لیتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبّر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا"

اس لئے ہر شخص کو اس سے بچنے کی امکانی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے ترک کے لئے انسان کو اپنی ذات کی معرفت حاصل کرنی ضروری ہے۔ اس لئے ذرا غور کرے اور دیکھے کہ وہ شروع میں لاشئے تھا۔ اس کی

Marfat.com

کوئی حقیقت ہی نہ تھی۔ ایک نجس اور ناپاک ترین قطرہ منی سے اس کی بنیاد پڑی
نُطفہ سے مضغہ گوشت بنا جسے حق تعالیٰ نے ایک خوب صورت سانچے میں
ڈھال کر حیات بخشی۔ مگر اسے اپنی حقیقت سے بے خبر نہ رکھنے کے لئے اس
کے پیٹ میں نجاست بھر دی۔ اس کے اخراج پر اس کی صحت کا مدار رکھا۔
اس کے تذلل کے لئے اسے اپنی نجاست اپنے ہاتھ سے صاف کرنے پر
مجبور کیا۔ جبکہ وہ نجاست کے قریب ایک منٹ کے لئے بھی ٹھہرنا گوارا نہیں کرتا۔
پھر اسے ہر چیز کے لئے اپنا محتاج بنایا۔

آغاز کے بعد ذرا انجام پر نظر دوڑائیے کہ گوشت و پوست کا یہ ڈھانچہ
صرف جان یعنی روح سے ہی متحرک ہے جو اُس کے اپنے قبضہ میں ہے۔
جس وقت چاہتا ہے نکال لیتا ہے۔ جونہی روح جسم سے جُدا ہوتی ہے۔
یہ عزیز ترین جان بے جان ہو کر عزیز و اقربا کے لئے وبال بن جاتی ہے۔ وہ
اسے پہلے کی طرح اپنے سینے میں لگانے یا اپنے گھر میں رکھنے کی بجائے
ہر ممکن عجلت کے ساتھ اسے زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ تاکہ یہ گل سڑ کر
گھر کو متعفن نہ کر دے۔ وہاں یہ کیڑوں مکوڑوں کی غذا بن کر جزو خاک
بن جاتا ہے۔ پھر معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ اُسے ایک دن پھر زندہ ہو
کر حساب کتاب اور حشر نشر کے لئے اپنے ہی مالک و مختار کے پاس
پیش ہونا ہے جس کی خیانت کی تھی۔ اس لئے جیسا اس کے ساتھ اس نے
معاملہ کیا تھا ویسا ہی اس سے سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت نہ علم و تقویٰ نے
کسی کام آئے گا نہ حسب و نسب کا خیال رکھا جائے گا اور نہ ہی مال و
جمال کوئی مدد کر سکے گا۔

اس لئے ہر وقت اور ہر حالت میں اپنی حقیقت پر نظر رکھے۔ کسی چیز کو
اپنی ملکیت نہ سمجھے۔ بلکہ اپنے پاس امانت جانے اور اسے مالک کی خواہش و مرضی
کے خلاف تصرف میں نہ لائے۔

Marfat.com

حرص

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"شبہات کی حرص نے تم کو غفلت میں رکھا، یہاں تک کہ قبروں میں جا پہنچے۔"

کوئی چیز بذاتِ خود نہ اچھی ہے نہ بُری ہے۔ اس کا استعمال اُسے اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے۔ مادہ حرص ہر شخص میں موجود ہے مگر وہ اس معاملے میں صاحبِ اختیار ہے کہ اس سے نیکیاں جمع کرنے کا کام لے یا گناہوں کا ذخیرہ کرے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں :-

"زیادہ کھانا اور پیٹ بھرنے کی ہوس کرنا بیسیوں گناہوں کی جڑ ہے کیونکہ اس سے جماع کی خواہش بڑھتی ہے تو مال حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کیونکہ شہوتیں مال کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس کے بعد طلبِ جاہ کی خواہش ہوتی ہے۔ کیونکہ جاہ کے بغیر مال کا حاصل ہونا دشوار ہے اور جب مال و جاہ کی خواہش پیدا ہو گی تو تکبر، ریا، حسد، کینہ، عداوت، غرضیکہ بہتیری آفتیں جمع ہو کر دین کی تباہی کا پورا سامان کر دیں گی۔"

اس لئے ایسی حرص نہ کرے جو گرفتار مصیبت و معصیت کر دے۔ روٹی اتنی کھائے جس سے زندگی قائم رہے۔ پانی اتنا پئے جس سے پیاس رفع ہو۔ کپڑا اتنا پہنے جس سے ستر پوشی ہو۔ مکان ایسا ڈھونڈے جو رہائش کے لئے مکتفی ہو۔ علم اتنا پڑھے جس پر عمل کر سکے۔ مال و دولت اسی قدر اپنے پاس رکھے جو پریشانی کا باعث نہ ہو۔ وعدہ ایسا کرے جو پورا کر سکے۔ تعلقات اتنے رکھے جو نباہ سکے۔ کلام اتنا کرے جو ضروری ہو۔ مباشرت اتنی کرے جتنی اضافۂ نسل کے لئے ضروری ہو۔

Marfat.com

البتہ اس بات کا حریص ضرور رہے کہ زبان و شرمگاہ محفوظ رہے۔ پیٹ ضرورت سے زیادہ نہ بھرے۔ قلب میں صفائی اور آنکھوں میں بصیرت پیدا ہو۔ خشیت و انکساری بڑھتی رہے۔ معرفتِ الٰہی کے دروازے کھلتے رہیں۔ مال و دولت حاجت مندوں تک پہنچتا رہے۔ وسعت بھر کسی سائل کا سوال رد نہ کرے۔ توکّل و تقویٰ، اخلاص و خلق، صبر و شکر میں اضافہ ہوتا رہے۔ اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ اسبابِ عذاب کم ہوتے جائیں اور وسائلِ ثواب بڑھتے رہیں۔ دنیا کی محبت گھٹتی جائے اور دین کی رغبت بڑھتی جائے۔

ریاء

اللہ جلّ شانہٗ تنبیہ فرماتے ہیں کہ :-

"اُن کے لئے بڑی خرابی ہے جو ریاکاری کرتے ہیں۔"

رضائے خالق کی بجائے رضائے مخلوق کی طلب و جستجو کا نام ریا ہے۔ اس لئے اُسے شرکِ اصغر کہا گیا ہے۔ ریاء و نمائش ایک ایسا لذیذ مرض ہے جو دوسروں کو دھوکہ دینے والے کو خود دھوکہ میں رکھ کر اس کے عملِ خالص کو ناقص، مقبول کو مردود، عبادت کو معصیت اور ثواب کو عذاب بنا دیتا ہے۔ اس لئے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ :-

"اگر کوئی شخص روزہ رکھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے سر اور ڈاڑھی اور ہونٹوں کو تیل سے چکنا کر لیا کرے تاکہ لوگ اس کو روزہ دار نہ سمجھیں۔ خیرات کیا کرے تو اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ اور نمازِ نفل پڑھے تو پردہ ڈال لیا کرے تاکہ کوئی نہ دیکھے۔"

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نفس کے تقاضوں پر آخرت کے فائدوں کو ترجیح دے۔ دنیا کی شہرت پر خوش ہونے کی بجائے آخرت کی رسوائی سے ڈرے۔ اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں سے

Marfat.com

منافقت نہ کرے۔ اپنے اعمالِ حسنہ کو نمائش کی بجائے ترغیب کا ذریعہ بنائے۔ اپنی عبادتوں کو لوگوں سے مخفی رکھے۔ فوائدِ دنیوی کا ذریعہ نہ بنائے۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ مخلوق کی خوشنودی پر اللہ کی رضا کو ترجیح دے۔ اور اپنی تعریف و توصیف کا خواہاں ہونے کی بجائے اپنی ذلت و رسوائی سے ڈرے۔

اظہارِ علمیت کے لئے تصنع و بناوٹ سے کام نہ لے۔ اظہارِ مصروفیتِ امورِ دین کے لئے پراگندہ حال نہ رہے۔ اظہارِ تصوّف کے لئے صوفیانہ وضع قطع نہ بنائے۔ اظہارِ بزرگی کے لئے بزرگانِ دین سے رشتہ نہ گانٹھے۔ اظہارِ زہد ورع کے لئے عابد و پارسا نہ بنے۔ اظہارِ مراقبہ و مجاہدہ کے لئے آواز پست نہ کرے۔ اظہارِ محویت و استغراق کے لئے رفتار سست نہ کرے۔ اظہارِ روزہ کے لئے بدن کو شکستہ و ضعیف نہ بنائے۔ اظہارِ شب بیداری کے لئے غنودگی نہ دکھلائے۔ حصولِ شہرت کے لئے حاشیہ نشین و مرید نہ بنائے۔ لوگوں کو آستانہ بوس کرنے کے لئے کشف و کرامات نہ جتلائے۔

دادِ شجاعت حاصل کرنے کے لئے بہادری کے جوہر نہ دکھائے۔ اظہارِ سخاوت کے لئے مال وزر نہ بانٹے۔ حصولِ ہمدردی کے لئے آہ و افغاں نہ کرے۔ محقق و محدّث ظاہر کرنے کے لئے کوئی فتوے نہ دے۔ ذاتی اغراض کے لئے قوم کی نمائندگی نہ کرے۔ اعتماد پیدا کرنے کے لئے دینداروں کی وضع اختیار کر کے دوسروں کا مال ہضم نہ کرے۔ اولیاء اللہ کا سوانگ رچا کر فسق و فجور، طمع و حرص، عیش و عشرت اور لہو و لعب کا سامان نہ کرے۔

حصولِ رشوت کے لئے عدل و سخت گیری نہ دکھلائے۔ روپیہ بٹورنے کے لئے تجارت و وکالت نہ کرے۔ ہوس رانی کے لئے مرثیہ خوانی نہ کرے۔ حاجی کہلانے کے لئے حج نہ پڑھے اور اظہارِ فکرِ آخرت کے لئے غمگین صورت نہ بنائے۔ بلکہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے

Marfat.com

کی کوشش کرتا رہے۔

مگر ریا کے خوف سے طاعت و عبادت ترک نہ کرے۔ اس کا دنیا میں بدلہ نہ چاہے۔ اس کی اگر کوئی مدح کرے تو نفس کی معصیتوں کی خود قدح کرے تاکہ دل میں عجب و غرور پیدا نہ ہو۔

خُود پسندی

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ :-

"اپنے نفس کو پاک وصاف اور اچھا نہ سمجھا کرو۔"

خود پسندی تکبّر کی ہی ایک شاخ ہے۔ تکبّر کا مریض دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور عُجب کا شکار اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ وہ دوسروں کی فکر نہیں کرتا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا حق سمجھتا ہے اس کا فضل و کرم نہیں سمجھتا اور نہ اُن کے چھن جانے کا خوف رکھتا ہے۔

اس لئے جس کو جو خوبی عطا ہوئی ہے وہ اس پر نہ اترائے بلکہ ترساں و لرزاں رہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک نعمت یا عطیہ ایسا عطا کیا ہے جس کی عزت، عظمت اور حفاظت اگر صحیح طور پر نہ ہو سکی تو اس امانت میں خیانت ہو گی اور کچھ عجب نہیں کہ منعم حقیقی ہماری بے قدری یا خیانت کے پیشِ نظر اس سعادت و عنایت سے ہمیں محروم کر دے۔

یہ بھی نہ سمجھے کہ اسے حسن و جمال، اولاد و مال، عدالت و شجاعت، علم و حکمت وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہے اس کا وہ مستحق تھا۔ ممکن ہے کہ یہ چیزیں امتحان و آزمائش کے لئے دی گئی ہوں۔ اس لئے ان پہ ناز نہ کرے۔ انہیں اپنے لئے ایک فتنہ سمجھے۔ ان کی مضرتوں سے بچتا رہے اور ان سے اتنا انتفاع کرے جتنا طاعات و عبادات کے لئے ضروری ہے۔

اپنی حقیقت سے بھی باخبر رہے کہ اس کا قصد و ارادہ، اختیار و اقتدار

Marfat.com

اور جسم و جان کچھ بھی اپنا نہیں۔ سب کچھ عطیۂ خداوندی ہے جو اُسی کے اختیار میں ہے۔ یہاں تک کہ انسان امورِ اختیاریہ میں بھی بے بس و عاجز ہے کیونکہ وہ بھی اس کی مشیت کے بغیر صادر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اپنی کسی خوبی یا کمال کا حسبِ خواہش ثمرہ مرتب نہ ہونے پر ملال بھی نہ کرے کہ میرے زہد و ورع کے باوجود میری دُعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ یا بدعا سے دشمن کیوں پامال نہ ہُوا۔ بلکہ اسے عنداللہ غیر مقبول و مردود جانے اور کسی مردِ کامل سے تزکیۂ نفس کا علاج کرائے۔

علم کو عمل سے بیگانہ نہ رکھے۔ دولت کو عشرت میں صرف نہ کرے۔ قوت کو شہوت میں ضائع نہ کرے۔ حسن کو ہوس کا شکار نہ ہونے دے۔ طاعات کو نمائش کا سامان نہ بنائے۔ عقل و فکر کو مشاہدۂ حق میں مصروف رکھے اور غور و فکر سے سامانِ آخرت جمع کرے اور نہ ہر چیز کو اپنے لئے آفت سمجھے۔

حُبِّ جاہ

اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے :-

”ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جس کو چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کرے“

حبِ جاہ ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو حق تعالیٰ کی ہمسری کے لئے مجبور کر کے اُسے فرعون کی برادری میں شامل کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اُن کے صحیح و جائز مصرف میں لا کر عند اللہ معزز و مقبول بننے کی بجائے ان کے غلط اور ناجائز استعمال اور ان کی نمود و نمائش سے عندالناس معزز و مشہور ہونے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ دنیوی عزّت و شہوت اخروی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتی ہے اس سے بچنے کی فکر بھی لازم ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ علم و تقویٰ کو تعظیم و تکریم کا ذریعہ نہ بنائے۔ مال و

Marfat.com

دولت لوگوں کو متبع و فرمانبردار بنانے پر خرچ نہ کرے۔ حسن و جمال کی نمائش سے لوگوں کو اپنا گرویدہ نہ بنائے۔ آرائش و زیبائش کے ذریعے لوگوں کو اپنی تعریف و توصیف کے لئے مجبور نہ کرے۔ تدبیر و سیاست کو اقتدار و شہرت کا زینہ نہ بنائے۔ منصب و عہدہ کو عزت و منفعت کا ذریعہ نہ بنائے۔ ارباب اقتدار سے میل جول بڑھا کر عوام کو مرغوب کرنے کی کوشش نہ کرے کہ یہ سب چیزیں عارضی اور فانی ہیں۔

عزت چاہتا ہے تو مقبول خدا بننے کی کوشش کرے شہرت چاہتا ہے تو عالمِ ملکوت یعنی اللہ تعالیٰ کی پاک و برگزیدہ مخلوق فرشتوں میں شہرت حاصل کرے۔ مال و زر میں برکت چاہتا ہے تو خیرات و صدقات میں سبقت کرے حسین رہنا چاہتا ہے تو حسنِ معاشرت پیدا کرے۔ آرائش و زیبائش کا خواہاں ہے تو اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ رہے، سیاست میں فضیلت چاہتا ہے تو اخلاص پیدا کرے۔ منصب چاہتا ہے تو استحقاق پیدا کرے اور حکومت چاہتا ہے تو صالح بن جائے۔ کہ ان سب باتوں کو دوام اور بقا حاصل ہے۔ ورنہ خود فریبی سے باز آجائے تصنع و بناوٹ سے کام نہ لے، گوشہ نشینی اختیار کرے اور جس حال میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس پر قناعت کرے۔

حُبِّ مال

مولیٰ پاک کا فرمان ہے :-

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے"

دنیا میں اکثر لوگ زیادہ سے زیادہ روپیہ جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور جس کام میں زیادہ نفع دیکھتے ہیں فوراً اسے اختیار کرتے ہیں مگر قلیل لوگ ایسے ہیں جو زر و مال کے فتنہ میں مبتلا ہونے کی بجائے ایسا سرمایہ جمع کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں جو ہر قسم کے ٹیکس سے آزاد اور ہر خطرہ سے محفوظ ہو

Marfat.com

بلکہ کم ہونے کی بجائے یوماً فیوماً بڑھتا رہتا ہے اور عذابِ قبر سے بھی بچاتا ہے۔ جو مرض الموت کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس بات سے مطمئن ہوتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ راہِ خدا میں خرچ کر کے دارالآخرت میں جمع کر چکا ہے۔ لیکن جس نے مال و دولت اپنے ہاتھ میں رکھا اسے اس کے چھن جانے کا خیال پریشان کر دیتا ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں شیطان لعین اس کے ایمان پر آخری حملہ کرتا ہے اور ناصح مشفق بن کر اُس کے پاس آتا ہے۔ اُسے خدا کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے اُکساتا ہے کہ جسے تُو اپنا خدا بنائے پھرتا تھا اس نے تمہارے ساتھ ایسے وقت میں کیا ہی بُرا سلوک کیا کہ تیرے گاڑھے پسینہ کی کمائی تجھ سے چھین کر تیرے ان رشتہ داروں کو دلا رہا ہے جو زندگی میں تیری شکل بھی نہ دیکھنا چاہتے تھے۔ بس اکثر اوقات یہ تیر نشانہ پر بیٹھتا ہے۔ انسان کے دل میں حق تعالیٰ کے خلاف غیض پیدا ہوتا ہے اور اس کا خاتمہ کفر پر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اربابِ مال و زر کے حق میں یہ بددعا دی:

"ابن زر تباہ ہو، نگوں سار ہو، اُس کے کانٹا چُبھے تو کوئی نکالنے والا نہ ملے۔"

اس لئے ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ مال و دولت کی دل میں محبت نہ رکھے۔ اُسے فتنوں کا سبب جانے کہ اس کی کثرت سے ہی انسان مبتلائے گناہ ہو جاتا ہے۔ جذبہ رحم و کرم سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی حفاظت اور اضافہ کی فکر میں ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ کروڑوں روپیہ پاس رکھنے کے باوجود اُسے سکونِ قلب نصیب نہیں ہوتا۔ وہ اپنے وارثانِ بازگشت کو دشمن سمجھتا ہے جو زر و مال کی کشش کی وجہ سے اس کی فوری موت کے متمنی ہوتے ہیں۔ یا خود اُس کے اسباب پیدا کر کے اُسے موت کی نیند سُلا دیتے ہیں۔ سائلوں اور محتاجوں سے ترش روئی و تلخ کلامی سے پیش آتا ہے جس سے اُن کا دل دُکھتا ہے اور عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے اور غضبِ الٰہی حرکت میں آتا ہے۔

زر و مال اپنی اولاد کے لئے جمع نہ کرے ایسا کرنا حق تعالیٰ کے رزاق

Marfat.com

ہونے کا انکار کرنا ہے جو تمہیں دے سکتا ہے وہ انہیں بھی دینے پر قادر ہے۔ اور پھر کیا پتہ کہ جن کے لئے یہ دولت جمع کر رہے ہو وہ اسے نیک مصرف میں لائیں گے یا عیش و عشرت میں تباہ کر کے تمہارے لئے عذاب کا سامان تیار کریں گے اسے اپنے اوپر بھی حرام نہ کرے۔ یعنی اپنے جائز اخراجات آرام و آسائش اور خوراک و پوشاک پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے، تنگی اور کنجوسی سے گزارہ نہ کرے کہ یہ کفرانِ نعمت ہے۔

سرمایہ کے باوجود دوسروں کے مال پر للچائی ہوئی نظر نہ رکھے اور کسی ایسی چیز کے لئے کسی سے سوال نہ کرے جو بآسانی خود خرید سکتا ہے۔ اس طرح نہ صرف خود کو دوسروں کی نظروں میں حقیر و ذلیل کرنا ہوتا ہے بلکہ خودداری جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنے تذلل کو اپنا ہنر سمجھنے لگتا ہے۔

چند روپلی، سنہری سکوں کے عوض متاعِ دین و ایمان نہ بیچے۔ یعنی غلط بیانی اور دروغ حلفی سے روپیہ اینٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ نہ جبہ و عمامہ، ریش و تقدیس، محراب و تسبیح کی آڑ لے کر دوسروں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرے۔

کسبِ زر کے لئے حرام ذرائع اختیار نہ کرے۔ مثلاً شراب فروشی، سودخواری بدکاری اور استحصال بالجبر سے کام نہ لے۔

مال و زر دوسروں کے لئے جمع نہ کرے بلکہ جس قدر ہو سکے اپنے ہاتھ سے اپنے ابدی اور اخروی فائدہ کے لئے جمع کرے اور دینے والے کی راہ میں خرچ کر کے اسی کے پاس ہی اندوختہ کرے تاکہ ہر قسم کی مضرت و خطرے سے محفوظ رہے۔

Marfat.com

۴

بابُ الحقوق

Marfat.com

آدابِ حق تعالےٰ

خالقِ کون و مکاں کا اپنی مخلوق کے متعلق ارشاد ہے :-

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو ویسا نہیں پہچانا جیسا پہچاننے کا حق تھا"

جس نے حضرتِ انسان کے لئے باغِ دُنیا کو زینت بخشی اس کی ہر چیز کو اس کی خدمت پر مامور کیا اُسے غلیظ مادہ سے نکال کر احسنِ تقویم میں ڈھالا۔ اشرف المخلوقات کا شرف بخش کر اس کی بہتری و نجات کے لئے طاعات و عبادات کا اختیار دیا۔ خود دستورِ حیات مقرر فرما کر ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء و اولیاء کو مامور فرمایا۔ اس کا جتنا بھی ادب و احترام کیا جائے کم ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسے اسماء الحسنیٰ سے یاد کرے۔ اتنا یاد کرے کہ اس کے سوا کوئی یاد نہ رہے۔ اسے عاجزی و انکساری اور اخلاص و محبت سے پکارے۔ اسی کی طرف بھاگے اسی سے رجوع کرے۔ اسی کی طرف متوجہ رہے۔ اسی سے خوف و توقع رکھے۔ اسی سے مدد مانگے۔ اسی پر بھروسہ کرے۔ اسی کی پناہ مانگے۔ اسی کی بخشش چاہے۔ اسی کا فضل تلاش کرے۔ اسی کی راہ پر چلے۔ اسی کے لئے جئے اور اسی کے لئے مرے۔

اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کی رضا و محبت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ محبت و بغض یا احسان و دریغ صرف اسی کی خاطر کرے۔ اس کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان پر عمل کرے۔ اپنی رائے کو ان میں دخیل نہ کرے۔ اس کی کسی بات میں شک و شبہ نہ کرے نہ جھٹلائے۔ نہ مذاق کرے نہ عیب نکالے۔

اسی کی عبادت کرے اسے ہی اپنا مربی و پروردگار جانے۔ اُس کے

Marfat.com

سوا کسی کو صاحبِ اختیار و اقتدار، ولی و کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا، حامی و ناصر، دستگیر و فریادرس نہ سمجھے۔ ہر چیز کو اس کی ملکیت اور امانت سمجھے۔ اس کی پسند کو پسند بنائے۔ اس کی ناموافقت کو آفت جانے اور ہر شعبۂ زندگی کو اس کی مرضی و منشاء کے تابع بنائے۔

اسے ہر وقت قریب جانے۔ جب بھی اس کا نام لے یا سنے ادب و احترام سے جھک جائے۔ حمد و تسبیح میں مشغول ہو جائے۔ جہاں بھی کوئی تحریر شدہ کاغذ پڑا پائے اسے اٹھا کر کسی ایسی جگہ محفوظ کر دے جہاں اس کی بے ادبی کا امکان نہ ہو۔ کیونکہ ہر لفظ میں اللہ تعالیٰ کے نام کا کوئی نہ کوئی جز شامل ہوتا ہے۔ یہی صدیقِ اکبرؓ کا محبوب مشغلہ تھا جہاں ایسے کاغذ پڑے ہوں وہاں پیشاب وغیرہ بھی نہ کرے اور نہ تحریر شدہ کاغذوں کو ناپاک اغراض کے لئے استعمال کرے۔

آدابُ النبیؐ

وجہِ موجودات، خاتم النبیین، سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض آداب خود مولا پاک نے یوں تعلیم فرمائے کہ مسلمان :-

"ان کی جان کو اپنی جان سے عزیز سمجھے۔ ان کا ساتھ دے، ان کی اجازت کے بغیر کسی کام میں سبقت نہ کرے۔ ان کی مجلس سے بلا اجازت اٹھ کر نہ جائے۔ ان کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔ اُن سے اس طرح کھل کر نہ بولے جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولتے ہو۔ اُن کے دین کی مدد کرے ان کی تعظیم کرے۔ انہیں تکلیف نہ پہنچائے اور اُن پر درود و سلام بھیجے"۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ :-

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد بھی وہی ہے جو حالتِ حیات میں تھا"۔

Marfat.com

اس لئے آپؐ کے نام، قربِ مقام، کلام اور احکام سب کی تعظیم واجب ہے۔ نام کی تعظیم یہ ہے کہ جب آپؐ کا نام لیا جائے درود شریف پڑھے۔ قربِ مقام کی تعظیم یہ ہے کہ مسجدِ نبویؐ میں بلند آواز سے نہ بولے۔ کلام کی تعظیم یہ ہے کہ حدیث شریف کے درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے وقت آواز پست رکھے۔ احکام کی تعظیم یہ ہے کہ عبادات و عادات، خواہشات و جذبات، حرکات و سکنات، معاشرت و معاملات ان کی سنت و ہدایات کے مطابق ہوں۔ ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی نہ کرے۔

خدا کے بعد انہیں ہی بزرگ و برتر، حجت و سند سمجھے، انہوں نے جس بات کا حکم فرمایا ہے اسے بلا چون و چرا قبول کرے جس سے منع فرمایا ہے اس سے رُک جائے۔ اسے ہدفِ طعن و تشنیع، بحث و تنقید، تمسخر و استہزاء نہ بنائے۔ ان کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے نہ کسی کی اس درجہ ذہنی غلامی قبول کرے۔ نہ ان کو سجدہ کرے اور نہ ان کی عبادت کرے۔

حضورؐ نے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اسے سچ سمجھے اور سچ مانے۔ اس میں شک و شبہ نہ کرے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ جس امر میں بھی کوئی حدیث وارد ہوئی ہے۔ اس میں اتباع و اقتداء کرے۔ جس طرح بعض کم فہم قرآن کے متشابہات کے مطالب و معانی سمجھنے کی فکر میں پڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض کج فہم حدیث کی مناسبات کی بحث میں اُلجھ کر فتنہ پیدا کرنے میں مصروف ہیں ان دونوں سے بچنا لازم ہے۔

حاکم و بیہقی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شنبہ یا پنج شنبہ کے دن پچھنے لگوانے سے برص کا اندیشہ ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :-

"ایک محدث نے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر قصداً شنبہ کے دن پچھنے لگوائے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برص میں مُبتلا ہو گئے۔ چند روز بعد

Marfat.com

ایک شب رسولِ مقبولؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مرض کی شکایت کرنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا جیسا کیا ویسا بھگتو۔ شنبہ کے دن پچھنے کیوں لگوائے تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ حضورؐ اس حدیث کا راوی ضعیف تھا۔ آپؐ نے فرمایا حدیث تو میری ہی نقل کرتا تھا (یعنی میری طرف نسبت کرنا درجۂ موضوعیت میں نہ تھا۔ بیانِ خاصیت عمل کا تھا۔ حلال حرام کا نہ تھا۔ صرف عمل کرنا ہی احتیاط کی بات تھی۔ حضرت تھانویؒ) صبح کو آنکھ کھلی تو مرض کا نشان نہ تھا۔"

مخبرِ صادق کی باتوں میں مناسبت و خاصیت پوچھنا مگر ایک دنیوی طبیب کے نسخہ پر، ایک بازاری نجومی کی پیش گوئی پر، ایک فاسق و فاجر کی گواہی پر، خود غرض دوست کے وعدوں پر۔ اقتدار کے بھوکے لیڈر کی پالیسی پر۔ ماہرینِ سائنس کے تخمینوں پر۔ لاسلکی یا وائرلیس کے پیغاموں پر ایمان لانے کے برابر یقین کرنا۔ سب سے بڑی بے ادبی ہے۔ جن کے ادب و احترام کا اہتمام خود حق تعالیٰ نے کیا ہو۔ ان کی بے ادبی کرنا اپنی دنیا و دین کو خراب کرنا ہے۔

حضورؐ کو حق تعالیٰ نے خود اپنے دو متبرک نام "رؤف" و "رحیم" عطا فرما کر قرآن پاک میں حضورؐ کا ان ناموں سے ذکر فرمایا کہ وہ اپنی امت کی بھلائی کے لئے بہت حریص ہیں اور تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے۔ ایسے شفیق و مہربان کے ارشاداتِ عالیہ کو موضوعِ بحث بنانا۔ ان کی سنت و ہدایت سے انکار و انحراف کرنا دراصل انہیں اذیت پہنچانا ہے۔ جو اپنے محسن سے یہ سلوک کرے وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔

سب مقامات سے نازک ترین مقام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ ادب ہے جہاں جبرائیل علیہ السلام کو بھی محتاط ہونا پڑتا تھا۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے لگا لیجئے کہ بیت الخلا میں داخلہ کے وقت اعوذ باللہ من الخبث والخبائث پڑھتے ہوئے لامحالہ اللہ شانہٗ کا نام لینا پڑتا ہے۔ مگر وہاں حضورؐ کا

Marfat.com

نام لینا کمال بے ادبی اور گناہ ہے۔ اس لئے ناپاک ہونے کی حالت میں اور ناپاک جگہ پر حضورؐ کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ افضل یہ ہے کہ باوضو ہو کر نام لے اور اس معاملہ میں جتنی بھی احتیاط ہو سکے کرے۔

آدابِ شیخ

اللہ جل شانہٗ نے رشد و ہدایت کے سلسلہ میں ایک واضح اور جامع اصول بیان فرمایا ہے کہ :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جو (ہدایت) دیں وہ لے لو اور جس (بات) سے منع کریں (اس کو) چھوڑ دو"

یہی اصول اتباعِ جانشینانِ مسندِ نبوت کے سلسلہ میں قابلِ پابندی ہے۔ مسلمان کے لئے اس کا قرب اسے دنیا سے نفرت دلائے اور اللہ کی طرف راغب کرے ورنہ وہ اس سے احتراز کرے۔

بیعت یا تعلقِ اصلاح تصرفات، کشف و کرامات، مطالبِ دنیا، حوائجِ نفس، بخششِ آخرت، یا تعویذ گنڈوں کے لئے نہ کرے۔ صرف اتنی غرض رکھے کہ میرا دین اور ظاہر و باطن درست اور صحیح ہو جائے۔ جب یہ صحیح ہو گیا تمام متعلقات و خواہشات خود بخود پوری ہو جاویں گی۔

کسبِ فیض کے لئے شیخ کو صادق القول جانے۔ اس کی رائے کو واجب التسلیم سمجھے۔ کسی چیز میں کلام نہ کرے۔ نہ اس سے شرعی یا عقلی دلائل کا طالب ہو۔ اپنے ظاہر و باطن غرضیکہ ہر حال سے اپنے شیخ کو مطلع رکھے زجر و توبیخ یا اجرائے حدِ شرعی کے خوف سے کوئی خطا یا گناہ اس سے نہ چھپائے اور اس کے ہر قول اور ہر فعل کو قابلِ پابندی سمجھے جو شریعت کے مطابق ہو۔ اسے سجدہ نہ کرے معبود نہ بنائے۔

شیخ سے صحیح عقیدت و محبت رکھے۔ اس کے پاس پاک صاف ہو کر جائے

Marfat.com

اگر وہ مصروف نہ ہو تو سلام کرے ورنہ خاموش رہے۔ وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو مصافحہ کرے۔ خود مصافحہ کے لئے ہاتھ نہ بڑھائے۔ اُن کے پاس باادب بیٹھے۔ نظریں نیچی رکھے۔ کلام مختصر کرے۔ کسی دوسرے سے کلام نہ کرے۔ نہ کسی کا قول مخالف ذکر کرے۔ وظیفہ وغیرہ بھی نہ پڑھے۔ نہ کوئی غیر ضروری اور ہنسی مخول کی بات کرے۔ ہمہ تن شیخ کی طرف متوجہ رہے۔ جو کچھ وہ بیان کرے اسے بخوبی سمجھ اور یاد کرلے تاکہ اس پر عمل کر سکے۔ اس کے روبرو کوئی چیز نہ کھائے نہ پئے۔ اِلّا کہ وہ اس کی اجازت دے۔ اس کی اجازت کے بغیر مجلس سے نہ اُٹھے اور نہ اُس کی کوئی چیز استعمال کرے۔

شیخ کی مجلس کے علاوہ کسی دوسرے صاحبِ طریقت کی مجلس میں بلا اجازت نہ جائے نہ اُسے بُرا جانے۔ جو درود یا وظیفہ شیخ بتلائے وہی پڑھے۔ باقی سب ترک کر دے۔ شیخ کی غیبت میں اس کے حقوق کی حفاظت کرے۔ کسی دوسرے کا سلام و پیام اُن تک نہ پہنچائے۔ صرف اپنے کام سے غرض رکھے۔ شیخ کے باقی آداب وہی ہیں جو عالمِ دین کے ہیں۔

آدابِ مُرید

ارشادِ حق تعالیٰ ہے :۔

"تمہارے پاس تم میں سے ایک پیغمبر آچکا ہے اس کو تمہاری تکلیف ناگوار ہے۔ تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور مسلمانوں پر بہت ہی شفیق و مہربان ہے"

اس لئے شیخ بھی بحیثیت جانشین و وارثِ نبوت اپنے مریدوں سے شفقت و محبت کا سلوک کرے۔ غیر معمولی سختی سے کام نہ لے کہ وہ مایوس ہو کر دُور ہو جائیں اور اصلاح و تربیت کا موقع جاتا رہے۔ تکلیف و مشکل کے وقت ان کی زیادہ دل جوئی و غم خواری کرے اور ان کی تکلیف و غم کے ازالہ کی

Marfat.com

کوشش کرے۔

مرید کو آزاد نہ چھوڑے ۔ ضرورت سے زیادہ عفو و مسامحت سے کام نہ لے کبھی کبھی تخلیہ میں تنبیہ، زجر و توبیخ بھی کرے۔ اس کے ہر قول و فعل کا محاسبہ کرتا رہے۔ اسے رخصت کی اجازت نہ دے کہ یہ عوام کے لئے ہیں سالک کے لئے نہیں۔ بلا ضرورتِ شدیدہ اس کے سامنے دقیق مسائل از قسم مکاشفات و کرامات بیان نہ کرے۔

چونکہ آج کل عام طور پر ہمتیں پست اور قلوب میں رغبت کم ہے اس لئے اذکار و خلوات و مجاہدات ایسے سہل تجویز کرے جو آسانی سے انجام پا سکیں۔ تربیت کے لئے مرید کو کسی کسی وقت اپنی مجلسِ خاص میں شمولیت کا موقعہ ضرور دے اور اس کے اچھے حال پر اس کی بہ طریقِ مناسب ہمت افزائی کرے۔ برے حال میں اس کی توجہ اس طرف سے ہٹانے کی کوشش کرے۔

اگر مرید اپنی عقل پر چلے یا خلافِ شریعت فعل پر اصرار کرے یا عزت و عظمت سے پیش نہ آئے تو اسے اپنی مجلس یا خانقاہ میں آنے سے روک دے کہ یہ دوسروں کو بھی خراب کرے گا۔

آدابِ والدین

ادب و احترام کے لحاظ سے والدین کا مقام خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ اظہارِ شکر کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ نے اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ یعنی میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔ فرما کر ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ عبادات کے معاملہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ والدین کو جہاد پر افضل فرمایا ہے کہ اگر جہاد افضل العبادات ہے اور والدین کی اجازت کے بغیر حج جیسی عبادت کو ناجائز قرار دیا ہے بلکہ انہیں اولاد کے لئے جنت و دوزخ فرمایا ہے کہ اگر والدین سے

Marfat.com

حسنِ سلوک کیا تو جنت ملے گی ورنہ دوزخ۔ والد سے والدہ کا حق اللہ تعالیٰ نے فائق فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ مہینوں اُسے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ دوسال تک اپنا دودھ پلاتی ہے۔ اس کی پرورش و تربیت کے سلسلہ میں ہزاروں تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرتی ہے۔

اس لئے ہر انسان والدین کے ادب و احترام میں خصوصی توجہ کرے اور ہر مسلمان سوائے شرک اور غیر شرعی امور کے ہر معاملہ میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ خواہ وہ اس پر ظلم و زیادتی ہی کریں یہاں تک کہ اگر اسے اپنی محبوب و پسندیدہ بیوی کو طلاق دینے کو کہیں تو بلاعذر طلاق دیدے۔

والدین سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ اپنے آرام و لطف کو ان کی آسائش و راحت پر قربان کر دے جس قدر ہو سکے اُن کی مالی امداد کرے۔ خواہ وہ کافر ہی ہوں۔ ان کے ذمّہ اگر کوئی قرض ہو تو ادا کر دے۔ انہیں پریشان نہ ہونے دے۔ یعنی ایسے افعالِ بد سے باز رہے جو اُن کی پریشانی کا موجب ہوں۔

ان کی قولاً و فعلاً تعظیم کرے۔ ان سے بے ادبی، گستاخی، شوخی، درشت کلامی اور بدزبانی سے پیش نہ آئے۔ ان کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائے۔ شفقت و انکساری سے پیش آئے اور ان کے لئے دُعا کرتا رہے۔ بڑھاپے میں ان کا اور بھی زیادہ نازبردار بن جائے اور ان سے اس طرح بات کرے جیسے خطاوار ملازم سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔

ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دُعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقاتِ مالیہ کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔ ان کے ملنے والوں سے بھی حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔ اگر ہو سکے تو ان کی مالی اعانت یا بدنی خدمت کرے اور گاہے گاہے والدین کی قبر پر بغرض فاتحہ و زیارت جایا کرے۔

٭

Marfat.com

آدابِ اولاد

اولاد کی تعلیم و تربیت کا اگر صحیح طور پر انتظام کیا جائے تو وہ باعثِ رحمت ثابت ہوتی ہے ورنہ موجبِ زحمت ہوتی ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے اس کو فتنہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جنہیں حاصل نہیں وہ بیتاب ہیں اور جنہیں حاصل ہے ان سے اکثر بیزار ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ نیک بخت بیوی سے نکاح کرے تاکہ اولاد اچھی ہو۔ افلاس کے خوف سے افزائش نسل کے وسائل قطع نہ کرے۔ والدہ بچے کی شیر خوارگی کی مدت پوری کرے۔ اگر یہ خود خدمت نہ کرسکے تو دودھ چھڑا دے یا اس کے لئے کوئی نیک سیرت انا یعنی دایہ مقرر کرے۔ اسے شروع سے ادب سکھائے۔ اس سے بڑوں کی تعظیم کرائے۔ جب سات برس کا ہو جائے تو نماز کا حکم دے ترکِ نماز پر مارے۔ دس برس کا ہو جائے تو الگ سلائے اور اسکی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرے۔ اس کی پوری نگرانی رکھے آوارہ نہ پھرنے دے۔ نہ غیروں سے زیادہ میل جول بڑھانے دے بلکہ اسے فارغ وقتوں میں اپنے سے جدا نہ کرے اور جدھر جائے ساتھ رکھے تاکہ اسے دوسروں کے ساتھ پھرنے کی ہوس نہ رہے۔

اولاد سے پیار و محبت کا سلوک کرے، ناواجب سختی نہ کرے، سب سے برابر کا سلوک رکھے۔ روپیہ پیسہ سے تنگ نہ رکھے تاکہ وہ دوسروں کی طرف ہاتھ نہ پھیلائے۔ نہ اسقدر فراخی دے کہ عیش و عشرت کیطرف راغب ہو جائے اسے جائداد سے محروم کرنیکی کوشش نہ کرے نکاح کے قابل ہو جائے تو تدبر و تامل سے مناسب جگہ شادی کر دے مگر شادی سے قبل فریقین کی قرائن یا تصریح سے رضا معلوم کرلے۔ کیونکہ بلا رضامندی کی شادی کا اکثر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ خلافِ شرع اور فضول رسوم کا سامان مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شادی نہ روک رکھے کہ اس سے بڑے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کی پیدائش سے نہ گھبرائے۔ یہ اللہ کی رحمت کی نشانی ہوتی ہیں۔ اگر لڑکی کا شوہر

Marfat.com

مر جائے تو نکاح ثانی تک اسے اپنے گھر پر رکھے اور اس کے ضروری مصارف برداشت کرے۔ اپنی اولاد کی شکل و شباہت دیکھ کر اس کے اپنے ہونے یا نہ ہونے کا فتویٰ نہ دے۔

آدابِ شوہر

حق تعالیٰ نے عورت پر مرد کو بہت فضیلت اور فوقیت دی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا ہوتا تو مَیں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس لئے بیوی اپنے خاوند کو اپنا حاکم سمجھے۔ اس کی ہر طرح اطاعت، خدمت دل جوئی اور رضا جوئی کرے۔ گفتگو اور خطاب میں شوہر کے مرتبہ کا لحاظ رکھے۔ ایسا لفظ جس سے سوء ادبی معلوم ہو ہرگز استعمال نہ کرے۔ شوہر جو بات کہے اسے غور سے سُنے اور مناسب جواب دے۔ جواب دینے میں بھی اس کا ادب ملحوظ رکھے۔ کڑک کر یا بہت بلند آواز سے جواب نہ دے اور نہ اتنی پست آواز سے جواب دے کہ وہ سن ہی نہ سکے۔ جس بات کا شوہر کو علم نہ ہو یا مغالطہ ہو جائے تو اس کی غلط فہمی فوراً دور کر دے۔ البتہ خلافِ شرع امر میں عذر کر دے۔ جس وقت بھی وہ اسے کوئی کام بتا دے یا خلوت یا کسی دوسری ضرورت کے لئے بلاوے فوراً اس کی طرف جاوے۔ خواہ تنور پر روٹی ہی لگا رہی ہو۔ غرضیکہ اسے ناراضی کا ہرگز موقعہ نہ دے۔ اگر وہ کسی وجہ سے ناراض ہو جائے تو فوراً معافی و تلافی سے کام لے اور ناموافقت پر مصالحت کو ترجیح دے۔ کیونکہ صلح بہتر چیز ہے۔

خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی عفت و عصمت۔ اس کے مال و دولت اور حقوق و فرائض کی حفاظت کرے۔ اس کی اجازت کے بغیر کہیں باہر نہ جائے۔ کسی کے سامنے اپنا ستر نہ کھولے۔ باہر اِدھر اُدھر کھڑکی یا دریچہ یا کوٹھے سے نہ جھانکے۔

Marfat.com

کسی کو ازراہِ التفات اشارے نہ کرے۔ نہ کسی غیر محرم سے بہ رازِ دل کشی کلام کرے۔ غیر محرموں سے پردہ کرے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا مال خرچ نہ کرے۔ اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ اس کے والدین کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم کرے۔ جس وقت خاوند گھر آئے خوش روئی سے اس کا استقبال کرے۔ جب مرد اس کو دیکھے تو اسے خوش کر دے۔

خاوند کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔ صبر و قناعت سے رہے اور اس پر شکر کرے۔ اپنی جان و مال سے کسی ایسی بات کی مخالفت نہ کرے جو خاوند کو ناگوار ہو۔

دوسری عورتوں کی شکل و صورت کے حالات اپنے خاوند سے بیان نہ کرے۔ اگر اس کا دل آ گیا تو پھر روتی پھرے گی۔

اگر خاوند باوجود قدرت کے بوجہ بخل بیوی کو بقدر کفایت خرچ نہ دے تو بیوی چھپا کر لے سکتی ہے۔ مگر حاجت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کی اجازت نہیں۔

آدابِ زوجہ

حق تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کی کھیتیاں فرمایا ہے۔ اس لئے انسان کو ان سے افزائش و بقاءِ نسل کا کام لینا چاہیئے۔ انہیں شہوت رانی کا شکار نہ بنائے۔ یہ خلقتہً کج اعمال و کج ادا واقع ہوئی ہیں۔ اس لئے ان کی کم فہمیوں اور بے عقلیوں پر اکثر صبر و سکوت سے کام لے۔

بیوی کا ادب یہ ہے کہ اسے مسائل دینیہ سکھائے اور عملِ صالح کی تاکید کرے۔ بے حیائی اور گناہوں کے کاموں سے روکے۔ اُسے بے پردہ نہ پھرا سکے۔ اجنبیوں سے نہ ملائے نہ ان سے ہم کلام ہونے دے۔ اسے بناؤ سنگار کرا کر نمائش کے لئے اپنے ساتھ بازاروں اور باغوں میں نہ لئے پھرے۔ اس کے

Marfat.com

لئے بے حیائی کی طرف راغب ہونے کا موقع پیدا نہ کرے۔ ایسا زیور پہن کر باہر نہ نکلنے دے جس کی آواز دوسروں کو اس کی طرف ملتفت کرے۔ اسے زیارتِ قبور کے لئے ہمراہ نہ لے جائے نہ اس کی اجازت دے۔

جس طرح اپنے لئے عورت سے ایسے سلوک کا متمنی ہے جو اس کے آرام و آسائش، فرحت و مسرت کا باعث ہو۔ اسی طرح اپنی بیوی سے بھی حسنِ سلوک اور خوش معاملگی سے پیش آئے۔ اگر اس کی کوئی عادت یا خصلت ناپسند ہو تو بے حوصلہ نہ ہو جائے بلکہ صبر و تحمل سے کام لے۔ ممکن ہے اس میں مولا پاک نے کوئی ایسی خوبی رکھی ہو جو دینی یا دنیوی منفعت کا باعث بن جائے۔ ویسے بھی بُرے کے ساتھ بُرا سلوک کرنا بہادری نہیں۔ بلکہ برائی کے بدلے بھلائی سے کام لینا اصل نیکی ہے۔

عورت پر بے جا سختی اور تشدّد نہ کرے۔ عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے اُسے سمجھائے ورنہ اسے چندروز خلوت کا موقعہ نہ دے اور اظہارِ ناراضگی کرے۔ اگر تنبیہ و تادیب سے کام نہ نکلے تو پھر مارے، مگر منہ پر نہ مارے اور نہ ایسا مارے کہ کوئی ضرب کا نشان پیدا ہو جائے اور جب مطیع ہو جائے تو معاف کر دے اُسے گالیاں نہ دے، بدشکل نہ کہے، نان و نفقہ سے تنگ نہ رکھے۔ بلکہ جو خود کھائے پہنے ویسا اسے بھی کھلائے پلائے پہنائے۔ بلاوجہ شرعی اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔ اس کے محارم و اقارب سے گاہ بگاہ اسے ملنے دے۔

اس کا دل بہلانے کے لئے اس کے ساتھ مناسب ہنسی مذاق کرے۔ اس کی بحالی صحت کے لئے اسے محفوظ اوقات میں اپنے ساتھ سیر و تفریح کرائے۔ بشرطیکہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ یا گھر میں کسی ورزش کا سامان کرے۔ خلافِ شرع امور میں اس کی موافقت نہ کرے اور نہ ہر معاملہ میں اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توقع رکھے۔ ایک سے زیادہ عورتوں کی صورت میں ان سے

Marfat.com

عدل و مساوات کا سلوک کرے۔

تنہائی میں غیر عورت کے پاس نہ بیٹھے۔ نہ اس کے ساتھ سفر کرے کہ یہ خیانت ہے۔ خود خواہ مخواہ بلا قرینہ بیوی پر بدگمانی نہ کرے کہ یہ جہالت اور تکبر ہے۔ اور قرائن ہوتے ہوئے چشم پوشی نہ کرے کہ یہ بے عزتی اور دیوثی ہے۔ اگر اپنی آنکھ سے عورت کو زنا کرتے دیکھے تو اس کے مار ڈالنے سے عند اللہ گناہ گار نہ ہوگا۔ گو حاکم شرعی اس سے عدم ثبوت کی بنا پر قصاص لے سکتا ہے۔

آدابِ خوشدامن

گھر میں بڑی بوڑھی کا ہونا باعثِ برکت ہوتا ہے۔ اس کی زندگی بھر کے تجربے قدم قدم پر راہنمائی کرتے ہیں جس سے ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

اس لئے بہو گھر میں ساس کا ہونا ایسا ہی ضروری سمجھے جیسے اپنے گھر میں اپنی والدہ کی موجودگی۔ اسے بھی اپنی والدہ کی مانند جانے اور اس کا ویسا ہی ادب واحترام کرے۔ اس کی خوشنودی کو مقدم جانے کہ اس کی خوشنودی اس کے خاوند کے لطف و کرم میں اضافہ کرتی رہے گی۔

اس کی اطاعت و خدمت گزاری کو اپنا شعار بنائے۔ ہر کام اس کے صلاح اور مشورہ سے کرے۔ اس کے معاملات میں دخل نہ دے۔ اس کی موجودگی میں خود گھر کی مالکہ بننے کی کوشش نہ کرے۔ اسے رنجیدہ نہ کرے۔ ترکی بہ ترکی جواب نہ دے۔ گستاخی سے پیش نہ آئے۔ شرم و حیا سے کام لے۔ اسکی سختیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرے کہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ اسے خدمت، احسان اور قربانی سے اپنا شفیق و رفیق بنائے۔ اس کی بزرگی اور پیرانہ سالی سے فائدہ اٹھائے اور خود اسی حالت کو پہنچنے کا انتظار کرتی رہے۔

Marfat.com

آدابِ سنہ (بہو)

خانگی ناچاکیوں کی بسا اوقات سب سے بڑی وجہ ایسی ساس ہوتی ہے جو اپنے لڑکے کو بیاہ لانے کے بعد اپنی بہو کو گھر کی حکومت و اقتدار میں اپنا شریک دیکھنا نہیں چاہتی۔ وہ جس قدر بھی اپنے لڑکے کے سسرال کو سبز باغ دکھلاتی ہے۔ یا ان سے عہد و پیمان کر آتی ہے ان سب سے منحرف ہو کر اپنی بہو سے جنگِ اقتدار جاری رکھتی ہے جس کے باعث بعض اوقات نہایت ہی ہولناک نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔

اس لئے ساس پر لازم ہے کہ وہ بہو لانے کے بعد اپنے بہو ہونے کے زمانہ کو یاد کرے۔ اس وقت کی خواہشات و جذبات کو سامنے لائے اس وقت جو کچھ اپنے لئے چاہتی تھی اس کا اپنی بہو کو بھی مستحق جانے۔ اس کی جوانی کو اپنی پیرانہ سالی پر محمول نہ کرے۔ اسے اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور اپنی بیٹی کی طرح اس کی جائز خواہشات وضروریات کی کفیل رہے۔ اگر دوسرے کی بیٹی سے اچھا سلوک کرے گی تو حق تعالیٰ اُس کے بدلہ میں اُس کی بیٹی سے بہتر سلوک کرائے گا۔ ورنہ فطرت انتقام لینے سے کبھی باز نہیں رہتی۔ دُوسرے کا بُرا چاہنے والا خود اپنا ہی بُرا کرتا ہے۔

لڑکی کے والدین سے جو قول و اقرار کیا ہے اسے بہر صورت پورا کرے۔ کہ وعدہ خلافی نصف بے ایمانی ہے۔ بہو سے پیار و محبّت سے پیش آئے۔ طعن و تشنیع اور زجر و توبیخ سے کام نہ لے۔ سختی و بدظنی نہ کرے۔ اس کا دل نہ دُکھائے۔ اُسے ایذا نہ پہنچائے۔ اس پر پابندیاں نہ لگائے۔ اسے پریشانِ حال نہ رکھے۔ خرچ، خوراک، پوشاک سے تنگ نہ رکھے۔ اُسے اپنے انتقام و اقتدار میں شریک و رقیب نہ سمجھے بلکہ اپنا معین و معاون بنائے۔

Marfat.com

آدابِ بیوہ

بیوہ ایک آزاد اور خود مختار عورت کے حقوق کی مالک ہے، اس لئے اُسے کوئی اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق کسی سے نکاح کرنے پر مجبور نہ کرے۔ بلکہ اس کی خوشنودی اور بہبودی کو پیشِ نظر رکھے۔ وہ جہاں عقد ثانی کرنا چاہے اُسے کرنے دے۔ اُسے کوئی اس کا وِرثہ چھیننے کے لئے اپنے پاس روک نہ رکھے ورثہ اُس کا شرعی حق ہے اس کو غصب کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو متحرک کرنا ہے۔

آدابِ مطلقہ

جائز اور حلال امور میں سے صرف طلاق ہی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ بہرحال جو شخص اس کا استعمال کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مطلقہ کو ایامِ عدت گزارنے کے لئے مکان دے یا اسے اپنے مکان میں ٹھہرنے دے اور اس عرصہ کے لئے اس کے اخراجات نان ونفقہ کا کفیل رہے۔ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔

اگر مطلقہ حاملہ ہو تو اس کے بچہ پیدا ہونے تک کے اخراجات برداشت کرے۔ کیونکہ بچے کا خرچ باپ پر واجب ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کی ماں اسے دودھ پلانے پر رضامند ہو جائے تو اس عرصہ کے لئے اُسے دودھ پلانے کا معاوضہ ادا کرے۔

اگر وہ اس خدمت کے لئے راضی نہ ہو تو دُودھ پلانے کا کوئی اور انتظام کرے اور مطلقہ کو دستور کے موافق رخصت کرے۔ اسے تنگ کرنے کے لئے روکے نہ رکھے۔ نہ عقدِ ثانی سے روکے اور نہ اس میں کوئی دخل دے۔

Marfat.com

آدابِ اقرباء

حق تعالیٰ نے قرابت داروں سے بھی حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ دادا دادی، نانا، نانی، خالہ، ماموں، چچا، پھپھی، سوتیلی والدہ، ساس، بڑی بہن انا، استاد، مرشد، سب مثل والدین کے ہیں اور چھوٹا بھائی، بہن، سالا، شاگرد، مرید مثل اولاد کے ہیں اس لئے ہر مسلمان اُن کا ویسا ہی ادب واحترام کرے۔

اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔ تو بقدر کفایت ان کے نان ونفقہ کی خبر گیری کرے۔ اگرچہ ایسا واجب نہیں۔ مگر اس سے پہلوتہی کرنا خلافِ مروت ہے۔ اس لئے جس قدر ممکن ہو ان کی ضرور خدمت کرے۔ ان سے گاہے گاہے ملتا رہے۔ ان سے تعلقات منقطع نہ کرے۔ ان کو ایذا نہ پہنچائے۔ اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

آدابِ یتیم

اللہ جلّ شانہٗ نے یتیموں کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ جس طرح لوگ اپنے مرنے کے بعد اپنے چھوٹے بچوں کے لئے فکر مند رہتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کو دوسروں کی اولاد کی بھی فکر کرنی چاہیئے کہ شاید ہمارے بعد اُن کا ایسا ہی حال ہو۔

اس لئے ہر سرپرست پر لازم ہے کہ یتیم کو اپنی اولاد کی مانند جانے اور رکھے۔ اسے نہ جھڑکے۔ بلکہ اس کی دلجوئی وخبر گیری کرے۔ اس سے ویسا ہی نیک سلوک کرے جس کا اپنی اولاد کو مستحق جانے۔ اسے اپنی طرح کھلائے پلائے تاکہ اس کا دِل نہ ٹوٹے۔ اس کی اصلاح کی فکر میں رہے۔ اُسے مالی نقصان پہنچانے کی فکر نہ کرے۔ اس کے مال کو ردّو بدل نہ کرے۔ اور نہ خورد برد کر جائے۔ بلکہ اس کی اپنے مال سے زیادہ حفاظت کرے اور اُس

Marfat.com

کے سنِ بلوغ کو پہنچتے ہی اس کا مال حساب کر کے گواہان کے روبرو اس کے حوالے کرے۔ اسے اپنے تصرف بے جا میں نہ لائے اور نہ ہی اس کی کم عقلی کے زمانہ میں اس کے حوالے کرے کہ وہ ضائع کر دے کہ ایسا کرنا بھی امانت کے آداب کے خلاف ہے۔

یتیم کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر خیال رکھے۔ اسے دینی اور دنیوی معاملات میں پختہ کار بنائے تاکہ وہ سنِ شعور کو پہنچتے ہی اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہو سکے۔ اور اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کے اخلاق و اطوار کو اس طرح سدھارے کہ وہ قوم اور ملک کے لئے مفید ثابت ہو۔ اس کے لئے بار ثابت نہ ہو یا اس کی بدنامی کا باعث نہ بنے۔ اسے گداگری کی تربیت دے کر اپنے عیش و عشرت کا سامان نہ بنائے۔ یتیم لڑکی کے حسن، جمال اور دولت و مال پر فریفتہ ہو کر ہوس و حرص پوری کرنے کے لئے اسے عقد میں نہ لائے کہ یہ دیانت کے بعید ہے۔ بلکہ اس سے انصاف اور حسنِ معاشرت سے پیش آئے۔

آدابِ مسکین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں میں گھومتا پھرے اور ایک ایک دو دو لقمے یا ایک ایک دو دو کھجوریں اسے دربدر پھرائیں بلکہ مسکین وہ ہے جو اس قدر تونگری نہ پائے جو اسے بے نیاز کر دے اور کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔ تاکہ لوگ اسے خود خیرات دیں۔ اور وہ مانگنے کے لئے بھی کھڑا نہ ہو۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ مستحق و غیر مستحق مساکین کی خبر رکھے جس کو مستحق پائے اُسے خیرات و صدقات میں حصہ دار بنا دے۔ اسے کھانا کھلا دے۔ بقدرِ وسعت اس کی مالی امداد کرے۔ اُسے مذہبی تعلیم و تربیت، دستکاری و

Marfat.com

تجارت وغیرہ اور مفید کام سکھلا کر بارہ وزگار بنانے کی کوشش کرے۔ تاکہ وہ قوم پر بار نہ رہے۔ بوقتِ تکلیف اس کی اعانت کرے۔ تنگی و ترشی سے پیش نہ آئے۔

اگر ولیمہ اور عقیقہ وغیرہ کی دعوت ہو تو اس میں صرف اپنے تعلقات والے ہی مدعو نہ کرے بلکہ غرباء، ضعفاء اور مساکین کو بھی شامل کرے۔

آدابِ دوست

دوستی محبت کرنے کا نام اور نہایت ہی بلند مقام ہے اس کے لئے تقویٰ و پرہیزگاری شرط ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کو اپنا ولی یعنی دوست فرمایا ہے۔ جس طرح حق تعالیٰ کے دوست "ولی اللہ" کے نام سے پکارے جاتے ہیں اسی طرح سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کے یار دوست صحابی کہلاتے تھے۔

آخرت میں دوست کے مقام سے ایک حدیث شریف میں یوں پردہ اُٹھایا گیا ہے کہ عرش کے گرد نور کے ممبر ہیں جن پر ایک جماعت بیٹھے گی جن کے لباس اور چہرے سرتاپا نور ہوں گے وہ لوگ نہ نبی ہیں نہ شہید، مگر انبیاء و شہداء اُن کی حالت پر رشک کریں گے۔ وہ اللہ کے مخلص بندے ہوں گے جو باہم اللہ کے واسطے محبت کرتے اور اللہ کے لئے ایک دوسرے کے پاس اُٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے ہیں۔

اس لئے دوست بھی انہی اغراض کے لئے بنائے جن کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو دوست رکھا۔ ان کا ویسا ہی ادب و احترام کرے۔ جو عند اللہ و عند الرسولؐ محبوب و مطلوب ہے۔ دوست کو نفسانی اغراض کے لئے استعمال نہ کرے۔ شہوانی جذبات کا شکار نہ بنائے۔ اطاعت اللہ اور اطاعت الرسولؐ کے سلسلہ میں اس سے مدد چاہے اور اس

Marfat.com

کی مدد کرے۔ اس کے دُکھ درد کو اپنائے اُس کے اخلاقِ محمودہ کو سراہے اور اخلاقِ مذمومہ کو ہٹانے کے لئے امکان بھر کوشش کرے ورنہ خود کو اس سے بچائے اور تعلقات منقطع کرلے۔ کیونکہ منکر، مشرک اور گمراہ سے دوستی رکھنا۔ اس کے کفر، شرک اور گمراہی پر راضی ہونا ہے اور یہ رضا شرکت کے برابر ہے۔ کسی سے دوستی لگانے سے پہلے اس کا دین، وضع اور خیالات معلوم کرلے تاکہ اس کی صحبت کے اثر سے کہیں خود نہ بگڑ جائے۔

اپنے مال کو اپنے دوست سے عزیز نہ رکھے۔ اس کا حق مقدم جانے اس کی استدعا سے پہلے اس کی مدد کو پہنچے۔ نہایت خندہ پیشانی سے اس کی خدمت کرے۔ ہمیشہ دوست کی بہتری کا خواہاں و کوشاں رہے۔ اس کا عیب ظاہر نہ ہونے دے۔ اسے بے عیب بنانے کی کوشش کرے۔ اس سے اگر کوئی قصور ہو جائے تو معاف کردے۔ گناہ سے بچنے کی ترغیب دے اور نصیحت کرے۔ دوست سے تکلّف نہ کرے۔ اس سے کوئی امید نہ رکھے۔ اسے اپنے سے اچھا سمجھے۔

اس کی دوستی اور وفاداری کو فراموش نہ کرے۔ اس پر اپنی محبت و شفقت ظاہر کردے۔ اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد دعائے خیر سے یاد کرے۔ دوستی کے دوران میں ایسے حالات پیدا نہ کرے کہ دوستی کے خاتمہ کے بعد اُن کی یاد سوہانِ روح ہے۔

آدابِ دُشمن

حق تعالیٰ نے شیطان، نفس، کافر، مشرک، یہودی اور عورتوں اور اولاد میں سے بعض کو مسلمانوں کا دشمن بتلایا ہے۔ یہ ایسے دشمنِ جان وایمان ہیں کہ جب تک ان کی خواہش پوری نہ ہو یہ نادم و ایسیں دشمنی کرنے سے باز نہیں آتے۔ یہ بالعموم مال وجاہ کی محبت میں گرفتار کرکے اس طرح اپنا کام

Marfat.com

نکالتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو ان کے مکر و فریب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

اس لئے ان کے فتنہ و فریب سے بچنے کے لئے ہر مسلمان اکثر اعوذ پڑھتا رہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔ ان تدابیر کو بروئے کار لائے جن سے ان کی مدافعت ہو سکے۔ کسی حالت میں بھی خود کو ان پر غالب آنے کے لئے قادر نہ سمجھے بلکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت طلب کرتا رہے۔ ان کی ہر ترغیب و وعدہ کو سچا نہ جانے اور ان سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی رکھے۔

ان کے علاوہ جو دشمن پیدا ہوں ان کے شر سے بچنے اور ان کے ہدایت پانے کے لئے دست بدعا رہے۔ حتی الوسع ان سے احسان اور بھلائی کی کوشش کرے۔ اس میں اگر ناکام رہے تو عفو و درگزر سے کام لے۔ اس کی اگر ہمت نہ ہو تو انتقام لینے میں زیادتی نہ کرے بلکہ اسی قدر اسے تکلیف یا نقصان پہنچائے جس قدر اس کو پہنچا ہو۔

کوشش ہمیشہ یہی رکھے کہ کوئی دشمنی پر آمادہ ہی نہ ہو۔ کیونکہ اگر تم دوست پیدا نہیں کر سکتے تو دشمن بھی پیدا نہ کرو۔

آدابِ ہمسایہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدابِ ہمسایہ کے سلسلہ میں اتنی تاکید فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شبہ ہونے لگا کہ شاید وراثت میں یہ حصہ دار بنا دیا جائے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہمسایہ کو اپنے خاندان کے فرد کے برابر جانے اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے۔ اس کے مال اور اہل و عیال کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ

Marfat.com

بھیجتا رہے۔ اسے مدد کی ضرورت ہو تو مدد کرے۔ قرض کی ضرورت ہو تو قرض دیوے۔ تنگدست ہو جائے تو اس کے ساتھ مروت کرے۔ فاقہ کی حالت ہو تو اُسے کھانا بھیجے۔ اُسے کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ اس سے جھگڑا فساد نہ کرے۔ بیماری کی حالت میں عیادت کرے۔ انتقال کر جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے۔ اُسے کوئی خوشی حاصل ہو تو مبارکباد پیش کرے۔ رنج پہنچے تو تسلی دے۔ اس کی اجازت کے بغیر اپنا مکان اتنا اُونچا نہ بنائے کہ اس کو خاطر خواہ ہوا نہ پہنچ سکے۔ کوئی خاص چیز پھل وغیرہ گھر میں لائے تو بقدر مناسب ہدیتہً اسے بھی بھیجے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو چھپا کر لے جائے تاکہ اس کی اس پر نظر نہ پڑ سکے اور اسے حرص یا حسرت نہ ہو۔ اور نہ ہی اپنے بچوں کو وہ پھل وغیرہ باہر گلی میں لے جانے دے تاکہ ہمسائے کے لڑکے دیکھ کر نہ للچائیں۔ گھر میں جو چیز پکے ہمسایہ کو بھی بھیجے۔

غرضیکہ اپنی راحت پر ہمسایہ کی راحت کو مقدم سمجھے۔ خفیف باتوں میں اس سے مزاحمت نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ تمہاری دیوار میں میخ گاڑنے لگے اور تمہارا نقصان بھی نہ ہو تو اجازت دے دو۔

آدابِ مہمان

مہمان کا آنا باعثِ رحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان کے بغیر کھانا ہی نہ کھاتے تھے۔ انسان کو کسی مہمان کے آجانے پر کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جس قدر مہمان پر خرچ کیا جاتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ مہمان بھیجنے والا دے دیتا ہے اور وہ ادھار نہیں رکھتا۔

جب کوئی مہمان آئے تو نہایت خندہ پیشانی، اخلاص و محبت سے اس کا استقبال کرے۔ اسے عزت سے ٹھہرائے۔ اس کی خوب خاطر و مدارت کرے۔ خواہ خود کو فاقہ ہی کرنا پڑے اسے اپنا گھر بیرایا گھر محسوس نہ ہونے دے۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا سامان کھولنا یا استعمال کرنا نہ پڑے۔ بلکہ اس کی تمام ضروریات کا

Marfat.com

کا خود ہی بلا تاخیر انتظام کر دے۔ تاکہ اُسے کسی قسم کی پریشانی محسوس نہ ہو۔ مگر تکلفات تصنع اور بناوٹ سے کام نہ لے۔

مہمانداری کا اصول یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو نہایت ہی سلجھے ہوئے طریقہ سے معلوم کرے کہ وہ کھانا کھا کر آیا ہے یا بلا کھائے آیا ہے۔ جب اس کا کھانا کھا کر نہ آنا معلوم ہو جائے تو گھر میں اس وقت جو تیار ہو اس سے اس کو مطلع کر دے کہ اس وقت فلاں چیز تیار ہے۔ اگر وہ پسند و مرغوب نہ ہو یا اس کے کھانے میں کوئی عذر ہو اور تاخیر کو خیال میں نہ لائے تو اسی کی خواہش و رغبت کے مطابق چیز تیار کر دی جائے اس سے مہمان اور میزبان دونوں کو سہولت اور آرام رہتا ہے۔ مہمان کی خود دیکھ بھال کرے۔ اسے کسی دوسرے پر نہ چھوڑے۔

جب مہمان رخصت ہونے لگے تو اُسے نہایت ہی عزت و احترام سے رخصت کرے اور حدِ باب تک چھوڑ آئے اور جب تک مہمان نظر سے غائب نہ ہو جائے دروازہ بند نہ کرے۔

آدابِ میزبان

قرونِ اولیٰ میں ہر گھر میں مہمان کے قیام و طعام کا مستقل انتظام رہتا تھا اور میزبان مہمان کے منتظر رہتے تھے۔ مگر دورِ حاضرہ میں حالات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ خصوصاً شہروں میں مہمانوں کو اپنے ہاں ٹھہرانا بہت تکلیف دہ سمجھا جاتا ہے اور کسی گھر میں بھی مستقل طول پر مہمانداری کا انتظام نہیں ہوتا۔ اُس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کو رواج دیا گیا ہے۔

اس لئے جب کوئی شخص کسی شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو کسی کا مہمان ہونے کی بجائے ہوٹل پر ٹھہرنے کو ترجیح دے۔ اگر تعلقات کی بناء پر کسی کے ہاں ٹھہرنا ضروری سمجھے تو اسے اپنے مہمان ہونے کی قبل از وقت اطلاع کر دے اور جس قدر آدمی ہمراہ ہوں ان کی تعداد سے بھی مطلع کر دے تاکہ میزبان کسی قسم کی

Marfat.com

پریشانی میں مبتلا نہ ہو اور وہاں پہنچتے ہی اپنے معمول کی ضروریات سے میزبان کو آگاہ کر دے تاکہ وہ تکلفات میں نہ اُلجھے۔ اگر کسی وجہ سے اس وقت کھانا نہ کھانا ہو تو اطلاع کر دے تاکہ وہ کھانا وغیرہ تیار نہ کرے۔ اگر پرہیزی کھانا کھانا ہو تو بھی اطلاع کر دے تاکہ ویسا ہی کھانا تیار کرائے۔ تین دن سے زیادہ مہمان بننے کی کوشش نہ کرے۔ اگر مجبوری یا بے تکلفی سے زیادہ دیر ٹھہرنا پڑے تو ایسے حالات پیدا کرے جس سے میزبان کو گرانی نہ ہو یعنی وہ تنگ نہ آجائے۔

اگر مقامی طور پر کسی ضیافت میں شرکت کرنی ہو تو وقت مقررہ پر پہنچے۔ اور قبل از وقت پہنچ کر داعی کی پریشانی کا باعث نہ ہو۔ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد فوراً چلا آئے۔ وہاں زیادہ دیر نہ بیٹھے تاکہ میزبان اور اس کے گھر والوں کو تکلیف نہ ہو۔ اگر کسی اور جگہ جانا ہو تو میزبان کو اطلاع کر کے جائے تاکہ اسے کھانے کے وقت انتظار اور تلاش کی زحمت نہ ہو۔

مہمان ہونے کی حیثیت سے میزبان کے انتظام میں دخل نہ دے۔ اگر میزبان اس کے ذمہ کوئی خاص کام لگا دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ میزبان کے ملازموں سے تحکمانہ لہجہ سے کوئی چیز نہ مانگے خواہ اس سے بے تکلفی ہی کیوں نہ ہو۔ میزبان سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرے۔ کیونکہ بعض دفعہ وہ چیز بے حقیقت سی ہوتی ہے مگر اس فرمائش کا پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور میزبان کو خواہ مخواہ شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔

جب دستر خوان بچھے تو کوئی شخص کھانے سے جلد ہاتھ نہ اٹھائے تاوقتیکہ دوسرے ہم نشین سیر ہو کر نہ کھا لیں۔ ورنہ انہیں نہ صرف شرمندہ ہونا پڑے گا بلکہ بھوکے بھی رہ جائیں گے۔ البتہ اگر کھانے سے دست کشی ضروری ہو تو اپنی مجبوری ظاہر کر دے۔ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سالن و روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے۔ تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کا کھانا کم بھیجا ہے جس سے وہ شرمندہ ہوں۔ اور رخصت ہوتے وقت میزبان کے حق میں دعا کرے۔

Marfat.com

آداب آقا

آقا اور خادم کا رشتہ باپ بیٹے کی مانند ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بیٹا تعلق نسبی کی وجہ سے باپ کی خدمت کرتا ہے اور نوکر حق الخدمت کے عوض اپنے مالک کی اطاعت کا پابند ہے۔

نوکر کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے مالک، آقا یا مخدوم کی جائز اور مشروع امور میں خدمت و اطاعت کرے۔ اس کی عزت، جان اور مال کی بمثل امین نگرانی و حفاظت کرے۔ اس کی ہر طرح حق شناسی اور خیر خواہی کرتا رہے۔ اسے کسی قسم کی تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے کسی معاملہ میں بد دیانتی نہ کرے۔ اس کی اولاد و ازواج کی بھی عزت کرے۔ اُن کو بُری ترغیب نہ دے۔ بُرا راستہ نہ دکھائے۔ اُسے ناراضی یا پریشانی کا موقع نہ دے۔ اگر وہ تلخ کلامی یا بدزبانی کرے تو صبر و تحمل سے کام لے اور اُس کی نرمی کے لئے دُعا کرتا رہے۔ اس کی ناجائز تعریف، خوشامد، چغلی اور غیبت سے باز رہے۔ البتہ احسان مندی و شکر گزاری کے طور پر اس کے حسنِ سلوک کا تذکرہ کرنا بُرا نہیں۔

آدابِ خادم

خدمت گار بالعموم اپنے آرام، مجبوری یا معذوری کی وجہ سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ خادم مخدوم کی طرح انسان ہی ہوتے ہیں مشینیں نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہر شخص اپنے نوکر کو اپنی طرح انسان سمجھے۔ اس کے آرام اور ضروریات کا ہر طرح خیال رکھے۔ اس سے قیدیوں کی طرح مشقت نہ لے۔ بدزبانی یا بدسلوکی نہ کرے۔ اس کی تذلیل و تحقیر نہ کرے۔ بلکہ پیار، محبت، تحمل اور عفو سے کام لے۔ جب وہ کھانا لائے تو اُسے بھی چند لقمے دیدے۔ اگر گھر میں کوئی خاص چیز آئے اس سے بھی اُسے کچھ نہ کچھ ضرور دے کہ وہ بھی آپ کی طرح ہی جذبات و خواہشات

Marfat.com

رکھتا ہے اور ایک غریب آدمی کا دل راضی کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اسے اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف پہنچے تو اس کی دلجوئی و مدد کرے اور اس کی تکلیف کو بھی اسی طرح محسوس کرے جیسے خود اپنی تکلیف کو محسوس کرتا ہے اسے خوش پوشاک و خوش خوراک رکھے کہ یہ تمہارے خوش اخلاق ہونے کی دلیل ہوگی۔

خادم کو اتنا مقرب نہ بنائے کہ دوسرے لوگ اس سے دبنے لگیں۔ یا وہ دوسروں کو دبانے لگے۔ نہ اسے لوگوں کی روایات وحکایات سنانے کا عادی بنائے اس طرح لوگ اس سے خائف ہوں گے اور خود کو ان سے بدگمانی کا موقعہ ملے گا۔ اسی طرح اسے کسی کا پیام لانے اور سفارش کرنے سے منع کر دے۔ تاکہ لوگ اسے واسطہ سمجھ کر اس کی خوشامد نہ کرنے لگیں یا اسے نذرانے اور رشوت دینے لگیں۔ یا وہ خود لوگوں سے فرمائش کرنے لگے۔ بلکہ ہر ایک سے براہِ راست تعلق رکھے۔ کسی کو واسطہ نہ بنائے خواہ اپنا خاص نوکر ہی کیوں نہ ہو۔ اسے بھی لوگوں کے معاملے میں دخل نہ دینے دے۔

آدابِ مسافر

حق تعالےٰ نے مسافروں کی امداد کے لئے بھی تاکید فرمائی ہے اور ان کا قوم پر حق قائم کیا ہے۔ اس غرض کے لئے خدمتِ خلق کے نام سے اجتماعی چندہ خیرات و صدقات کی رقوم سے منظم ادارے قائم کئے جائیں جن کا انتظام، محتاط، دیانت دار اور پرہیز گار لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ ایسے اداروں کی طرف سے معروف جگہوں شاہراؤں، سٹیشنوں، بندرگاہوں اور اڈوں پر مسافروں کے قیام و طعام کا باقاعدہ اور مستقل طور پر انتظام ہو۔ جن مقامات کے درمیان جہاز، گاڑی یا لاری وغیرہ کی سروس نہ ہو وہاں مناسب فاصلے پر چشمے اور باغ وغیرہ لگا کر مسافروں کے قیام وطعام کا انتظام کیا جائے۔ غیر معروف مقامات پر ہر شخص بذاتِ خود ادارہ کا کام کرے اور مسافروں کو آرام اور سہولت بہم پہنچانے میں کوئی دقیقہ

Marfat.com

فروگذاشت نہ کرے۔

مسافر سے ہر شخص خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے۔ اسے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہونے دے۔ اس سے کوئی معاوضہ قبول نہ کرے۔ کیونکہ اس خدمت کے عوض جو کچھ عند اللہ ملے گا۔ وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہو گا اور مسافروں پر احسان بھی نہ جتائے۔

شہروں کے اندر عام گزرگاہوں پر گرمی کے موسم میں راہ گیروں کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام رہے۔ مناسب فاصلوں پر پیشاب گاہوں وغیرہ کا بھی انتظام ہو۔ کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں اس انتظام کے فقدان کے باعث مسافروں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

مسافروں کے قیام گاہوں کے ساتھ ہی اگر ان کی طبی امداد کا سامان بھی ہو سکے تو یہ بہت بہتر ہے۔ اہم مقامات پر شہر کی گزرگاہوں اور شاہراؤں کے نقشہ جات آویزاں ہوں تاکہ نووارودں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اہلِ معاملت بھی مسافروں سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں اور ان کی پریشانی کا باعث نہ بنیں۔

آداب رفیقِ سفر

رفیقِ سفر ہمسایہ کے برابر ہوتا ہے اور وہ بھی اسی سلوک کا مستحق ہے۔ اس لئے دورانِ سفر اپنے رفیق کے آرام و آسائش کو اپنے آرام و راحت پر مقدم جانے۔ اسے جس امداد کی ضرورت ہو، بقدرِ ہمت و وسعت اس کی امداد کرے۔ اسے رنجیدہ یا تنگ نہ کرے۔ اس کی چیز کو نقصان نہ پہنچائے۔ خود اس قدر جگہ نہ سنبھالے کہ وہ بیٹھ نہ سکے۔ اگر گاڑی میں سو رہا ہو تو دوسرے کے لئے اُٹھ بیٹھے اور اُسے جگہ دیدے۔ کیونکہ اسے بھی تمہاری طرح بیٹھنے کا حق حاصل ہے۔ اگر باہر سے کوئی مسافر اندر آنا چاہے تو اُسے بسہولت اندر آنے دے۔ اس کا راستہ نہ روکے۔ اُسے دھکے نہ دے۔ دروازہ بند نہ کرے۔ اور اس سے

Marfat.com

تلخ کلامی سے پیش نہ آئے۔ کیا خبر کہ کسی دوسرے وقت تم خود اس حالت کو پہنچو۔ اگر تم کسی دوسرے کے لئے آسانی پیدا کرو گے تو حق تعالے تمہاری مشکلیں آسان کرے گا۔

آدابِ سائل

سائل کا آنا مسئول الیہ کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اس لئے افضل یہ ہے کہ انسان حاجت مند کی حاجت پوری کرے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرے تو پھر اس نام کی عزت برقرار رکھنے کے لئے اگر سب کچھ دے سکتا ہو تو اس سے دریغ نہ کرے ورنہ بقدرِ وسعت اور کفایت ضرور دے۔ اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرے۔ اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو اس کے حق میں کلمہ خیر ہی کہہ دے۔ اسے نرمی سے جواب دے جھڑکنے سے باز رہے۔

سوال ہمیشہ کسی مجبوری یا معذوری کے باعث کیا جاتا ہے مگر آج کل اسے پیشہ بنا لیا گیا ہے۔ اس لئے مسئول سوال کرنے سے قبل سائل کی مجبوری اور معذوری کا سرسری طور پر جائزہ لے۔ اگر اسے مستحق پاوے تو اس کا دستِ سوال ردّ نہ کرے۔ اسے بہ نظرِ حقارت نہ دیکھے۔ اس کا سوال پورا کرکے اس پر احسان نہ جتائے۔ اس سے بدلہ نہ چاہے۔ اس کی رسوائی و تشہیر نہ کرے اور نہ اسے نمائش و ریاء کا ذریعہ بنائے۔

جس سائل کو پیشہ ور اور غیر مستحق جانے اسے احسن طریق سے اس کام سے باز رہنے اور جائز ذرائع معاش تلاش کرنے کی تلقین کرے۔ سختی سے پیش نہ آئے۔ ایسے شخص کا سوال پورا کرکے اس کی اس عادتِ بد کی حوصلہ افزائی نہ کرے کہ یہ ملک اور قوم سے دشمنی ہے۔ اگر ایسے لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ موجود ہو تو اسے اس کے حوالے کرے یا اس کو اس کی اطلاع کر دے اور اس طرح مستحقین کے لئے آسانی پیدا کرے۔

Marfat.com

آدابِ عالم

اللہ تعالےٰ نے علماءِ حق کی یہ نشانی بیان فرمائی ہے :-

"اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں"

اور ایسے ہی علماء کی نسبت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ :-

"میری اُمّت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کی مانند ہیں"

دوسرے طبقوں کی طرح ان میں بھی اچھے اور بُرے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہمیشہ سے علماءِ حق کی قلّت اور علماءِ سو کی کثرت چلی آتی ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ان کی شناخت کی علامت بیان کر دی تاکہ کسی کو دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ علم سے معرفت وخشیت پیدا ہوتی ہے۔ خشیت سے اتباعِ شریعت کی توفیق ہوتی ہے جس میں اتباعِ شریعت نہیں اس میں خوفِ خدا نہیں اور جو خوفِ خدا سے خالی ہے وہ عالم حقانی نہیں۔

اس لئے جس طرح انبیاء علیہم السلام کی عزت وعظمت واجب ہے۔ اسی طرح اُن کے حقیقی وارثوں اور صحیح مسند نشینوں کا بھی ادب واحترام لازم ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان سے عزت ومحبت اور تواضع وانکساری سے پیش آئے۔ گفتگو میں نرم اور سعادت مندانہ لہجہ اختیار کرے۔ انہیں راحت ونفع پہنچائے۔ ان کی خدمت گزاری اور ہمت افزائی کرے۔ اگر وسعت ہو اور وہ قبول کریں تو ان کی مالی امداد بھی کرے مگر احسان نہ جتائے۔

انہیں ایذا ونقصان نہ پہنچائے۔ ان کی تذلیل وتحقیر نہ کرے۔ نفرت وحقارت سے نہ دیکھے کہ ان کی توہین دین کی توہین ہے۔ جو حق تعالےٰ کے غیظ وغضب کا موجب ہے۔ ان سے حسد، بغض اور مخالفت وعداوت نہ رکھے۔ بلکہ ان کا اتباع کرے اور ان کی صحبت سے فیض اٹھائے۔

ایک شخص سے بیک وقت دو کام لینا ظلم ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ جن علماء نے اپنی زندگیاں صرف تعلیمِ دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ ان کے مصارف

Marfat.com

کی کفالت کریں اور انہیں تحصیلِ معاش کے ذرائع میں مشغول نہ ہونے دیں۔ بلکہ اس سے بے فکر و آزاد کر کے ان سے زیادہ سے زیادہ دینی فائدے حاصل کریں۔

آدابِ مُعلّم

مولیٰ پاک کا ارشاد ہے :-

"نبی تو اَن پڑھ تھے۔ رحمٰن (اللہ) نے (ان کو) قرآن کی تعلیم دی۔ اور آپ کو وہ باتیں سکھائیں جو آپ پہلے نہ جانتے تھے۔"

اللہ جل شانہٗ خود معلّم و مؤدب ہیں جنہوں نے بواسطۂ جبرائیل علیہ السّلام جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن و آداب کی تعلیم دی۔ لہٰذا شرف و عزت کے لحاظ سے استاذ یا معلّم کا مقام انتہائی درجہ رکھتا ہے اور خصوصی آداب کا مستحق ہے۔ اور شاگرد استاد کو اپنا مخدوم سمجھے۔ اخلاص و محبت سے پیش آئے۔ اس کی ہر طرح تعظیم و تکریم کرے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے استاد حماد زندہ رہے میں نے کبھی ان کے مکان کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ علم دوست اور علم پرور بادشاہ استاد کی تعظیم کے لئے تخت سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ان کو اپنے ساتھ بٹھلاتے تھے۔

استاد کی موجودگی میں گریہ مسکین کی سی حالت رکھے۔ ان سے نظریں ملا کر بات نہ کرے۔ ان کے سامنے اکڑ کر کھڑا نہ ہو۔ ہر بات ادب سے پوچھے۔ معاندانہ سوال نہ کرے بلکہ مستفیدانہ بات پوچھے اور ہر سوال کا سعادت مندانہ جواب دے۔ اسے ناراضی کا موقعہ نہ دے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ اگر کوئی سوال استاد حل نہیں کر سکا یا کسی امر میں تسلّی نہیں کرا سکا تو دوسرے استاد سے پوچھ لے۔ مگر پہلے کا ذکر نہ کرے۔ اس سے تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔

ہمیشہ استاد کے اسباق و اقوال پر عمل کرے۔ اس کی ذات اور افعال پر نظر

Marfat.com

نہ رکھے۔ وہ بہر حال تمہارے نفع وہدایت کے لئے کافی ہے۔ اس کی جس قدر بھی ممکن ہو خدمت کرے۔ مالی امداد دے۔ مگر اسے علم کا معاوضہ نہ جانے کہ اس کی قیمت کا نہ کوئی تعین ہوسکتا ہے اور نہ کوئی ادا کر سکتا ہے۔ استاد جہاں بھی ملے اس سے ادب سے پیش آئے۔ راہ چلتے ہوئے استاد سے پیش قدمی نہ کرے۔

استاد سے مذاق ہنسی، ٹھٹھا مخول نہ کرے۔ اس کا مذاق نہ اڑائے اُس پر آوازے نہ کسے۔ سیٹیاں نہ بجائے اس کی تحقیر و تذلیل نہ کرے کہ یہ علم کی توہین ہے۔ اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو مذمت نہ کرے کہ بوجہ بشریت وہ بھی خطا کار ہے۔

آدابِ متعلّم

مولی پاک نے یقین دلایا ہے۔

"اللہ تعالےٰ تو لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا وہ خود اپنے اوپر آپ ظلم کیا کرتے ہیں"

اس لئے استاد کی زجر و توبیخ، تنبیہ و تاکید یا مار پیٹ کو اپنی دشمنی پر محمول نہ کرے بلکہ اپنی کم فہمی، کم توجہی، لغزش، کوتاہی، خطا، بے ادبی کی وجہ سمجھے۔ اور اسے اپنے حق میں شفقت جانے۔ کیونکہ گوہرِ مقصود لانے کے لئے قعر دریا میں پہنچتے وقت موجوں کے کئی تھپیڑے کھانے پڑتے ہیں۔

استاد بھی اپنے شاگردوں کو اپنے عزیزوں کے برابر جانے۔ ان کی خدمت تعلیم میں پوری کوشش و کاوش سے کام لے۔ ان سے بے تمیزی و بے ادبی ہو جائے تو عفو و تحمل سے کام لے۔ بدمزاجی سے پیش نہ آئے۔ لیکن اگر وہ اپنے اسباق و معمولات میں کوتاہی کریں تو بے شک قوت سے کام لے اور انہیں بگڑنے نہ دے۔ بے ضرورت تشدد نہ کرے۔ زیادہ تر نرمی و دلجوئی سے کام لے۔

اگر شاگرد کوئی حق بات کہہ دے تو اُسے قبول کرنے سے عار نہ کرے۔ اپنی غلطی ظاہر ہو تو اس کے اعتراف سے باک نہ کرے۔ اس سے خدمت کی توقع

Marfat.com

نہ رکھے۔ ان کے اعمال وافعال کی نگرانی رکھے۔ اخلاق وعادات کو سدھارنے پر خصوصی توجہ دے۔ ان کے اسباق خوب ذہن نشین کراوے اور وقتاً فوقتاً ان کا امتحان لیتا رہے تاکہ ان کی رفتار، ترقی و لیاقت معلوم ہو سکے۔

آداب حاکم

حاکم خواہ کسی درجہ کا ہو اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ عدول حکمی نہ کرے۔ اگر اس کا حکم مبنی برانصاف نہ ہو تو اس کے افسر اعلیٰ کے پاس مرافعہ یا اپیل کرے۔ اسے سخت سست نہ کہے۔ اپنی مطلب براری کے لئے اُسے بے انصافی کرنے پر مجبور نہ کرے۔ رشوت نہ چلائے، سفارش نہ پہنچائے۔ اس کی توہین نہ کرے۔ اُس کے فرائض منصبی میں مداخلت نہ کرے۔ اس کی شان کے شایان ادب واحترام کرے۔ ذاتی انتقام کے لئے اُسے نقصان پہنچانے سے باز رہے۔ اگر اس سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کردے یا صبر کرے۔

اس کی خوشامد یا گستاخی نہ کرے۔ اسے بُرے راستہ پر نہ لگائے۔ اس سے میل جول نہ بڑھائے۔ بلا ضرورت اس کے سامنے نہ آئے۔ اگر اس میں کوئی ایسی خرابی دیکھے جس سے مفادِ عامہ کو نقصان پہنچتا ہو تو اس کی اصلاح کی خود کوشش کرے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو اس کے افسرِ اعلیٰ کے علم میں ایسے واقعات لائے تاکہ وہ مناسب انتظام کر سکے۔

آداب ملازم

ہر نظام میں ملازم ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری رتبہ یا عہدہ کے لحاظ سے اس کی برتری وتفوق اسے ملازم کی تعریف سے خارج نہیں کر سکتا۔ خواہ اس کے منصب کا نام کچھ ہی رکھ دیا جائے۔ مگر عرف عام میں عملہ ماتحت ہی ملازم سمجھا جاتا ہے۔ یعنی چپڑاسی سے لے کر ہیڈ کلرک تک۔ باقی

Marfat.com

اپنے آپ کو افسروں میں شمار کرتے ہیں۔

حکم کرنا آسان ہوتا ہے اور اس پر کوئی وقت نہیں لگتا۔ مگر تعمیلِ حکم کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے ملازم پر کوئی حکم جاری کرنے کے بعد اس کی تعمیل کے لئے عجلت کی خواہش نہ کرے۔ اس پر دشوار احکام جاری نہ کرے۔ اس کی راحت اور حفاظت کی فکر کرتا رہے اسے حرام کھانے سے بچانے کے لئے اس کے عوامی روابط پر گہری نظر رکھے۔ خود حرام کھانے سے بچے تاکہ ملازم اس سے اثر پذیر ہو۔ جن کو رشوت وغیرہ لینے کی عادت ہے ان پر ایسے احکام و کام نہ چھوڑے جن کی بنا پر اسے رشوت لینے میں آسانی ہو۔ بلکہ جو کام عوام سے براہِ راست تعلق رکھتے ہوں۔ وہ خود کرے یا اپنی نگرانی میں فوراً کرائے اور اس بات کا دھیان کرے کہ کسی حکم کے اجراء میں ملازم دیر نہ کرے۔ ایسے ذرائع بھی اختیار کرے کہ ملازم کے نجی مشاغل کا بھی پتہ لگا سکے تاکہ اس کے حالات سے کماحقہ واقفیت حاصل کر کے اس کو کنٹرول کر سکے۔ داد خواہوں کی رسائی کے لئے ملازم کو واسطہ نہ بنائے۔ اگر ملازمین میں تنازعہ ہو جائے تو اس کے تصفیہ کے لئے عدل سے کام لے اور کسی کی رعایت نہ

کی ~~رعایت نہ کرے~~

کرے۔ ملازم سے ایسا کام نہ لے جو اس کے فرائض میں داخل نہ ہو۔ نہ اوقاتِ مقررہ سے زیادہ کام کرائے اور اس سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ بلاضرورت رُعب اور سختی نہ کرے۔ اس سے کسی خدمت اور مدد کا خواہاں نہ ہو۔ اگر اس سے کوئی قصور ہو جائے تو اس کی سزا دیتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ میں خود بھی ملازم ہوں۔ اگر مجھ سے ایسا کام ہو جاتا تو میں اپنے بالا افسر سے کیا اُمید رکھتا؟

آدابِ راعی

راعی حق تعالیٰ کی طرف سے نائب السلطنت کا درجہ رکھتا ہے اگر وہ خدا کے

Marfat.com

خوف سے انصاف کرے گا تو اس کا اجر پائے گا۔ اگر اس کے خلاف کریگا تو اس کا وبال اسی پر آئے گا۔ رعایا پر اس کی اطاعت فرض ہے۔ خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے رعایا ہر حال میں اپنے بادشاہ یا امیر السلطنت کی اطاعت و خیر خواہی کرے اس کی طرف سے جو آرام پہنچے اس کی شکر گزاری کرے۔ بدعہدی نہ کرے۔ ملک میں فتنہ و فساد نہ پھیلائے۔ سرکشی یا بدخواہی نہ کرے۔

اس کی طرف سے اگر کوئی خلافِ طبع حکم نافذ ہو تو اس پر صبر کرے۔ شکایت و بددُعا نہ کرے۔ اس کی نرم مزاجی و ہدایت کے لئے دُعا کرتا رہے اور بہتر یہ ہے کہ خود کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کا زیادہ پابند بنائے۔ تاکہ وہ مقلب القلوب حاکمِ وقت کو اس پر مہربان کر دے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رعایا کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس پر ظالم حاکم مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔

اس کی طرف سے اگر کوئی خلافِ شرع حکم صادر ہو تو اس صورت میں اطاعت فرض نہیں۔ مگر سرکشی و بغاوت بھی فرض نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ مناسب طریق سے اس کی توجہ اس خلافِ شرع حکم کی طرف مبذول کرائی جائے اور احسن طریقہ سے اسے حکم کے واپس لینے پر مجبور کیا جائے۔

اگر اس کے احکام کی نوعیت مداخلت فی الدین کی حیثیت رکھتی ہو جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی لازم آتی ہو اور عزت و ایمان کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے۔ تو اس صورت میں اگر ہمت، سامانِ مقاومت و مدافعت ہو تو اعلانِ جہاد کر دے۔ ورنہ بامر مجبوری حفظ و ایمان اور عزت و ناموس کی خاطر وہاں سے ہجرت کر جائے۔

آدابِ رعایا

رعایا راعی کے لئے بمثل عیال کے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محافظ اور نگہبان ٹھہرائے اور وہ

Marfat.com

رعیت کی خیرخواہی اور خیر اندیشی کے ساتھ حفاظت و نگرانی نہ کرے تو وہ بہشت کی بُو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

(۸) ایسی پالیسی اختیار کرے جس سے ملک میں اتحاد و یگانگت قائم رہے۔ دو فرقوں یا دو جماعتوں میں افتراق و انتشار پیدا نہ کرے اور پیدا نہ ہونے دے کسی سے ترجیحی سلوک نہ کرے۔ سب سے مساوات برتے۔ جبر و تشدد سے کام نہ لے۔ نہ کسی کو ظلم و تعدی کرنے دے۔

عدل و انصاف کو رواج دے کسی کی رو رعایت نہ کرے۔ کسی سے بے انصافی نہ ہونے دے۔ اقربا پروری، سفارش اور رشوت کا نام و نشان مٹا دے محتاط اور دیانتدار اعمال مقرر کرے۔ ان کے قول و کردار کا سختی کے ساتھ محاسبہ کرے۔ داد خواہی کے لئے آسانی پیدا کرے۔ تاکہ ہر شخص بلا دقت رسائی حاصل کر سکے۔

اپنے عیش و عشرت پر رعایا کے آرام اور راحت کو ترجیح دے۔ ہر وقت خدمت و رفاہیت کو پیشِ نظر رکھے۔ ایسے قوانین کے اجرا سے باز رہے۔ جو لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں یا جن سے ایک طبقہ کو فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچے یا جو لوگوں کو دین سے دُور کریں۔

تعلیم عام کرے۔ لوگوں کا اخلاق بلند کرے۔ بے روزگار کسی کو نہ رہنے دے خوشحالی و فارغ البالی کا دور لائے۔

آدابِ مُسلم

مسلمان بلا امتیاز رنگ و نسل ایک ہی رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں اور اس لحاظ سے خصوصی ادب کے مستحق ہیں۔ اصبہانی نے ترغیب و ترہیب میں بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ اجنبی مسلمانوں کے یہ آداب نقل کئے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کی لغزش کو معاف کرے۔ اس کے رونے پر رحم کرے۔ اس کے عیب کو ڈھانکے۔ اس کے عذر کو قبول کرے اس کی تکلیف

Marfat.com

کو دور کرے۔ ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرے۔ اس کی حفاظت و محبت کرے۔ اس کے ذمّہ کی رعایت کرے۔ بیمار ہو تو عیادت کرے۔ اور مر جائے تو جنازہ پر جائے۔ اس کی دعوت قبول کرے۔ اس کا ہدیہ قبول کرے اس کے احسانات کی مکافات کرے۔ اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ موقع پر اس کی نصرت کرے۔ اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے اس کی حاجت روائی کرے۔ اس کی درخواست سنے۔ اس کی سفارش قبول کرے۔ اس کی مراد سے ناامید نہ کرے۔ وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اس کی گمشدہ چیز کو اُس کے پاس پہنچا دے۔ اس کے سلام کا جواب دے۔ نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔ اس کے ساتھ احسان کرے۔ اگر وہ اس کے بھروسہ پر قسم کھا بیٹھے تو اُس کو پورا کر دے۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے۔ اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو تو روک دے۔ اس کے ساتھ محبت کرے۔ دشمنی نہ کرے۔ اس کو رسوا نہ کرے۔ جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے "۔

بعض دوسری احادیث میں یہ آداب زائد ہیں :-

"ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو بہتر ہے۔ اگر باہم اتفاقاً کوئی رنجش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے۔ اس پر بدگمانی نہ کرے اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ امکان بھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔ دو مسلمانوں میں نزاع ہو جاتے تو باہم صُلح کرا دے۔ اس کی غیبت نہ کرے۔ اس کو کسی طرح کا مال و آبرو میں ضرر نہ پہنچائے۔ اگر کوئی سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا دے۔ اس کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی

Marfat.com

باتیں نہ کریں۔ اگر کسی میں عیب دیکھے تو بلطف و نرمی اسے مطلع کر دے ورنہ دوسرا شخص اسے رسوا کرے گا۔

آدابِ انسان

انسان تین قسم کے ہوتے ہیں :-

۱۔ عاقل جس نے اپنے نفس کو ذلیل اور پامال کر کے اس پر قابو پا لیا ہو اور عمل و اہتمام سے دنیا و آخرت کا سامان تیار کر لیا ہو۔

۲۔ احمق جس نے صحیح مقصد کی خاطر غلط طریقہ اختیار کر لیا ہو اور اپنے نفس سے خواہشات کی اتباع کرائی ہو یعنی شہوات کا تابع ہو گیا ہو۔

۳۔ مجنون جس نے ایسی چیز کو اختیار کر لیا ہو جس کو اختیار نہ کرنا چاہیئے اور اس کا انتخاب و اختیار سرے سے ہی فاسد ہو۔

حق تعالیٰ نے انسان کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں احسن و اشرف بنایا ہے عقل و شعور سے نوازا ہے۔ پابند و مجبور نہیں بنایا بلکہ نیکی و بدی کے معاملے میں آزادی و خود مختاری بخشی ہے کہ خواہ وہ راہِ ہدایت اختیار کرے یا راہِ ضلالت مگر اس سے اس کی انسانیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس لئے ہر انسان دوسرے کو فی ذاتہٖ بلا امتیاز مذہب و عقیدہ اچھا سمجھے۔ مگر اس کے کفر و شرک اور گمراہی و برائی سے نفرت کرے۔ اس کو بے گناہ مالی یا جانی نقصان یا تکلیف نہ پہنچائے۔ گالیاں نہ دے، بدسلوکی نہ کرے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ اگر کسی سے ناخوش ہو جائے تو دوسرے وقت اس کا دل خوش کر دے۔ اگر کسی سے واقعی زیادتی ہوئی ہو تو بلا تکلف اس سے معذرت کر لے۔ اگر گفتگو میں کسی کی بے تمیزی پر مزاج میں زیادہ تغیر آنے لگے تو بہتر ہے کہ بلاواسطہ اس سے گفتگو نہ کرے۔ بلکہ کسی سلیقہ شعار مزاج شناس کو بلا کر اس کے واسطہ سے بات کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اُس کی بے تمیزی تم پر

Marfat.com

اثر انداز نہ ہو۔

مصیبت، فاقہ یا مرض میں مبتلا ہونے کی صورت میں اس کی بہ طریقِ مناسب امداد کرے۔ کھانا کھلائے اور علاج معالجہ کرے۔ اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اگر وہ مستوجب سزا ٹھہرے تو حدودِ شریعہ سے تجاوز نہ کرے۔ نہ اُسے ہراساں اور پریشان کرے۔ اُس کے جائز حقوق کی حفاظت کرے۔ ناجائز مراعات دینے سے احتراز کرے اور نہ غیر ضروری رواداری کا مظاہرہ کرے۔ ہر معاملہ میں حدود و قیود کا پابند رہے۔

آدابِ حیوان

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے"۔ اور اللہ کا سب سے پیارا وہ ہے جو اُس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے"۔

جانور بھی اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں شامل ہیں اور انسان کی طرح کھانے پینے اور آرام پانے کی حوائج رکھتے ہیں۔ مگر اس کی طرح قوتِ گویائی نہ رکھنے کی وجہ سے بھوک، پیاس، دکھ اور درد کی کہانی اپنی زبانی سنانے سے معذور ہوتے ہیں اور جو جانور انسان کی دسترس سے آزاد رہتے ہیں۔ وہ اس قدر بھوک یا تکلیف نہیں اُٹھاتے ہیں جس قدر انسان کی خدمت و حفاظت میں رہنے والے اکثر محسوس کرتے ہیں۔

اس لئے انسان کو اللہ تعالےٰ کی اس بے زبان مخلوق کے آرام و راحت کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے اور باربرداری کے جانور کو کھلائے پلائے بغیر کام میں نہ لگائے۔ روانگی کے وقت کچھ گھاس یا چارہ ساتھ رکھ لے تاکہ دوسری منزل یا کمیابی کی وجہ سے راستہ میں جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اتنی دیر مصروف کار نہ رکھے کہ وہ بالکل تھک کر بے حال ہو جائے۔ بلکہ اسے موقعہ بہ موقعہ سستانے کی سہولت دے۔ تھکنے سے پہلے اُسے چھوڑ دے یا بدل لے۔ منزلِ مقصود پر پہنچنے

Marfat.com

میں جلدی کرے۔ اس کے زیر بار ہونے کی صورت میں اسے راستہ میں بلا ضرورتِ شدیدہ نہ ٹھہرائے۔ اگر سواری کی حالت میں کسی سے بات کرنا چاہے تو نیچے اتر کر بات کرے۔ باربرداری کی صورت میں اگر کسی کام میں زیادہ دیر لگنے کا امکان ہو تو جانور سے بوجھ اُتار لے یا اُسے علیحدہ کر دے۔

بیماری یا کمزوری کی حالت میں اس سے کام نہ لے۔ اس کی برداشت سے زیادہ کام نہ لے۔ نہ اس پر زیادہ بوجھ لادے۔ اسے عادۃً یا مقابلتہً بے تحاشا نہ دوڑائے۔ اُسے نوک دار چیز نہ چبھوئے۔ لوہے کی چیز سے نہ مارے۔ سر اور منہ پر ہرگز نہ مارے۔ اُسے کس کر نہ باندھے کہ اُٹھتے بیٹھتے اُس کا گلا گھُٹنے لگے۔ نہ اُس کے منہ میں کوئی بھاری لگام یا دہانہ وغیرہ ڈالے۔

جو جانور بغرض انتفاع گھر میں رکھے ان کے خورد و نوش، راحت و آرام اور خدمت و حفاظت کا ہر طرح خیال رکھے۔ انہیں ایذا نہ پہنچائے۔ حد سے زیادہ نہ مارے۔ کسی چیز کے لئے نہ ترسائے اور جانوروں کو قید و قفس میں نہ رکھے۔ ایک دوسرے سے نہ لڑائے۔ انہیں گالی نہ دے۔ بُرا نہ کہے، منحوس نہ سمجھے اور بے قدری نہ کرے۔ لعنت نہ بھیجے۔ ان سے پیار و محبت کرے۔ ان پر شفقت سے ہاتھ پھیرے۔ اگر کوئی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی امداد کرے۔ انہیں ایسا داغ نہ دے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ جس کام کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اسی کام کے لئے استعمال کرے۔ مثلاً بکری اور بیل سے سواری کا کام نہ لے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

کسی کو غفلت میں شکار نہ کرے۔ کسی شکار کے لئے کسی جانور کو بطور لقمہ باندھ کر نہ رکھے۔ کسی جانور کو قصداً حرام چیز نہ کھلائے۔ جیسے بعض لوگ گھوڑے وغیرہ کو بھنگ، شراب وغیرہ پلا دیتے ہیں۔ یا قوت حاصل کرنے کے لئے بعض حرام چیزیں مرغ کو کھلا کر اور اسے ذبح کر کے خود کھاتے ہیں۔ پرندوں کو اُن کے گھونسلوں سے نہ اُڑائیے اور نہ اُٹھائیے۔ کسی جانور کو اُس کے بچوں سے جُدا نہ کرے

Marfat.com

اور نہ راہ چلتے جانوروں کو ناحق مارے۔

اگرچہ حلال جانور کا شکار کرنا یا اُسے ذبح کرنا اور مُوذی جانور کا ہلاک کرنا انسانی ضرورت و مصلحت کے مطابق ہے۔ مگر ہر جانور اللہ کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جس جانور کا کھانا جائز اور مقصود نہ ہو یا وہ موذی نہ ہو تو اس کو شکار یا ہلاک نہ کرے۔ اس طرح بلا ضرورت، جائز کسی جانور کی جان لینا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف ہے۔

ذبح کرتے وقت پھرتی اور چستی سے کام لے۔ دیر نہ لگائے۔ اسے زیادہ نہ تڑپائے۔ ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کرے۔ اور کسی جانور کو زندہ نہ جلائے، خواہ وہ موذی ہی کیوں نہ ہو۔

جس درخت کے سائے میں انسان یا حیوان کو آرام ملتا ہو اور وہ تمہاری ملکیت بھی نہ ہو اس کو نہ کاٹے کہ اس سے جانوروں کو تکلیف ہو گی جو موجب عذاب ہے۔

Marfat.com

۵

بابُ البدن

Marfat.com

آدابِ صحت

روحانی مسرت اور جسمانی راحت کا اصل سرچشمہ صحت ہے۔ جس طرح انسان روح کے بغیر مُردہ ہو جاتا ہے اسی طرح صحت کے بغیر ناکارہ ہو جاتا ہے اور زندگی کا لُطف کھو بیٹھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے صحت کا بحال رکھنا اشد ضروری ہے۔

اس لئے انسان ایسا طرزِ زندگی اختیار کرے جو بالکل سادہ ہو تکلفات سے پاک ہو۔ اعضا اور قویٰ میں اعتدال قائم رکھے۔ ان سے اندازہ اور قرینہ سے کام لے۔ کسی عضو کو بے کار نہ رہنے دے اور کسی عضو پر ضرورت اور برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔

بحالی صحت کے لئے بقدرِ ضرورت حفظانِ صحت کے اصولوں اور قاعدوں سے واقفیت رکھے۔ مفیدِ صحت طریقے اختیار کرے۔ مضرِ صحت امور سے اجتناب کرے۔ بدن اور کپڑے صاف وستھرے رکھے۔ ہوا دار مکان میں رہے۔ زود ہضم غذا کھائے معدہ پر بوجھ نہ پڑنے دے۔ کوئی نہ کوئی ورزش ضرور کرے اور سیر و تفریح کے لئے بھی اپنے معمولات سے کچھ وقت ضرور نکالے تاکہ توانا و بشاش رہے اور طبیعت امراض کی مزاحمت کر سکے جو ہزاروں دواؤں کی ایک دوا ہے۔

غصّہ، غم، رنج، فکر، نفرت اور خوف سے بچتا رہے کہ یہ صحت کو بگاڑ دیتے ہیں۔ سستی، کاہلی، عیاشی اور اوباشی سے بھی بچنے کی کوشش کرے کہ ان سے صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ہر وقت خوش و خرم رہنے کی سعی کرے۔ خیالات پاکیزہ اور عادات عمدہ بنائے۔ پرہیزگاری کو ترجیح دے اور اچھی چیزیں استعمال کرے۔ اگر ان باتوں کا اہتمام کرے تو ادویات کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ —— صحت زیادہ تر عمدہ عادات اور استعمال کی

Marfat.com

چیزوں پر منحصر ہے۔

آدابِ اصلاحِ نفس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"جو صاحبِ ایمان کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی دیں گے ۔"

انسان دو طرح کی امراض کا شکار رہتا ہے۔ ایک مرض جسمانی ہے جیسے بخار، نمونیہ، پھوڑا پھنسی وغیرہ کہ جس کی تکلیف کا اثر سارا بدن محسوس کرتا ہے۔ اس سے بے چینی و بے کلی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے علاج و معالجہ کے لئے انسان فوراً حکیم یا ڈاکٹر کے پاس دوڑتا ہے۔ تلخ و بدذائقہ ادویہ بخوشی پیتا ہے اور اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لیتا جب تک کہ صحتِ کاملہ نہ آ جائے۔

دوسری مرض نفسانی ہے۔ یہ جسمانی مرض سے زیادہ شدید اور مہلک ہے۔ کیونکہ اس سے بظاہر انسان کو کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی بلکہ یہ اس کی حظوظ و لذائذ کا سامان کرتی رہتی ہے۔ اسے معصیتوں اور بُرائیوں سے غافل رکھ کر اس کی نیکیوں اور اچھائیوں کو گھن کی طرح کھاتی رہتی ہے۔ مگر اسے پتہ نہیں لگنے دیتی۔ یہاں تک کہ ان کا صرف ڈھانچہ ہی باقی رہ جاتا ہے اور گوشت و پوست ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے دق کی صورت ہوتی ہے اور یہ ڈھانچہ سوائے اس کے کہ وبالِ جان بنے اور کسی کام نہیں آتا۔ اس لئے اس مرض کی شناخت بہت مشکل ہے اور علاج مشکل تر۔

اس کے معین و معاون تمام اعضاء جسمانی ہوتے ہیں جو اس کو تقویت پہنچاتے ہیں اس لئے تزکیہ نفس نہایت ضروری ہے۔ اپنے عیب و ثواب کی واقفیت کے لئے ضروری ہے کہ خود نفس کے تقاضوں کا محاسبہ کرے۔ اپنے مخلص دوستوں سے اپنی حقیقتِ حال دریافت کرتا رہے۔ ان کی تعمیری نکتہ چینی

Marfat.com

کو بخوشی قبول کرے۔

اپنے دشمنوں اور مخالفوں کی عیب جوئی اور تنقید پر غور کر کے اصلاح کی کوشش کرے۔ لوگوں میں جو بات اپنی پسند کے مخالف پائے اس کو خود بھی ترک کرنے کی سعی کرے۔ اور افضل یہ ہے کہ کوئی طبیب روحانی تلاش کرے اور اس سے جستہ جستہ اپنی امراضِ نفسانی کا علاج کرائے اور اس کی رائے پر بھی اسی طرح اعتماد کرے جیسے طبیبِ جسمانی کی رائے پر کرتا ہے۔

قوتِ علم، قوتِ غضب، قوتِ شہوت اور قوتِ عدل کو عقل و فکر کے تابع بنائے۔ حدودِ اعتدال سے متجاوز نہ ہونے دے۔ اور ہر عضو کو احکامِ عقل کی تعمیل پر مجبور کرے اور اُسے باطنی آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک و صاف رکھے۔ اسے ریاضت و مجاہدہ کی ناقابلِ برداشت مشقت میں نہ ڈالے۔

آدابِ رُوح

تخلیقِ انسان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

"جب اس کے سب اعضاء بنا چکا تو اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تم کو کان، آنکھیں اور دل دیا"

حق تعالیٰ نے روح کی تشریح نہیں فرمائی ہمیں اس کی حقیقت جاننے کے نااہل قرار دے کر صرف اُس کی صفات ظاہر فرمائی ہیں کہ یہ حیّ، عالم، قادر، مرید، سمیع، بصیر اور متکلم ہے۔ اور یہ سب کی سب ذاتِ الہٰی کی صفات ہیں۔ اس لئے روح حاکمِ حقیقی کے براہِ راست نمائندہ یعنی وائسرائے کی حیثیت سے جسمِ انسانی پر حکومت کرتی ہے۔ اپنے تمام احکام اور ارادوں سے اپنے معتمدِ خاص دل کو آگاہ کرتی ہے۔ وہ ترتیب کے لئے اپنے ناظمِ اعلیٰ دماغ کے حوالے کر دیتا ہے۔ جو اجرا کے لئے اپنے عملہ ماتحت زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کے سپرد کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اس لئے روح بھی ویسے ہی آداب کی مستحق ہے جو اس کے موصوف کے ہیں۔
اگر انسان غفلت و نسیان کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ کے حاضر و ناظر ہونے کا تصوّر قائم نہ رکھ سکے۔ تو ہر جسمانی حرکت پر روح کی کارفرمائی کا استحضار کرے۔ اس کے مذکورہ بالا اعمال کو بغاوت پر آمادہ کر کے اسے پریشان نہ کرے۔ ان کے فرائض منصبی میں رکاوٹ ڈال کر تصرفاتِ روحانی میں خلل اندازی نہ کرے۔ انہیں لذاتِ کی رشوت دے کر احکامِ الٰہی کے اجرا میں سدِ راہ نہ بنے۔ اپنے جسم کو ظاہری و باطنی آلائشوں اور نجاستوں سے معمور کر کے اُسے اس حکومت سے دست بردار ہونے کے لئے بے قرار نہ کرے اور اسے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے۔
چونکہ روح کی آمد و رفت بلا اطلاع ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے اچانک پرواز کر جانے کے خیال سے خود کو ہر وقت سفرِ آخرت کے لئے تیار رکھے۔

آدابِ دماغ

مولیٰ پاک نے دماغ کے فرائض کے سلسلہ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔
"ہم نے یہ بابرکت کتاب آپ پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیات پر تدبر و تفکر یعنی غور اور سوچ بچار کریں"
دماغ مملکتِ انسانی کا وزیرِ اعظم ہے۔ اس کا کام نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا ہے۔ یہ دل کے احکامات کی کتاب و سنت کی روشنی میں جانچ پڑتال کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بُرے بھلے کی تمیز کے لئے تنقیح قائم کرتا ہے۔ اس کے نتائج و عواقب پر غور و خوض کرتا ہے۔ ماضی کی مثالوں سے حال کے تقاضوں کا موازنہ و محاکمہ کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی عقل و فکر جو فیصلہ دے اس کی باقی اعضاء فوراً تعمیل کرتے ہیں۔
دماغ کا ادب یہ ہے کہ اُسے ہر وقت ترو تازہ رکھے۔ وہم و وسوسہ کا شکار نہ بنائے۔ رنج و غم میں مُبتلا نہ کرے۔ آیات اللہ کے مشاہدہ اور معرفتِ

Marfat.com

حق کے حصول کے لئے اسے زیادہ سے زیادہ وقت دے۔ تاکہ یہ بے فکری کے ساتھ کام کر سکے۔

ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کا مشورہ لے۔ اس کی شرعی پوزیشن معلوم کرے۔ اپنے نفع و نقصان کا تخمینہ لگوائے۔ اسے مشورہ و فتویٰ کے لئے معقول مُہلت دے۔ عجلت نہ کرے اور جب تک وہ کوئی فیصلہ نہ دے اس کام کو شروع نہ کرے۔ کیونکہ تعجیل کرنا شیطان کا کام ہے۔

قوتِ علم، قوتِ غضب، قوتِ شہوت اور قوتِ عدل کو اسی کے تابع فرمان بنائے۔ ہر عضو کو اس کے احکام کی تعمیل پر مجبور کرتا ہے۔ سستی یا غفلت سے کام نہ لے۔

اسے ہر وقت مصروفِ کار نہ رہنے دے بلکہ اسے ستانے اور آرام کرنے کے لئے کچھ دیر کی چھٹی بھی دیتا رہے۔ اس پر ضرورت سے زیادہ دباؤ بھی نہ ڈالے۔ ورنہ اس کے مختل و بدحواس ہو جانے کا خطرہ ہے۔

آدابِ دل

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

”اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے جو کچھ دلوں میں ہے وہ سب آشکارا ہو جائے گا۔“

بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی :۔

”دل سے مراد سینہ کے اندر کا وہ مضغہِ گوشت نہیں جو طبّی اصطلاح میں دل کہلاتا ہے بلکہ وہ دل مراد ہے جو محاورہ زبان میں احساس، عقل ارادہ سب کا مرکز ہے۔ انسانی بول چال میں دل اسی کو کہتے ہیں اور افعالِ ارادی کا صدور اسی سے ہوتا ہے۔“

دل کا ادب یہ ہے کہ دل کی دنیا پر عقل و فکر کی صالح حکومت قائم کرے۔ اس

Marfat.com

میں شیطانی قوانین کی بجائے ربّانی آئین چلائے۔ اس کے خزانہ کو اسرارِ الٰہی سے بھرنے کی کوشش کرے۔ اسے انوارِ الٰہی سے روشن رکھے۔ شہنشاہِ حقیقی کی اس جلوہ گاہ کو حسین وجمیل بنائے۔ اس کے بازاروں کو طاعات وعبادات سے سجائے۔ اس کی سڑکوں کو نفسانی آلائشوں اور خود غرضیوں سے پاک وصاف رکھے۔ اس کی ساری کائنات شیشہ سے بھی زیادہ نازک ہے اسے کسی قسم کی ٹھوکر نہ لگنے دے۔ ورنہ شیشۂ دل پاش پاش ہوکر عرشِ الٰہی کو ہلا دے گا۔

اس کی افواجِ خواہشات میں طلبِ حق کی سچی تڑپ پیدا کرے۔ قبولِ ہدایت کے لئے ہر وقت تیار رکھے۔ ان کو عبرت وقناعت کا خوگر اور استقلال واعتدال کا عادی بنائے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احترام سکھائے۔ اس کو ڈپلومیسی یعنی منافقت سے پاک رکھے۔ اس کی جو بھی پالیسی ہو سفیر زبان سے اسی کا اعلان کرائے۔ دنیا کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش نہ کرے اور ایسے اعلان جاری کرنے سے باز رہے جن کی درونِ پردہ کوئی حقیقت نہ ہو۔ اس کو شہوانی حملوں کی مدافعت اور غضبی قوتوں کی مقاومت کے لئے ہر وقت جذبۂ جہاد سے معمور رکھے۔

اسے جمہوری تقاضوں کے حوالے نہ کرے۔ اس میں اغراضِ نفسانی کو اکثریت میں نہ آنے دے کہ اس سے اغراض عن الحق اور دانستہ کج روی لازم ہے۔ ورنہ مقتدرِ اعلیٰ اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو نا اہل جمہوری حکومتوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے اور جن کو معطّل کر کے سب اختیار حاکمِ اعلیٰ خود سنبھال لیتا ہے۔ اسی طرح سنت اللہ بھی اس پاکیزہ حکومت کو ذاتی اغراض کا اکھاڑہ نہیں بننے دیتی۔ بلکہ اسے کدورتوں اور آلائشوں سے پاک رکھنے کے لئے اس پر انقباض واعراض کے حجاب ڈال کر مُہریں لگا دیتی ہے اور تمام قوائے فہم وادراک ضبط کر کے بندگانِ اغراض کو اپنی رحمت سے دور اور اپنی نصرت سے محروم کر دیتی ہے۔

Marfat.com

آدابِ زبان

حق تعالیٰ نے زبان کے بارہ میں یوں تاکیدی اشارہ فرمایا ہے :-
"اللہ کے بندے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے"

زبان حکومتِ انسانی کا ایک غیر محتاط رشوت خور اور خود غرض کارندہ ہے۔ دل کی سفارت اسی کے سپرد ہے۔ قلبی اعلانات کو نشر کرنے میں کسی کسی وقت یہ اپنی خواہشات کو بھی ساتھ شامل کر دیتی ہے۔

بسا اوقات اس میں غلو و مبالغہ سے کام لے کر اس کا مقصد ہی فوت کر دیتی ہے۔ بعض دفعہ اس کا تاریک پہلو اتنا روشن کر کے پیش کرتی ہے کہ اعلان سننے والا گھبرا اُٹھتا ہے۔ بسا اوقات ایسے سخت و ترش الفاظ میں اعلان کرتی ہے کہ سننے والا نفرت کرنے لگتا ہے۔ غرضیکہ یہ جس طرح چاہتی ہے باہر کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے انسان اسے محتاط بنانے اور اس کی نگرانی کرنے کی کوشش کرے۔

زبان کا ادب یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرے۔ اسے کثرتِ کلام سے روکے۔ اس پر عقل و فکر کا سنسر بٹھائے۔ تاکہ یہ سوچے سمجھے بغیر ایسی بات نہ کر سکے جو اس کے لئے یا دوسرے کے لئے باعثِ مضرت ہو۔ اسے لذات کی رشوت حاصل کرنے کے لئے خوشامد و چرب زبانی سے روکے۔ ہر وقت کام و دہن کی خدمت میں مصروف نہ رہنے دے۔ عمدہ کھانوں، تازہ میوؤں اور نفیس شربتوں کے استعمال کا عادی نہ بنائے جو اُسے بگاڑ دیتے ہیں۔ اس کی بھوک و پیاس فاقہ و ذکر سے بجھائے۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی آبِ زمزم کا اثر رکھتا ہے۔ اسے جس غرض کے لئے استعمال کرے یہ نفع پہنچاتا ہے۔ اسے گوشہ نشینی کی بھی عادت ڈالے کہ اس کا سکوت سکون کا باعث ہوتا ہے۔ اسے زنا سے بھی بچائے۔ یعنی ایسی باتیں کرنے سے باز رکھے جس سے خواہشاتِ نفسانی کو لذت پہنچے اسے عبادۃً کسی غیر اللہ کے پکارنے پر

Marfat.com

مجبور نہ کرے کہ یہ شرک ہے جو ناقابلِ معافی ہے۔

آدابِ چشم

ارشادِ ربانی ہے کہ:-

"جن لوگوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کی بینائی سلب کر لیتا۔"

اس کے پاس قوتِ باصرہ کا قلمدانِ وزارت ہے اس کا کام بیرونی حالات کا مطالعہ و مشاہدہ کر کے دل کو ان سے آگاہ کرنا اور دماغ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ اسے شیطانی و شہوانی تصرفات اور حملوں سے بچانا ضروری ہے۔ تاکہ اسے بدصورت خوب صورت، عیوب محاسن اور برائیاں حسین نظر نہ آنے لگیں۔ اور یہ یکسوئی کے ساتھ مصروفِ کار رہ سکے۔

آنکھ کا ادب یہ ہے کہ اُس کی حفاظت کرے۔ اسے غیر اللہ کی طرف ملتفت نہ ہونے دے۔ کسی غیر محرم پر نظر نہ ڈالے۔ اگر اتفاقی طور پر پڑ گئی ہو تو خیر ورنہ دوسری بار اُسے دیکھنے سے درگزر کرے کہ یہ ناجائز ہے۔ مرد کے ستر یعنی گھٹنوں اور ناف کے درمیانی حصّہ پر بھی نظر نہ ڈالے۔ کسی پر ایسی نظر بھی نہ ڈالے جس سے حظِ نفس مقصود ہو کہ یہ آنکھ کے زنا کا درجہ رکھتی ہے کسی کے مال پر نظرِ بد نہ رکھے۔ کسی کو چور سمجھ کر زیرِ نظر نہ رکھے بلکہ اپنے مال پر نظر رکھے کہ یہ چوری نہ ہو جاوے۔ کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے نہ کسی کو آنکھیں دکھائے۔ نہ بزرگوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بات کرے۔ بلکہ ان سے ملتے وقت اور راہ چلتے نظریں نیچی رکھے۔ انہیں تجسس کے لئے متحرک نہ کرے۔ نہ بے حیائی و فحاشی کے اڈوں کی طرف دوڑائے۔

کافروں، مشرکوں، منافقوں، گمراہوں اور گناہگاروں کے انجام پر نظر رکھے اور اُسے عبرت کا سامان بنائے اور ان سے خود کو بچائے۔ صدیق، صالح

Marfat.com

متقی اور برگزیدہ بندوں کی پرہیزگاری و نیکوکاری پر نظر رکھ کر سبق حاصل کرے اور اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرے۔ مظاہر قدرت و مناظر فطرت کا نظارہ کرتا رہے تاکہ معرفتِ حق حاصل ہو۔

آدابِ گوش

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

"جن لوگوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی ۔ اگر اللہ چاہتا تو اُن کے کان بند کر دیتا ۔"

یہ قوتِ سامعہ کا قلمدانِ وزارت سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ بیرونی دنیا کی نشریات سے ایسے امور جو دل و دماغ سے متعلق ہوں اخذ کر کے ان تک پہنچائیں اور ان کے احکام سے خود ہر وقت مطلع رہیں ۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان تک ایسی کوئی بات نہ پہنچائیں جو اُن کے نظام میں برہمی پیدا کرے اور خود سحر بیانیوں، خوش الحانیوں اور نغمہ آرائیوں میں مست و مسرور ہو کر فرائض منصبی سے غافل نہ ہو جائیں ۔ تاکہ ان کو غافل دیکھ کر نفسِ امارہ ان کے راستہ دل و دماغ پر کوئی حملہ نہ کر دے ۔

اس لئے ہر انسان اپنے کانوں کو متقی بنائے۔ ان کی نگرانی کرے۔ انہیں غلط، جھوٹی، بے بنیاد اور غیر شرعی باتوں پر دھیان کرنے کا عادی نہ بنائے۔ چھپ کر لوگوں کی باتیں نہ سُنے ۔ سرود و نغمہ، راگ و ساز، لہو و لعب کی باتوں سے دُور رہے۔ جو بات ان تک پہنچے اس پر اس وقت تک یقین نہ کرے جب تک اس کے صادق و کاذب ہونے کا پتہ نہ لگائے۔ کفر و شرک اور معصیت و گمراہی کی باتیں سننے سے احتراز کرے ۔ صرف صداقت و ہدایت کی باتیں سُنے ۔ اور باقیوں کو رد کر دے ۔ ناگوار باتیں سُن کر دوسرے ارکانِ حکومت کو انتقام پر نہ اُبھارے بلکہ سُنی ان سُنی کر دے ۔

Marfat.com

آدابِ بینی (ناک)

یہ قوتِ شامہ کا وزیر ہے جو ارکان کابینہ میں زیادہ شریف النفس اور مرنجان مرنج واقع ہوا ہے اس کا کام صرف سونگھ کر کسی چیز کے اصلی یا نقلی، صحیح یا خراب، مفید یا مضر ہونے کے متعلق فتوے دینا ہے۔ زیادہ با اختیار نہیں بلکہ دوسروں کا محتاج ہے۔

اس لئے اُس کے ساتھ شرافت کا سلوک کیا جائے۔ اس کی حدودِ اختیار و رسائی کے اندر ایسی درآمد برآمد نہ کرے جس سے اُسے تکلیف پہنچے۔ مثلاً شراب نہ پئے کہ اُس کی بُو ناگوار ہوتی ہے۔ دانتوں وغیرہ کو صاف رکھے تاکہ اندر سے بدبُو نہ آئے۔ ایسے مقام سے بچے جس کی فضا مسموم، گندی اور خراب ہو۔ کپڑے صاف وستھرے رکھے کہ پسینہ یا اُن کی میل سے بدبُو نہ آئے۔ عطر و خوشبو سے اس کی خاطر داری کرے کہ یہ احیائے سُنّت ہے۔ باغوں کی سیر کرے تاکہ گلہائے رنگا رنگ کی خوشبو و مہک سُونگھ کر انسان اپنی عاجزی و بے بسی کا اندازہ لگائے۔ جو آسمان گیر عزیمت اور زمین پاش ہمت رکھنے اور اسباب فراہم کرنے کے باوجود کوئی چھوٹا سا خوشبودار پھول تیار کرنے پر قادر نہیں۔ اگر اتفاقیہ کسی گلی سڑی نعش کی بدبُو سے اذیت پائے تو اپنی موت اور انجام کا بھی احساس کرے۔

آدابِ مُو (بال)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھ کر جس کے سر کا کچھ حصّہ منڈا ہُوا تھا اور کچھ چھوڑا ہُوا تھا فرمایا کہ سارا سر منڈا لو یا سارا چھوڑ دو۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سروں پر ایسی بودیاں نہ رکھوائے جو نصرانیوں کا دستور ہے کہ آگے کے حصّہ کے بال بڑھے ہُوئے ہوتے

Marfat.com

ہیں اور پچھلے حصے کے کترائے ہوئے ہوتے ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال احادیث صحیحہ کی بنا پر کبھی دونوں شانوں تک ہوتے کبھی دونوں کانوں کی لَو تک۔ کبھی دونوں مذکورہ حالتوں کے درمیان درمیان جن کو پٹھے بھی کہتے ہیں۔ بو دی سے بہتر ہے کہ پٹھے رکھ لے تاکہ نصرانیوں کے تشبہ سے بچے اور احیائے سنت کا ثواب پائے۔

اپنے بالوں کو بے تحاشہ نہ بڑھنے دے بلکہ حدِ اعتدال پر رکھے۔ سر کے بال کانوں کی لَو تک اور ڈاڑھی کے بال مشت بھر رہنے دے اس سے زیادہ نہ بڑھائے۔ اور بغل و زیر ناف کے بال بالکل نہ بڑھنے دے ان کا مونڈنا اور لبیں کٹانا بہتر ہے۔

بالوں کو اُلجھائے نہ رکھے کہ پریشان حال نظر آئے۔ بلکہ ان کو تیل و کنگھی سے سنوارتا رہے اور مناسب وقفہ کے بعد ان کی اصلاح کرتا رہے۔ یعنی ضرورت سے زائد حصّہ کٹواتا رہے۔

اپنے بالوں کو گوندنے سے یا گھنگرالے بنانے سے یا مصنوعی طریقے سے بڑھانے سے باز رہے کہ یہ خدا کی پیدائش میں ردّ و بدل کرنا ہے۔

آدابِ ریش

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے:-

"مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو۔"

ڈاڑھی رکھنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ مرد کے چہرے کی زینت اور اُس کے حسن کی محافظ ہے۔ کیونکہ اکثر بے ریش لڑکے شہوت پرستوں کی ہوس رانیوں کا شکار رہتے ہیں۔ مگر اس سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے بدنظروں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ان کی شہوانی رغبت نفرت میں بدل جاتی ہے۔

Marfat.com

طبِ مغرب کی تحقیق کی رُو سے ڈاڑھی بینائی کی محافظ ہے۔ کیونکہ رخساروں کی شریانوں کا آنکھوں سے براہِ راست تعلق ہے۔ ان پر بار بار اُسترہ پھیرنے اور رگڑنے سے شریانوں پر بُرا اثر پڑتا ہے جس سے بینائی کمزور ہوتی رہتی ہے اور روزمرّہ کا تجربہ اس کا شاہد ہے کہ ایک ہی عمر اور قوتِ توانائی کے انسان کی ڈاڑھی منڈانے اور نہ منڈانے والے کی قوتِ بینائی آخری عمر میں بالکل مختلف ہو جاتی ہے۔

ڈاڑھی کا ادب یہ ہے کہ اسے کافروں، مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان وجہِ امتیاز بنائے سکھوں کی وضع کے مطابق اُسے بالکل ملبا نہ چھوڑ دے بلکہ مشت بھر رکھے یا اسلامی وضع پر چھوڑے رکھے۔ اسے سنوارتا رہے۔ گوندے اور چڑھائے نہیں۔

ڈاڑھی چونکہ بطور سنتِ نبویؐ رکھی جاتی ہے اس لئے اس کا کما حقہ احترام کرے۔ اس سے نفرت نہ کرے۔ اُسے برا نہ کہے کہ یہ گناہ ہے۔ چونکہ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے۔ ہر برائی نیکی سمجھی جاتی ہے اور ہر نیکی کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اگر ڈاڑھی والے سے ذرا بھی کوئی غلطی یا لغزش سرزد ہو جائے تو اس غلطی یا لغزش کو بُرا کہنے کی بجائے بد طینت لوگ فوراً ڈاڑھی پر حملہ کرتے ہیں۔ اس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حالانکہ سنت رسولؐ کی توہین خود رسولِ خدا کی توہین کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے باریش شخص توہینِ رسولؐ کا سبب بننے سے بچتا رہے۔ اپنے ہر قول و فعل کی حفاظت کرے تاکہ اس کی بے احتیاطی، غفلت یا بدنیتی کی وجہ سے ناموسِ رسولؐ پر حرف نہ آئے۔ نہ اس کی آڑ میں لوگوں کو دھوکہ دے کر سرکارِ دو جہاںؐ کو اذیت پہنچائے کہ جس نے ان کو تکلیف دی اس نے اللہ کو رنجیدہ کیا اور جس نے اللہ کو ناراض کیا اُسے اُس کے قہر و غضب نے دوزخ کا لقمہ بنا دیا۔ اس لئے حضورؐ کی اس صوری سنت سے اپنے اعمال کو مؤثر و صالح بنائے تاکہ ان کی شفاعت کا مستحق بنے۔

Marfat.com

آدابِ بروت (مونچھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو مشرکین و مسلمین میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے فرق بیان فرمایا ہے۔ اور یہ فرق اسی وقت ہی پیدا ہو سکتا ہے جب یہ بھی سنت کے مطابق ہوں۔ اس لئے مونچھوں کو زیادہ نہ بڑھنے دے کہ پانی وغیرہ پیتے وقت وہ چھاننی کا کام دیں۔ نہ بالکل استرہ سے صفاچٹ کرادے کہ عورت کی مانند معلوم ہونے لگے کہ یہ بھی فرنگیوں کی رسم ہے۔ جو جس قوم کی مشابہت کو عزیز رکھے گا قیامت کے دن اسی سے اٹھایا جائے گا۔ بلکہ انہیں ان کے بین بین تھوڑی تھوڑی رکھے۔ اُن کے بازو اتنے نہ کاٹ لے کہ وہ مکھی کی صورت اختیار کر جائیں۔ اور نہ انہیں تلوار کی تراش پر بنوا کر ظاہری زینت کا سامان کرے کہ عند اللہ حسنِ صورت کی نسبت حسنِ سیرت کا زیادہ درجہ ہے اور نہ ہی اظہارِ فخر و تکبّر کے لئے مونچھیں بڑھا کر انہیں تاؤ دیتا رہے۔

آدابِ دست

اللہ تعالیٰ نے صاف بتلا دیا ہے کہ :-

"تم پر جو کوئی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہاتھ کی کمائی کا نتیجہ ہے۔"

یہ قوتِ لامسہ اور رسد و نخوراک کے وزیر ہیں۔ ان کا تمام کاروبار عملی ہے ہر شعبۂ حیات میں انہیں دخل حاصل ہے۔ بہت حد تک با اختیار اور آزاد ہیں۔ مگر خواہشاتِ نفس کے غلام ہیں اور دوسرے ارکانِ حکومت کو اپنے ہمنوا بنانے میں ماہر ہیں اس لئے اکثر اوقات قوائے باطنی اعضائے ظاہری کے ہاتھوں بے دست و پا ہو جاتے ہیں۔

اس لئے انسان انہیں حدود و قیود کا پابند بنائے۔ ہر حرکت سے پہلے اس کی سند حاصل کرے۔ اسے احکامِ شرعیہ کے مطابق عمل میں لائے۔ اپنی خواہش و

Marfat.com

خوشی کو دخل انداز نہ ہونے دے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز میں امتیاز کرے۔ ایسے فعل سے احتراز کرے جو عنداللہ ناپسندیدہ ہو۔ معصیت کی لذت کا شکار ہونے سے پہلے ثواب کی کثرت کا بخوبی اندازہ لگائے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔

ظلم و تعدی، خیانت و بغاوت سے باز رہے، کسی کی عزت و عصمت، یا مال و دولت پر ہاتھ نہ ڈالے۔ شہوت پوری کرنے کے لئے کسی کو نہ چھوئے۔ نہ مشت زنی کرے۔ ایسا کوئی کھیل نہ کھیلے جو گناہ کی حیثیت رکھتا ہو۔ کیمرے یا ہاتھ سے انسانی تصویریں نہ بنائے۔ خودکشی، بت تراشی سے احتراز کرے۔ ساز بجانے یا ہاتھ سے سلام کرنے سے بچتا رہے۔ غیراللہ کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے۔

آدابِ پاء

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب بے ہودہ مشغلوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں"۔

یہ سلسلہ رسل و رسائل کے وزیر ہیں۔ خود غرضی و نفس پرستی سے پاک نہیں۔ تفریح گاہوں اور عشرت کدوں کی طرف بے تابی سے بڑھتے ہیں۔ لیکن عبادت گاہوں اور کارزاروں کی طرف سستی سے چلتے ہیں۔ بعض دفعہ اپنے رفقاء کار کو مبتلا کر کے غیر شعوری طور پر اپنے مقصود و مطلوب کی طرف اس طرح چل پڑتے ہیں کہ انہیں کچھ پتہ نہیں رہتا۔

اس لئے انسان ان کو طاعات کی زنجیروں سے مانوس کرے، بے راہروی سے روکے۔ عملِ صالح کی راہ دکھائے اور اس پر بہ مشقت چلاتے۔ رفتار میں

Marfat.com

وقار اور چال میں اعتدال پیدا کرے۔ اسے فخر و تکبر سے پاک رکھے۔ اکڑ کر نہ چلے۔ ہر قدم پر احتیاط کرے کہ کہیں ہم رنگِ زمین دام نہ ہو۔ ایسا راستہ اختیار نہ کرے جو خدا سے جُدا کرنے والا ہو۔ میدانِ جہاد میں ثابت قدمی دکھلائے۔ مقامِ عیش سے راہِ فرار اختیار کرے۔ ظلم و زیادتی کے لئے نہ دوڑے۔ راہ چلتے کسی کو ٹھوکر نہ لگائے۔ اگر خود کو ٹھوکر لگ جائے تو اسے بلا سبب نہ سمجھے بلکہ اُسے راستہ میں چلتے ہوئے راہ چلنے کے کسی ادب کی خلاف ورزی پر تنبیہ جانے اور اس کا استحضار کر کے استغفار کرے۔

اپنے پاؤں کو پیشاب کی چھینٹوں اور رقص و ناچ سے بچائے اور اپنے پاؤں سے اپنی گرفتاری کا جال نہ بنائے۔

آدابِ ناخون

ناخن کا گرہ کشائی وغیرہ کے لئے حدِ اعتدال میں رکھنا ضروری ہے اور اس سے بڑھ جانے کی صُورت میں اس کو کٹانا فطرتِ سلیمہ کے مقتضا میں سے ہے۔ چالیس دن سے زیادہ کسی صورت میں انہیں نہ رہنے دے اور انہیں نہایت احتیاط سے کاٹے یا کٹائے تاکہ زخم نہ آ جائے۔ بہتر ہے کہ جب ان میں میل بھر جائے ان کو کاٹ دے۔

میت کے بال یا ناخون نہ کاٹے اور جو ناخون ٹوٹ گیا ہو اس کا کاٹنا درست ہے۔

آدابِ شکم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

رو آدمی کے لئے بھرنے کے واسطے پیٹ سے زیادہ کوئی بڑا برتن نہیں ہے۔ آدمی کی ضرورت کے لئے تو چند لُقمے کافی ہیں۔ جن سے

Marfat.com

زندگی قائم اور کمر مضبوط رہے۔ اگر اس سے زیادہ ہی کھانا ضروری ہے تو پیٹ کے تین حصّے کر لینے چاہئیں کہ تہائی حصّہ کھانے کے لئے۔ تہائی حصّہ پانی کے لئے اور تہائی سانس لینے کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے "۔

انسان تنورِ شکم کو عمدہ غذاؤں اور لذیذ کھانوں کا عادی نہ بنائے۔ کیا خبر کہ صبحِ تنعم شامِ غریباں میں بدل جائے۔ اس وقت دو طرح کی تکلیف ہوگی۔ ایک زوالِ نعمت کی اور دوسری ناکامی لذّت کی۔

پیٹ بھر بھی نہ کھائے۔ اس سے معدہ پر بوجھ پڑتا ہے۔ بدہضمی اور دوسری جسمانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ نیز کثرتِ طعام سے شہوت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اُس سے حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال کا جذبہ بڑھتا ہے۔ جو تکبر، ریا، حسد، کینہ اور عداوت وغیرہ میں بدل جاتا ہے۔

قلیل غذا پر اکتفا کرے۔ مگر اُسے توسط و اعتدال کے درجہ سے نہ گرائے۔ کہ قوئے کمزور ہو کر فتورِ عقل کا موجب نہ ہو جائیں بلکہ اتنا کھائے جس سے زندگی قائم رکھ سکے۔ تاکہ قلب میں صفائی و بصیرت پیدا ہو اور عبادت میں رغبت زیادہ ہو۔

گاہے گاہے فاقہ بھی کرے تاکہ صبر و تحمل کی عادت بڑھے اور قوائے ہاضمہ کو بھی سکون ملے۔ جب تک اشتہائے صادقہ پیدا نہ ہو کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور ابھی پوری نہ ہوئی ہو کہ اسے روک لے۔

سبزیوں یا ترکاریوں سے جس حد تک ہو سکے پیٹ نہ بھرے کہ یہ عموماً غلاظت اور گندگی کی کھاد سے پیدا کی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ معنوی طور پر طیب یعنی پاک نہیں ہوتیں۔

اگر اشیائے خوردنی کی گرانی شروع ہو جائے تو گراں چیزوں کا استعمال ترک کر کے ان کا نعم البدل تلاش کرے جب ان کی طلب نہ رہے گی تو وہ خود

Marfat.com

بخود اپنے اصلی نرخ پر آجائیں گی۔

آدابِ شرمگاہ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اللہ کے بندے وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی زنا سے بچتے ہیں"

یہ شرمگاہیں ہی سب فتنوں کا مرکز و منبع ہیں اس لئے ہر انسان ان کی حفاظت کرے۔ زنا (عورت سے حرام کاری) لواطت (لڑکے سے بدفعلی) استمنا بالید (مشت زنی) سے باز رہے۔ دیاثت (اپنی بیوی یا بیٹی وغیرہ کو باختیار خود حرامکاری میں مبتلا کرنا یا اس پر راضی ہونا) قیادت (کسی اجنبی عورت کو حرام پر آمادہ کرنا اور اس کے لئے دلالی کرنا) سے بھی بچتا رہے اور اس غرض سے کسی عورت کو اپنے خاوند کے پاس یا لڑکے کو اپنے والدین کے پاس جانے سے نہ روکے۔ نہ ان امور میں کسی کی بالواسطہ یا بلاواسطہ اعانت کرے۔ نہ کسی کو ورغلائے۔ لوگوں کے سامنے اپنا ستر نہ کھولے۔ واضح رہے کہ مرد کا ستر زیر ناف سے گھٹنوں تک ہے۔ وہ بھی اس حصّہ کو ننگا نہ ہونے دے۔

Marfat.com

٦

بابُ الطہارت

Marfat.com

آدابِ پاکیزگی

طہارت پاکیزگی اور صفائی کا نام ہے۔ انسان روح اور جسم کا مرکب ہے اور ان ہر دو کا پاک و صاف رکھنا ضروری ہے۔

طہارت روحانی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات و خیالات اور اعمال و اخلاق کو نہایت پاکیزہ رکھے۔ فاسد و باطل اعتقادات، بیہودہ و فرسودہ خیالات، برے اور قبیح اخلاق سے بچے اور اس میں اتنی ترقی کرے کہ حق تعالےٰ کی پاکیزہ مخلوق یعنی بزمِ ملائکہ میں اس کا ذکرِ خیر ہوتا رہے۔ وہ اس کی نصرت و مغفرت کے لئے دعا گو رہیں۔ سلام و مصافحہ کے لئے سبقت کریں اور حق تعالےٰ انہیں ان خدشات کا غلط ہونا جتلائے جو خلقتِ انسان کے وقت انہوں نے ظاہر کئے تھے۔

طہارتِ جسمانی یہ ہے کہ انسان ہر وقت صاف ستھرا رہے۔ بدن میل کچیل، آلائش و نجاست سے پاک رکھے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر وقت باوضو رہے۔ لباس پاکیزہ پہنے، معاش حلال تلاش کرے اور کھانا طیب کھائے۔ برتن پاک و صاف استعمال کرے۔ جب سو کر اُٹھے تو جب تک ہاتھ نہ دھولے پانی میں نہ ڈالے خواہ ہاتھ پاک ہو یا ناپاک ہو۔ منہ ہاتھ دھوئے بغیر کوئی چیز نہ کھائے۔ نماز، استنجا اور وضو کئے بغیر نہ پڑھے۔ کپڑا یا برتن وغیرہ اگر ناپاک ہو گیا ہو تو اُسے استعمال کرنے سے پہلے پاک کر لے۔

آدابِ غُسل

جنابت، حیض اور نفاس کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ ہر مسلمان کے لئے بروز جمعہ و عیدین بعد نماز فجر، حج وعمرہ کے احرام کے لئے اور حج پڑھنے والے کے لئے عرفہ کے دن بعد از زوال غسل کرنا مستحب ہے۔ اسلام لانے والے پر مرد یا عورت کو پندرہ برس کی عمر کو پہنچنے پر، پچھنے لگوانے، جنون، مستی اور بے ہوشی رفع ہونے اور

Marfat.com

مُردہ نہلانے کے بعد، شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات اور لیلۃ القدر کی رات کو (جسے اس کا علم ہو جائے) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے، طوافِ زیارت کے لئے اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد نمازِ فجر غسل کرنا مستحب ہے۔ ویسے بدن کی صفائی و صحت کے لئے ہر روز نہانا نہایت ضروری ہے۔

انسان غسل ایسی جگہ کرے جہاں اسے کوئی نہ دیکھ سکے۔ اگر تنہائی میں کپڑا باندھ کر نہائے تو بہتر ہے۔ غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ قبلہ کی طرف مُنہ نہ کرے۔ ضرورت سے زیادہ پانی استعمال نہ کرے اور نہ اس قدر کم پانی استعمال کرے کہ غسل بالکل نہ ہو سکے۔ غسل اس طرح کرے کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی سُوکھا نہ رہے۔ ورنہ غسل بالکل نہ ہوگا۔ غسل کے بعد بدن کو پاک وصاف کپڑے سے پونچھ ڈالے اور بدن ڈھانپنے میں تعجیل کرے۔

آدابِ پیشاب و پاخانہ

پیشاب نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے کہ یہ عذابِ قبر کا موجب ہے۔ اس لئے انسان پیشاب ایسی جگہ کرے جہاں سے چھینٹیں نہ اڑیں۔ ایسی جگہ یا کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے جہاں سے کسی موذی جانور کے نکل کر ایذا پہنچانے کا امکان ہو۔ حیوانوں کی طرح کھڑا ہو کر پیشاب نہ کرے۔ غسل خانہ میں بھی پیشاب یا پاخانہ نہ کرے۔

پیشاب یا پاخانہ کرنے کے لئے ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھ سکے۔ جب زمین کے قریب یا جائے رفع حاجت کے قریب پہنچ جائے تب دامن اٹھائے یا ستر کھولے۔ پاخانہ کرتے وقت پشت پر کوئی آڑ ضرور ہو۔ پیشاب یا پاخانہ قبلہ رو ہو کر یا قبلہ کی طرف پشت کر کے نہ کرے۔ نہ ہی اس وقت کوئی بات کرے نہ بلا ضرورت کھانسے۔ نہ کسی متبرک چیز کا نام لے، نہ

Marfat.com

اس کا خیال کرے۔ اگر کوئی ایسی انگوٹھی پہن رکھی ہو جس میں اللہ و رسولؐ کا نام لکھا ہو تو اسے باہر اتار دے۔

جب پاخانہ کے دروازے پر پہنچے تو بسم اللہ اور اللّٰھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث پڑھے اور پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے۔ نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالے۔ پاخانہ کے اندر سے کسی بات کا جواب نہ دے۔ اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔ زیادہ دیر بلا ضرورت نہ بیٹھا رہے۔ اپنے بدن سے کوئی شغل نہ کرے۔ ادھر ادھر نہ دیکھے شرم و حیا سے بیٹھے۔

مسجد میں یا اس کی چھت پر پاخانہ پیشاب نہ کرے۔ ایسے درخت کے نیچے بھی نہ کرے جہاں لوگ اس کے سایہ میں بیٹھتے ہوں یا اس کا پھل کھاتے ہوں۔ مسجد یا عید گاہ کے اس قدر قریب بھی نہ کرے کہ اس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ ہوا کے رخ، راستہ پر یا راستہ کے قریب بھی پیشاب یا پاخانہ کرنے سے احتراز کرے۔

پاخانہ پختہ بنوائے اور اسے روزانہ دھلواتا رہے۔ ہر بار رفع حاجت کے بعد خشک مٹی یا راکھ اس پر ڈال دے۔ کیونکہ خشک مٹی میں بعض ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو غلیظ اور زہریلے مادے کو جذب کر لیتے ہیں۔ اس طرح ہوا خراب نہیں ہوتی اور نہ اس پر مکھیاں جمع ہو کر غلاظت پھیلا سکتی ہیں۔

آدابِ استنجاء

نجاست کو خواہ وہ بذریعہ پیشاب یا پاخانہ خارج ہو دور کرنے کے لئے استنجا کرنا سنت ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ استنجا مٹی کے ڈھیلے اور پانی سے کرے۔ استنجا کرنے میں مبالغہ کرے یعنی اسقدر تسلی سے استنجا کرے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔ استنجا کرتے وقت بھی کسی کے سامنے اپنا بدن نہ کھولے۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کرے۔ استنجا کرنے کے بعد اپنا ہاتھ

Marfat.com

مٹی یا صابن سے دھو ڈالے۔

ہڈی، لید، گوبر، کاغذ، خواہ سفید ہو یا تحریر شدہ، آب زمزم یا وضو سے بچے ہوئے پانی سے استنجا نہ کرے۔ نہ ہی اس کے لئے کوئلہ، کنکر، شیشہ، پختہ اینٹ یا کوئی دوسری ایسی چیز استعمال کرے کہ جس سے خراش وغیرہ آجانے کا امکان ہو۔

پیشاب کرنے کے بعد استنجا خشک کرنے کے لئے اس جگہ سے ہٹ جائے۔ اس جگہ کو محبوس نہ کرے تاکہ دوسرے کو پیشاب کرنے کے لئے اس کا منتظر نہ رہنا پڑے۔ عام گزرگاہوں یا عام لوگوں کے سامنے ٹہل کر استنجا خشک نہ کرے بلکہ ان سے جس قدر دور رہ کر استنجا خشک کرے بہتر ہے۔

آدابِ طہارتِ آب

سب سے پہلے پانی پر حق تعالیٰ نے اپنا عرش قائم کیا تھا۔ اس کے بعد اس پر ہر چیز کی زندگی کا دار و مدار رکھ دیا گیا اور اپنے لطف و کرم سے یہ بیش بہا نعمت خالق نے اپنی مخلوق پر بلا قیمت عام کردی۔

پانی کا ادب یہ ہے کہ انسان اسے ضائع، خراب اور ناپاک نہ کرے۔ اس سے ناپاک اور حرام چیزیں تیار نہ کرے۔ کسی پر اس کی بندش نہ کرے اسے قیمتاً فروخت نہ کرے۔ اس کے مضر ہونے سے حق تعالیٰ سے پناہ مانگے اور نافع ہونے پر اس کا شکر بجالائے۔

اولے، برف، بارش، کنواں، چشمہ، تالاب، نہر، دریا اور سمندر کے پانی کو پاک اور قابلِ استعمال سمجھے۔ جو پانی کافر کے برتن میں پڑا ہو اور اس کے نجس ہونے کے قرائن موجود نہ ہوں یا جو پانی زیادہ دیر ٹھہرے رہنے یا برتن میں کئی دن پڑے رہنے سے یا اس میں پتے گرنے سے اپنا رنگ، ذائقہ اور بو بدل دے یا جس پانی میں کوئی دریائی یا بہنے والا خون نہ رکھنے والا جانور مر کر پھول کر پھٹ جائے یا کثیر اور جاری پانی جس نے نجاست گرنے یا کسی جانور کے مر جانے سے اپنا

Marfat.com

رنگ، ذائقہ یا بُو نہ بدلی ہو۔ اسے بھی پاک جانے۔ مگر جس قلیل پانی میں رتی بھر نجاست یا ایک قطرہ شراب یا پیشاب یا خون یا نجس (پلید) پانی کا پڑ جائے اُسے ناپاک جانے خواہ اُس کے رنگ و بُو اور مزہ اور ذائقہ میں فرق نہ آیا ہو۔

جھوٹا پانی خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا۔ چھوٹے کا ہو یا بڑے کا۔ مرد کا ہو یا عورت کا یا ایسے شخص کا ہو جس پر غسل واجب ہو یا حیض و نفاس والی عورت کا ہو، پاک سمجھے۔ بشرطیکہ اس نے کوئی ناپاک چیز مثلاً شراب یا سُور کھا کر فوراً پانی نہ پیا ہو۔ گھوڑے، حلال جانوروں، چرندوں، پرندوں غیر موذی یا دریائی جانوروں کا خواہ حلال ہوں یا حرام جھوٹا پانی بھی ناپاک نہ سمجھے۔ بشرطیکہ ان کا منہ اس وقت نجاست آلودہ نہ ہو۔

آدابِ طہارت چاہ

نجاست خواہ قلیل ہو یا کثیر اور نجس جانور جیسے خنزیر وغیرہ کے گرنے سے مرغ، بطخ کی بیٹ گرنے سے، کتے، بلی، گائے، بکری کے پیشاب کرنے سے آدمی، کُتے، بکری یا اس کے برابر کسی اور جانور کے گر کر اندر مر جانے سے یا مر کر پھول یا پھٹ جانے سے۔ ایسے جانور کے گرنے سے جس کے زخم سے خون جاری ہو یا جسے نجاست لگی ہو یا نجاست آلود کپڑے کے گرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کنوئیں سے سارا پانی نکالا جائے یہاں تک کہ ڈول آدھا بھی نہ بھر سکے۔ اگر سارا پانی نکلنا محال ہو تو تین سو ڈول ضرور نکالے جائیں۔

اگر چوہا، گوریا، چھپکلی یا اس کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے مگر پھولی پھٹی نہ ہو تو بہتر ہے کہ تیس ڈول نکالے جائیں۔ اگر کبوتر، مرغی، بلی یا اس کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو ساٹھ ڈول نکالے جائیں۔

پانی نکالتے وقت بہتر یہ ہے کہ پانی ایک دم نکالے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو تھوڑا تھوڑا نکال لینے میں بھی مضائقہ نہیں۔ ڈول استعمال کرتے وقت وہی ڈول

Marfat.com

استعمال کرے جس سے روز اس کنوئیں سے پانی نکالا جاتا ہو اور اسی ڈول کو ہی شمار کرے خواہ اس میں کتنا ہی پانی کیوں نہ آتا ہو۔

جس وقت کنوئیں کے پانی کے ناپاک ہونے کا علم ہو جائے تو اس وقت سے اس پانی کے وضو سے جس قدر نمازیں پڑھیں ان کو پھر دہرائے اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ان کو پھر پاک کرے۔

آدابِ طہارت اشیاء

زمین نجاست مرئیہ (دکھائی دینے والی) یا غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائے تو جب دھوپ، ہوا یا آگ سے خشک ہو جائے۔ یعنی اس کی نمی یا تری جاتی رہے نہ کہ سوکھ جائے یا اسے خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالے کہ اس پر سے پانی بہہ نکلے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ مٹی کے ڈھیلے، ریت، کنکر، پانی کو جذب کر لینے والے پتھر، زمین سے اُگی ہوئی گھاس یا درخت، زمین پر قائم دیواریں یا ستون وغیرہ زمین سے چسپاں اینٹ، پتھر، چوکھٹ وغیرہ سب چیزیں خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہیں اور ناپاک مٹی سے بنا ہُوا برتن آگ پر پکنے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ اس پر ظاہر انجاست کا نشان نہ ہو۔

دھات کی ایسی چیزیں جن میں مسام یا نقش و نگار نہ ہوں یا ایسے پتھر یا برتن جو نمی کو جذب نہیں کر سکتے۔ ناپاک ہو جانے کی صورت میں زمین پر رگڑنے یا کپڑے سے پونچھ ڈالنے یا پانی سے اس طرح دھو دینے سے کہ نجاست کا اثر باقی نہ رہے، پاک ہو جائیں گے لیکن منقش چیز کو اچھی طرح دھونا چاہیئے۔ نجاست مرئیہ کی صورت میں تین دفعہ دھو ڈالنا کافی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد اسے خشک بھی کرے۔

مٹی کے نئے برتن ایسے پتھر یا لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کرتے ہوں تو اُن کو تین مرتبہ اس طرح دھوئے کہ ہر بار دھونے کے بعد اُنہیں خشک کرے کہ اُن سے

Marfat.com

پانی نہ ٹپکے اور اگر اس پر کوئی چیز رکھی جائے تو اس میں نمی نہ آجائے۔

موزہ، جوتہ یا چمڑے سے بنی ہوئی کوئی چیز یا رنگی ہوئی کھال پر نجاست مرئیہ لگ جائے تو اُسے چھیل کر یا مَل کر دور کر دے۔ خواہ وہ نجاست خشک ہو یا تر۔ اگر یہ نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائے تو اُسے تین مرتبہ اس طرح دھوئے کہ ہر بار خشک کرے۔ اگر چٹائی نجس ہو جائے تو غیر مرئیہ نجاست کے لئے تین بار دھو ڈالے اور مرئیہ نجاست تر کپڑے سے اس طرح پونچھ ڈالے کہ پلیدی کا اثر جاتا رہے۔ کپڑا اگر ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک پانی سے اس قدر دھوئے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔ اگر دھبہ رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ نجاست غیر مرئیہ کی صورت میں تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

اگر تیل، گھی ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈالے۔ جب گھی یا تیل پانی کے اُوپر آجائے تو وہ اتار لیا جائے۔ اس طرح تین مرتبہ کرے۔ شہد اور شربت اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے۔ جب تمام پانی خشک ہو جائے اور اپنی اصلی حالت پر آجائے تو پھر پانی ڈال کر جوش دے اور اس طرح تین مرتبہ کرے۔

اگر کوئی جمی ہوئی اور گاڑھی چیز ناپاک ہو جائے تو جس قدر ناپاک ہو۔ اس قدر پاک چیز سے علیحدہ کر دے اور اگر وہ ناپاک حصہ نکل سکے تو اسے مندرجہ صدر طریق سے جوش دے کر صاف کرے۔

۷

بابُ المعاشرت

Marfat.com

آدابِ سلام

سلام، سلامتی اور رحمتِ الٰہی بھیجنے کی دُعا کا نام ہے اور سُنّت اللہ و سُنّت الرسولؐ میں داخل ہے۔ سلام کرنے کا بہترین طریقہ اسلام کے سِوا اور کسی مذہب میں رائج نہیں۔ یہ بزبانِ حال دنیا کو مساواتِ اسلام کی تعلیم دیتا ہے۔ فخر و اقتدار کی عارضی حدبندیاں توڑتا ہے اور اپنی جامعیت و جاذبیت کی وجہ سے اب دوسرے مذاہب میں بھی رواج پا رہا ہے۔

اس لئے جب بھی ایک مسلمان دوسرے سے ملے السّلام علیکم کہے اور سننے والا اس کا جواب وعلیکم السّلام سے دے۔ السّلام علیکم کا جواب السلام علیکم نہ دے۔ جیسا کہ آج کل رواج ہو گیا ہے۔ نہ ہی اس کا جواب یہودیوں کی طرح انگلیوں، نصاریٰ کی طرح ہتھیلیوں کے اشارے سے دے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے سِوا دوسری قوموں کے ساتھ مشابہت کرے گا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

سلام کرنے میں سبقت کرے۔ دوسرے کی طرف سے ابتدا کرنے کی انتظار نہ کرے کہ یہ فریبِ نفس اور اظہارِ تفاخر ہے۔ سلام بلا امتیاز کرے۔ یعنی اس میں حفظِ مرتبت کا خیال نہ رکھے۔ سوار پیدل کو، پیدل بیٹھے کو، واقف ناواقف کو، قلیل کثیر کو، کبیر صغیر کو، امیر غریب کو، عالم جاہل کو سلام کرے۔ اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کر دیا یا اگر ساری مجلس میں سے کسی نے جواب دیدیا تو وہ سب کی طرف سے ہو گیا۔

جب کسی مجلس میں جائے اور وہاں گفتگو ہو رہی ہو تو چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے۔ جب موقعہ ملے سلام کہہ دے۔ خواہ مخواہ سلام داغ کر لوگوں کو اپنی طرف کر کے سلسلہ گفتگو میں مزاحم ہونے کی کوشش نہ کرے۔ اسی طرح جب کوئی محویت کے عالم میں ہو۔ یعنی سوچنے یا کوئی ایسا کام کرنے میں مصروف ہو کہ

Marfat.com

سلام کرنے سے اس کے خیالات میں فوری طور پر انتشار پیدا ہو جائے گا۔ یا وہ کوئی بات بھول جائے گا یا اس کے لطف و مزہ میں فرق پڑ جائے گا یا اس کی تعجیل میں تاخیر واقع ہو جائے گی تو ایسے حالات میں سلام کرنے سے باز رہے تاکہ دوسرے کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

آدابِ مُصافحہ

مصافحہ بھی سنت الرسولؐ اور سنتِ ملائکہ ہے۔ یہ اچھے تعلقات کا مظہر ہے جب بھی کوئی شخص اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب یا واقف و تعلق دار یا ناواقف اور بزرگ سے ملے تو اظہارِ محبت کے طور پر مصافحہ کرے۔ مگر مصافحہ کرتے وقت اس کا ہاتھ اس طرح نہ دبوچے کہ اسے اذیت پہنچے۔ مصافحہ کرتے ہی اس کا ہاتھ چھوڑ دے۔ اسے ہاتھ میں لئے نہ کھڑا رہے کہ دوسرا شخص تکلیف یا پریشانی محسوس کرے۔

ایسے وقت میں مصافحہ نہ کرے جبکہ دوسرے کے ہاتھ ایسے فعل میں رکے ہوئے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اسے خلجان ہو۔ نہ ایسے شخص سے مصافحہ کرے جو راستہ میں تیزی سے جا رہا ہو اور نہ ہی اس غرض کے لئے اُسے روکے شاید اس طرح اس کا کوئی نقصان ہو۔

جب کسی مجلس میں جائے تو ہر ایک واقف و ناواقف سے مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کرے کہ اس طرح سے عام مجلس مشغول و پریشان ہوتی ہے۔ بلکہ جس سے ملنا ہو اس سے مصافحہ کرے خواہ دوسرے واقف ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں۔

اپنے کسی بزرگ، مرشد یا اُستاد سے مصافحہ کرنے میں سبقت نہ کرے اگر وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو پھر مضائقہ نہیں۔

Marfat.com

آدابِ معانقہ

فرطِ شوق اور وفورِ محبت سے گلے ملنے کا نام معانقہ ہے اور یہ سنت ہے مگر یہ سلام و مصافحہ کی طرح ہر وقت اور ہر شخص سے لازم نہیں۔ جب بھی کوئی سفر سے آئے یا بہت مدت کے بعد ملے اور اس سے خصوصی تعلقات ہوں تو سلام و مصافحہ کے بعد اسے گلے لگا کر ملے۔

معانقہ کے وقت دوسرے کو اتنا نہ دبوچے کہ وہ اذیت پائے اور نہ ہی اتنی دیر گلے لگائے رکھے کہ دوسرا پریشان ہو جائے۔ البتہ مقدارِ محبت کے برابر اظہارِ محبت ضرور کرے۔

اگر ملنے والا کسی صاف وستھرے لباس میں آیا ہو اور آپ نے اس وقت ایسے کپڑے پہن رکھے ہوں کہ معانقہ سے ملنے والے کے کپڑے خراب یا داغدار ہو جانے کا امکان ہو تو ایسی حالت میں معانقہ سے باز رہنا چاہیئے مگر حالت معانقہ کی سی بنائیں۔ اگر ملنے والا بے خود ہو کر خود ہی گلے لگائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

آدابِ مذاق

عام طور پر لوگوں کو ہنسی مخول کی عادت ہوتی ہے۔ بعض طبعاً ایسا کرتے ہیں اور بعض عادتاً۔ مگر ہر حالت میں مذاق طیب و لطیف ہو۔ شرافت سے بعید نہ ہو۔ مخاطب کو گراں نہ گزرے اور سننے والا بدمزہ نہ ہو۔ اس سے مقصود صرف خوش طبعی ہو ایذا رسانی نہ ہو۔

اس لئے ہر شخص فحش اور بُرے مذاق سے ہر حالت میں اجتناب کرے۔ اپنے سے بڑوں سے ہنسی مخول کرنے سے باز رہے۔ ایسا مذاق بھی نہ کرے کہ وہ فتنہ وفساد کا موجب بن جائے۔ ایسا مذاق بھی نہ کرے جو کذب کے درجہ

Marfat.com

میں آتا ہو۔ بلکہ وہ اپنے اندر کوئی نہ کوئی حقیقت رکھتا ہو۔ جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک بڑھیا سے فرمایا کہ بہشت میں بڑھیا عورتیں نہ جائیں گی۔ وہ رونے لگی تو حضورؐ نے اُسے سمجھایا کہ سب عورتیں جوان بنا کر جنت میں داخل کی جاویں گی۔ اس سے وہ بہت مسرور ہوئی۔

آدابِ کلام

حق تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک کی نسبت ارشاد فرمایا ہے :-

"یہ قرآن کوئی لغو چیز نہیں۔ ایک سچا منصفانہ اور فیصلہ کن کلام ہے"

انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے اس لئے اس کے لئے اپنے آقا کی پیروی لازم ہے جب کہ اُس نے اسے تاکید کر دی ہے کہ (تم بھی) "سب لوگوں سے اچھی بات کہو"

اس لئے ہر مسلمان کلام یا گفتگو بھی ان ہی امور تک محدود رکھے جو خالق نے اپنی مخلوق کے لئے ضروری سمجھے۔ اس میں افراط تفریط نہ کرے۔ کلام مؤثر، مدلل، جامع، واضح، ضروری اور مختصر کرے۔ جو کچھ کہے اخلاص سے کہے اور خیال رکھے کہ اسے ایک دن اس کے لئے جواب دہ ہونا ہے۔ لہٰذا کوئی بات خلافِ شرع منہ سے نہ نکالے۔ امورِ قضا و قدر میں کلام نہ کرے۔ بغیر علم و تحقیق کے کسی سے نہ جھگڑے اور بعد علم و تحقیق حق کی حمایت کرے۔

اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ اسے راست گفتاری کا عادی بنائے۔ جھوٹ اور مبالغہ کی آمیزش نہ کرے۔ اتنی بات پر اکتفا کرے جس سے ازالہ نقصان اور نفع کی امید ہو۔ ایسی بات نہ کہے جو دل میں موجود نہ ہو کہ یہ ریاء و نفاق ہے۔ تخمین وظن سے کسی کی مدح و قدح نہ کرے کہ یہ جھوٹ اور گناہ ہے۔ کسی کی ناجائز شکایت، ہجو اور غیبت نہ کرے۔ برا کلمہ کہہ کر دل نہ دکھائے۔ فحش و بدگوئی سے فتنہ و فساد کا سامان نہ کرے۔ لغو گوئی اور کثیر کلامی سے سمع خراشی نہ کرے۔ فضول

Marfat.com

اور غیر مفید بات چیت میں وقت ضائع نہ کرے۔ کسی پر لعن طعن نہ کرے خواہ وہ کافر کا جانور ہی کیوں نہ ہو۔ بہتان و افتراء نہ باندھے۔ چغلی نہ کھائے۔ برے القاب یا برے نام سے یاد نہ کرے۔ نہ صاحبِ ادب کی بے ادبی کرے۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ جھوٹی اور غیر اللہ کی قسم نہ کھائے۔ راگ اور گانا نہ گائے۔ کھانے کو بھی بُرا نہ کہے۔ ایسی بات نہ کہے جس کی پابندی خود نہ کرے یا جس سے کفر و شرک اور فسق و فجور لازم آئے۔ اپنی بڑائی دکھانے کے لئے لسانی قافیہ بندی یا تیز بیانی سے باز رہے۔

مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرے۔ خطبہ کے دوران میں کلام نہ کرے۔ اگر کوئی شخص نامناسب گفتگو کرے تو اس سے اجتناب و اعراض کرے۔ خود کوئی ناپسندیدہ بات کہنے پر مجبور ہو جائے تو ضبط کرے اور اشارہ و کنایہ سے کام لے۔ کسی سے بے ہودہ کلام نہ کرے۔ اتنا نہ ہنسے کہ دانت نظر آئیں نہ دوسروں کو زیادہ ہنسائے۔ نہ قہقہہ لگائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قہقہہ لگا کر نہ ہنسے تھے اور مخاطب سے خوش روئی و تبسم کے ساتھ پیش آئے۔

کثرتِ کلام سے احتراز کرے اس سے قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر سکوت اختیار کرے۔ بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک ساعت کی خاموشی ساٹھ برس کی عبادت کے برابر ہے"۔

گفتگو بہت بلند آواز سے نہ کرے کہ اس طرح انسان کی قوتِ حیات ضائع ہوتی ہے اور نہ ہی اتنی پست آواز میں کرے کہ سننے والے کو تکلیف محسوس ہو اور نہ مخاطب کے ساتھ منہ ملا کر بات کرے کہ وہ آپ کی سانس کی آمد و شد محسوس کرنے لگے۔ نہ مخاطب کی آنکھ سے آنکھ ملا کر یعنی بالکل ٹکٹکی باندھ کر بات کرے کہ اس سے بعض اوقات دوسرا بات کرنے سے ہچکچاتا ہے یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور نہ ہی مخاطب کی بات سنتے ہی ماتھے پر شکن ڈال کر یا منہ بنا کر اس کے متعلق اپنے احساسات کا اظہار کرے۔ ممکن ہے وہ اس سے پریشان

Marfat.com

ہو کر دوسری ضروری بات کہنا ملتوی کر دے۔
دورانِ گفتگو میں تھوکنے، جمائی لینے، یا ناک صاف کرنے سے باز رہے اور نہ ہی مخاطب کی کسی بات پر خوش ہو کر ہاتھ پر ہاتھ مارے۔ شارع عام، گلی کے کونے یا کسی گھر کے سامنے کھڑے ہو کر زیادہ دیر تک گفتگو نہ کرے۔

آدابِ داخلہ بیوت

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اپنے گھر سے جب باہر جانے لگے تو اپنے گھر والوں کو تبلا کر جاوے کہ فلاں مقام یا کام جا رہا ہوں۔ تاکہ اگر پیچھے کوئی ہنگامی ضرورت پڑ جائے تو وہ اطلاع کر سکیں۔ افضل یہ ہے کہ گھر میں اگر کوئی بزرگ موجود ہو تو اس سے پوچھ کر ہی باہر جاوے۔
جس وقت باہر سے گھر آوے تو اچانک اندر نہ آجاوے۔ مبادا کوئی پردہ دار عورت آئی ہوئی ہو۔ یا گھر میں سے کوئی کسی ایسی حالت میں بیٹھی ہو کہ باہر سے آنے والا اس کی ناگواری کا باعث ہو۔ اس لئے اندر داخل ہونے سے قبل السلام علیکم کہے اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد اندر جائے تاکہ اندر والوں کو باہر سے آنے والے کی اطلاع ہو سکے۔
اگر کسی دوسرے کے گھر جانا ہو تو بھی بے خبری کے عالم میں نہ جائے بلکہ اجازت حاصل کرے اور اذن طلب کرنے کے لئے السلام علیکم کہے۔ اگر پہلی بار جواب نہ آئے تو دوسری دفعہ کہے۔ پھر جواب نہ آئے تو تیسری دفعہ کہے۔ اس کے بعد بھی اگر جواب نہ آئے تو واپس چلا آئے۔
جس گھر میں آدمی معلوم نہ ہو اس میں بلا اجازت قطعاً داخل نہ ہو کہ اس میں کئی احتمالات اور نقصانات ہیں۔
جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا، نہ کوئی روک ٹوک ہے۔ جیسے مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ اگر وہاں آپ کی کوئی چیز پڑی ہے آپ

Marfat.com

کو اس کے استعمال کی ضرورت ہے تو وہاں بلا روک ٹوک چلے جائیں۔

جن مقامات پر داخلہ بدوں اجازت نہ ہو۔ وہاں اجازت لے کر جائے۔ جب کسی مکان پر جائے اور اندر سے آواز آئے کہ کون ہو؟ تو "میں ہوں" نہ کہے بلکہ صاف طور پر اپنی کیفیت یا نام بتلا دے تاکہ صاحب خانہ اسے پہچان سکے اور مناسب سمجھے تو اس کو اندر آنے کی اجازت دے۔

آدابِ مُلاقات

ملاقات عام طور پر کسی نہ کسی غرض و غایت کے تحت کی جاتی ہے اور بسا اوقات خلافِ توقع و ارادہ سرِ راہ بھی ہو جاتی ہے۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب کسی سے ملاقات سرِ راہ ہو تو سلام و مصافحہ اور مزاج پرسی تک اکتفا کرے۔ اگر بے تکلفی نہ ہو تو اس سے گھر کا حال نہ پوچھے۔ گفتگو کو طوالت نہ دے۔ ممکن ہے دوسرا شخص کسی ضروری کام جا رہا ہو اور اس طرح اس کو پریشانی ہو۔ اگر ملنے والے کو اس کا احساس نہ ہو تو ضرورت مند خود ہی اپنی مجبوری جتلا کر عذر خواہی کر کے رخصت حاصل کرے۔ تاکہ پریشانی کا شکار نہ ہو۔

جب ارادۃً کسی سے ملنے جائے تو اس کی مصروفیات کا خیال رکھے۔ اس کے پاس اتنی دیر نہ بیٹھے یا گفتگو نہ کرے کہ وہ تنگ آ جائے یا اس کے کام میں حرج واقعہ ہو۔ جب کوئی بات کرے تو بے توجہی سے نہ سنے کہ متکلم کا دل مجروح ہو۔ بات صاف کرے کہ سننے والے کی سمجھ میں آ جاوے۔ اس طرح نہ کرے کہ کچھ سنائی دے اور کچھ سنائی نہ دے۔ اگر سننے والا بغور سننے کے باوجود کچھ نہیں سمجھ سکا تو وہ ان سنی بات کے متعلق تخمین یا اندازہ سے کام نہ لے بلکہ اس سے پوچھ لے۔

جب ملنے کے لئے جائے تو موقعہ پاتے ہی اپنی غرض ظاہر کر دے۔ دوسرے کو انتظار میں نہ رکھے یا دوسرے کے پوچھنے پر فوراً اپنا مطلب بیان کر دے۔ یہ

Marfat.com

نہ کہے کہ بس یونہی ملنے چلا آیا ہوں اور جب اُٹھنے لگا تو اپنی غرض بیان کر دی۔ اس سے دوسرے شخص کو ناگواری ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر ورود کے وقت مخاطب پوچھے کہ آپ کا پروگرام کیا ہے؟ تو اُسے اپنے ارادے سے مطلع کر دے اور اس کے ادب و احترام کی رعایت سے یہ اضافہ کر دے کہ آگے جس طرح حکم ہو۔ غرضیکہ پوچھنے والے کے لئے بارِ خاطر نہ بنے۔ بات سامنے سے کرے۔ پشت پر سے بات نہ کرے کہ سُننے والے کو الجھن ہوتی ہے۔

جب ملنے کے لئے جائے تو سلام یا کلام یا روبرو بیٹھنے سے غرضیکہ کسی طرح سے اُس کو آنے کی خبر کر دے اور بدوں اطلاع کے آڑ میں اس طرح نہ بیٹھے کہ اسے آپ کے آنے کی خبر ہو سکے۔ نیز ممکن ہے وہ اس وقت کوئی راز کی بات کہہ یا کر رہا ہو جو آپ پر ظاہر نہ کرنا چاہے۔ اس لئے اس وقت اسے خبر کئے بغیر وہاں سے ہٹ جائے۔ البتہ اگر آپ کی یا کسی مسلمان کی ضرر رسانی کی بات ہو رہی ہو تو اس کو حفاظتِ ضرر کی نیت سے سُن لو اور اپنی آمد کی اطلاع کرنے کے لئے پیچھے بیٹھ کر نہ کھنکارے۔

جب کسی سے ملنے یا کوئی بات کہنے کے لئے جائے اور اسے کسی کام یا شغل میں مصروف دیکھے یا وہ قصداً خلوت میں بیٹھا کوئی کام کر رہا ہو یا سونے کی تیاری میں ہو۔ یا کسی ایسی حالت میں ہو کہ اسے مخاطب و متوجہ کرنے سے اس کا حرج ہوگا یا اسے گرانی و پریشانی ہو گی۔ تو اس وقت اس سے سلام و کلام نہ کرے بلکہ چلا جائے۔ اگر بہت ضروری بات ہو تو مخاطب سے پہلے اجازت حاصل کرے کہ مجھے کیا کہنا ہے؟ اگر اس کے جلد فارغ ہونے کی امید ہو تو انتظار کرے۔ مگر انتظار میں ایسی جگہ نہ بیٹھے کہ اس کو تمہارا انتظار کرنا معلوم ہو جائے اور اس سے اس کا دل مشوش ہو یا اس کی یکسوئی میں خلل پڑے۔ اور جب وہ فارغ ہو جائے تو اپنا مُدعا عرض کر دے۔

Marfat.com

آدابِ نشست

انسان جب اور جہاں بیٹھے، تواضع سے بیٹھے، از راہِ فخر و تکبر اکڑ کر، تکیہ لگا کر، چار زانو ہو کر یا ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر نہ بیٹھے۔ ایسی حالت میں بھی نہ بیٹھے جس سے بے پردگی ہو۔ کچھ دھوپ اور کچھ سائے میں بھی نہ بیٹھے۔ قبلہ رو بیٹھنے کو ترجیح دے۔ اگر کسی بزرگ کے سامنے بیٹھنے کا اتفاق ہو تو نہایت ادب سے بیٹھے۔

آدابِ مجلس

کسی تفریح یا تقریب کے لئے جب سب مل کر بیٹھیں تو وہ مجلس کہلاتی ہے جب بھی کوئی مجلس منعقد ہو اس میں ذکر اللہ ضرور کیا جائے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی پڑھا جائے۔ ان سے کسی مجلس کا خالی ہونا اس مجلس کے مردہ ہونے کے مترادف ہے۔

ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجلس میں کھل کر بیٹھے۔ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے۔ بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ اگر کوئی اٹھ کر باہر چلا جائے اور اس کے واپس لوٹنے کا امکان ہو تو اس کی جگہ پر کوئی نہ بیٹھے جو ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہوں۔ ان میں گھس کر جگہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔ وہ اگر از خود جگہ فارغ کر دیں تو مضائقہ نہیں اور بہتر بھی یہی ہے کہ جب کوئی آئے تو اس کی خاطر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جائے۔

مجلس میں پاؤں پھیلا کر، اکڑ کر، ناک چڑھا کر، منہ پھلا کر یا سردار بن کر نہ بیٹھے۔ بلکہ عجز و تواضع سے اس طرح بیٹھے کہ مساوات کی صحیح تصویر نظر آئے۔ بلا ضرورت نہ بولے۔ موقع محل کے مطابق بات کرے۔ اگر چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لے اور آہستہ چھینکے۔ جمائی آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر نہ رُکے

Marfat.com

تو مُنہ ڈھانک لے۔ مجلس میں اگر کوئی ایسا بڑا آدمی آئے جو تعظیم و تکریم کا خواہاں نظر آئے تو اس کی ذات کی خاطر ہرگز نہ اُٹھے۔ بلکہ اکرام علم کے طور پر کھڑا ہو جائے۔ اور اگر کوئی منکسر المزاج بزرگ آجائے تو اس کی کھڑے ہو کر تعظیم کرے۔

مجلس میں اگر کسی سے ملنے کے لئے جائے اور اسے مشغول پائے تو بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت نہ رہے۔ بلکہ خود بخود بیٹھ جائے۔ بلاضرورت کسی کے پیچھے نہ بیٹھے۔ نہ ہی مشغول آدمی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے نہ اسے تکتا رہے کہ اس سے پریشانی ہوتی ہے۔

صدرِ مجلس کی موجودگی میں کوئی شخص کسی دوسرے کو نہ روکے نہ ٹوکے اور نہ کسی دوسری طرح اس کے معاملہ میں دخل دے۔

آدابِ ضیافت

ضیافت پانچ طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ ازراہِ محبت، بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کے لئے۔

۲۔ ازراہِ خدمت، مسافروں، یتیموں اور محتاجوں کے لئے۔

۳۔ ازراہِ خوشامد، خود غرضی، وزیروں اور افسروں کے لئے۔

۴۔ ازراہِ رسم و رواج منگنی، بیاہ، عقیقہ وغیرہ ایسی تقاریب پر۔

۵۔ ازراہِ تفریح و جشن خاص خاص مواقع پر۔

جس شخص کو کسی کی ضیافت کرنی مطلوب ہو اس کی پہلے رضامندی حاصل کرے۔ مناسب طریق سے یہ معلوم کرے کہ انہیں کون سی چیز مرغوب ہے یا وہ کوئی پرہیزی کھانا تو نہیں کھاتے۔ کیونکہ بعض حضرات کسی مجبوری یا معذوری کی وجہ سے خاص قسم کا کھانا کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ ضیافت میں کسی ایسے شخص کو مدعو نہ کرے جو صاحبِ ضیافت کے لئے باعثِ انقباض ہو۔ بہتر ہے کہ اس سے پوچھ کر دوسرے ارکان کو طلب کرے۔ کیونکہ ناواقف یا مخالف حضرات کی وجہ سے

Marfat.com

اس کے لئے کھانا اور بولنا مشکل ہو جائے گا۔

صاحبِ ضیافت کے متعلقین کو اس کی اجازت سے طلب کرے مگر خود اس سے نہ کہے کہ فلاں کو ہمراہ لے آئے ممکن ہے اسے یاد نہ رہے اس لئے اس کے متعلقین کو خود مطلع کرے جن کو شریکِ ضیافت کرنا ہو انہیں وقتِ مقررہ سے کافی پہلے اطلاع کر دے تاکہ عین وقت پر اطلاع ملنے کی وجہ سے انہیں پریشانی نہ ہو ممکن ہے وہ وقت انہوں نے کسی دوسرے کام کے لئے مقرر کر رکھا ہو۔ دعوت نامہ میں اس امر کی بھی وضاحت کر دے کہ کھانا اسلامی طرز کا ہو گا یا غیر اسلامی طریقہ پر تاکہ وہ مناسبتِ موقعہ لباس پہن کر آسکیں کیونکہ فرشی کھانوں کی صورت میں پتلون پوشوں کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جو شخص کھانے پر مدعو ہو وہ کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ نہ لے جائے اور جو اتفاقی طور پر ساتھ جا رہا ہو وہ مقامِ ضیافت تک ساتھ نہ جائے۔ اس سے صاحبِ خانہ کو گرانی اور پریشانی ہو گی اور اس کے انتظام میں خلل پڑے گا۔ کھانے کے دوران میں کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کرے جو کسی کو ناگوار گزرے۔ بلا ضرورت شکم پُری نہ کرے کہ خلافِ معمول معدہ پر دباؤ پڑ کر کسی تکلیف کا باعث ہو۔ نہ ہی اپنا حصہ پورا کرنے کے لئے کوئی چیز ساتھ اُٹھا لائے۔ مہمان کی حیثیت سے میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کی ضیافت قبول نہ کرے۔

آدابِ مُباشرت

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو، جاؤ۔

عورتیں دراصل نسل کشی کی کھیتیاں ہیں جن میں نطفہ کا تخم ڈالا جاتا ہے۔ تاکہ اولاد پیدا ہو۔ اس لئے مقاربت کا اصل مقصد صرف اولاد پیدا کرنا ہے۔ بیوی کے ساتھ آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہے

مجامعت کرے۔ مگر اس سے لواطت ہرگز نہ کرے کہ ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ ہم بستری کرتے وقت بالکل ننگا نہ ہو جائے۔ ستر کھولنے سے پہلے اس بات کی احتیاط کرے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ خاص کر معصوم بچوں کے سامنے بھی ایسا کام نہ کرے۔ بسم اللہ کہہ کر دخول کرے تاکہ اولاد صالح پیدا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے خدا ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ تو ہمارے نصیب کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔

اگر ہم بستری کرتے وقت شہوت کو مٹانے کی بجائے نسل کشی کی نیت ہو تو ایسا کرنا موجبِ ثواب ہوگا۔ بدوں سخت تقاضا کے ہمبستری نہ کرے۔ حالتِ حیض نفاس، اعتکاف اور احرام حج میں مباشرت سے باز رہے۔

آدابِ خواب (نیند)

نیند حق تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جو جسم و جان کو دن بھر کی کلفت کے بعد راحت و آرام بخشنے کے علاوہ روزانہ انسان کے سامنے خمارِ موت، عذابِ قبر اور حیات بعد ممات کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ خمارِ موت کی طرح انسان نیند کی حالت میں دنیا و مافیہا سے بالکل الگ اور بے خبر ہو جاتا ہے۔ عذابِ قبر کی طرح خواب کے عالم میں کبھی ہولناک واقعات کو دیکھ کر ڈر رہا ہوتا ہے اور کبھی روح پرور نظارے دیکھ کر مسرور ہو رہا ہوتا ہے۔ حیات بعد ممات کی طرح جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو پھر اپنے آپ کو دنیائے عمل میں موجود پاتا ہے یا حالت سفر میں جب وہ ایک شہر سے گاڑی یا ہوائی جہاز میں سوار ہوتا ہے اور رات پڑ جانے کی وجہ سے سو کر جب صبح کو اٹھتا ہے تو اپنے آپ کو بالکل ایک نئی دنیا میں پاتا ہے۔

سونے کا ادب یہ ہے کہ ہر شخص سرِ شام اپنے بچوں کو گھر میں روک رکھے اور انہیں باہر نہ جانے دے کہ اس وقت جنات اور شیاطین کا دور اثر و تقرب فروع

Marfat.com

ہوجاتا ہے اور چونکہ انہیں زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں کھلا پلا کر سلادیا جائے۔ مگر خود سرِشام نہ سوجائے۔ بلکہ نمازِ عشاء کا اہتمام کرے۔ نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد خوش گپیوں یا لہوولعب میں اپنا وقت ضائع نہ کرے بلکہ جلد سوجائے تاکہ تہجد یا صبح کی نماز خراب نہ ہو۔

افضل یہ ہے کہ باوضو سوئے اور سونے سے قبل محاسبہ کرے۔ توبہ واستغفار اور کلمہ شریف پڑھے اور یہ اپنی عادت میں داخل کر لے۔ تاکہ موت کے وقت اور موت کے بعد بھی اُٹھنے کے وقت بھی یہ عادتاً زبان پر جاری رہ سکے۔

بہتر یہ ہے کہ قبلہ رُخ سوئے۔ پاؤں قبلہ کی طرف کر کے نہ سوئے۔ چت یا پہلو کے بل سوئے۔ پیٹ کے بل نہ سوئے کہ یہ حالت عنداللہ ناپسندیدہ ہے۔ اور ایسی چھت پر نہ سوئے کہ جس کی کوئی آڑ نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح لڑھک جانے کا خطرہ اور بے پردگی کا امکان ہوتا ہے۔ کوئی ایسا کپڑا پہن کر سوئے جس سے ستر ظاہر نہ ہو۔

سوتے وقت تمام کھانے پینے کے برتن بسم اللہ پڑھ کر ڈھانک دے۔ تمام دروازے بسم اللہ پڑھ کر بند کر کے کنڈی یا قفل وغیرہ لگادے۔ آگ کو کھلا نہ چھوڑے بلکہ اسے بجھا دیا جاوے۔ چراغ گل کردے تاکہ آگ لگنے کا امکان نہ رہے اور اپنا بستر کسی کپڑے سے صاف کر کے سوئے۔ جب سو کر اُٹھے تو کلمہ شریف اور حمد وشکر پڑھے۔ اور اگر کوئی برتن اٹھانا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو لے۔ جب کوئی سو رہا ہو تو اس کی رعایت کرے۔ شور نہ مچائے اور بلا ضرورتِ شدید اسے بیدار نہ کرے۔

آدابِ رویا (خواب)

نیند کے عالم میں اکثر قدرتِ کاملہ اپنے عجائبات کا نظارہ کراتی ہے۔ اس کی حقیقت تو آج تک کوئی معلوم نہیں کر سکا۔ البتہ تجربہ سے اتنا ثابت ہے کہ

Marfat.com

بعض خواب محض تخیل کی پیداوار ہوتے ہیں۔ انسان جس خیال میں سوتا ہے وہی دیکھتا ہے۔ بعض شیطانی اثر و تصرف کا نتیجہ ہوتے ہیں یا تنبیہ و تاکید کے لئے دکھائے جاتے ہیں جن سے انسان بعض دفعہ ڈر جاتا ہے اور بعض خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت و خوش خبری کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کا نتیجہ کبھی بالکل اُلٹ نکلتا ہے کبھی متفاوت اور کبھی ویسا جیسے دیکھا تھا۔

مومن کا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ صبح کے قریب کا خواب قیلولہ یعنی دوپہر کو سوتے وقت کا خواب اور ان ایام کا خواب جبکہ دن اور رات برابر ہوتے ہیں اکثر سچا ہوتا ہے۔

جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو کسی سے ذکر نہ کرے۔ اگر ڈراؤنا خواب نظر آئے تو کروٹ بدل ڈالے۔ بائیں طرف منہ کر کے اعوذ باللہ پڑھے اور تین دفعہ تھوتھو کر کے تھتکار دے اور اگر ہو سکے تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس طرح بفضل تعالےٰ اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ جھوٹا خواب بتانے سے ہر حالت میں احتراز کرے۔

اگر خواب کی تعبیر معلوم کرنا چاہے تو کسی ایسے عالم کے پاس جائے جو قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال کا علم رکھتا ہو۔ ورنہ کسی صالح، عقل مند، نیک، مخلص، دوست یا خیر خواہ سے بیان کرے تاکہ وہ بُری تعبیر نہ کرے۔

تعبیر دینے والا بلا سوچے سمجھے کچھ نہ بتلائے۔ بلکہ غور و فکر اور علم و عقل سے کام لے۔ اگر کچھ سمجھ نہ آئے تو عذر کر دے۔ تعبیر میں خرابی نظر آئے تو صاف نہ کہے بلکہ اس کی طرف کوئی اشارہ کر دے اور صدقہ کرنے اور درود شریف پڑھنے کا حکم کر دے۔

آدابِ معاش

اسلام میں معاش کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی اور اس کی فیض گستری

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ سب کا رزق اسی کے ذمہ ہے۔ جسے جتنا مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے۔
اس نے تمام دنیا میں اسباب زندگی پھیلا کر اپنا اپنا رزق تلاش اور وصول کرنے کی تدابیر اختیار کرنے کا انسان کو مکلف بنا دیا ہے اور ساتھ ہی اسے ہدایت کر دی ہے کہ حلال کماؤ اور حلال کھاؤ۔ اب یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنی روزی جائز اور حلال طریقوں سے حاصل کرے یا ناجائز اور حرام ذرائع کو ترجیح دے۔ کیونکہ اسے ہر حال میں اس سے کم و بیش رزق نہیں مل سکتا جو اُس کے لئے مقدر کر دیا گیا ہے۔

انسان کے لئے سب سے بہتر ذریعہ دست کاری ہے۔ اس کے بعد تجارت و زراعت اور ملازمت ہے۔ انسان جس پیشہ کو بھی اختیار کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے شرعی حدود کے اندر رہ کر کرے۔ اس میں جھوٹ، فریب، دغا، سود، رشوت، بدنیتی اور بد دیانتی کو دخل نہ دے۔ ایمان داری اور دیانت داری سے کام کرے۔ جائز اور حلال طریقے اختیار کر کے اپنی روزی کو طیّب بنائے۔ ایسا پیشہ اختیار نہ کرے جو شرعاً ممنوع ہو۔ جیسے عصمت فروشی گانا بجانا، تصویرکشی، سٹّہ بازی، قمار بازی، سود خواری معمّہ بازی اور جھوٹے مقدمات کی وکالت وغیرہ یا جس سے نجاست کے ساتھ ملوّث رہنے کا امکان ہو۔ جیسے پچھنے لگانا۔ میلا وغیرہ اٹھانا۔ ایسا ذریعہ بھی اختیار نہ کرے جس سے بے آبروئی ہو یا خودداری کو ٹھیس لگے۔ جیسے بھیک مانگنا سوال کرنا۔

اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھے کہ حرام کی زیادہ کمائی سے حلال کی تھوڑی آمدنی ہزار درجے بہتر ہے کہ اس کی برکت و تاثیر کو حرام کی کثیر کمائی نہیں پہنچ سکتی۔

آدابِ رہائش

انسان اس دنیائے فانی میں ایک مسافر کی حیثیت سے آیا ہے۔ جیسے ایک

Marfat.com

مختصر عرصہ کے لئے یہاں رہ کر سامانِ آخرت جمع کرنا ہے اور پھر اپنے اصلی وطن کو لوٹ جانا ہے۔ سفر کی حالت میں انسان حسبِ حیثیت مختصر سا سامان اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حوائج ضروریہ کے لئے مکتفی ہوتا ہے۔ یہ دورانِ سفر اسے قیام کے لئے جو بھی جگہ مل جائے وہ غنیمت سمجھتا ہے۔ اسے اپنی ملکیت نہیں سمجھتا اور نہ اپنی ملکیت بناتا ہے۔ اس سے دل نہیں لگاتا۔ اس کی آرائش پر خرچ نہیں کرتا اور جلد اپنے گھر لوٹ جانے کی فکر میں رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے چنداں پریشان نہیں ہونا پڑتا۔ اس دنیا میں بھی وہی اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے جو ایک مسافر کی حیثیت سے رہے ورنہ اس عارضی "بستان سرائے" کو مستقل گھر بنانے کی کوشش کر کے خود کو پریشان کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ انسان مزین و آراستہ محلات کی آرزو نہ کرے بلکہ ایسے مکان کو ترجیح دے جو اس کی ضرورت کے لئے مکتفی ہو جس کی تعمیر میں اصول حفظانِ صحت کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہو۔ اچھے موقع اور اونچی جگہ پر ہو جس کا گردونواح صحت بخش ہو۔ کمرے وسیع اور ہوادار ہوں۔ دھوپ اور روشنی اندر زیادہ سے زیادہ آسکے اور ہر طرح صاف و ستھرا ہو۔

اپنی امارت دکھانے کے لئے گھر میں بلاضرورت چیزیں جمع نہ کرے۔ استعمال کے لئے صرف اتنی چیزیں رکھے جن کے بغیر گزارہ نہ ہو سکے۔ کفایت شعاری سے گزارہ کرے۔ مگر بخل کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ گھر والوں سے پیار و محبت سے رہے۔ محلہ والوں سے اتفاق و اتحاد رکھے۔ کسی کو اپنا دشمن نہ بنائے حسنِ اخلاق سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لے۔

امورِ خانہ داری کی خود نگرانی کرے اور کوئی کام بالکل دوسروں کے اختیار میں نہ چھوڑے۔ گھر میں غیر پسندیدہ عورتوں یا بچوں کو نہ آنے دے اور نہ گھر والوں کو ایسے عنصر سے میل ملاپ رکھنے دے۔ اہلِ خانہ کی حفاظتِ صحت اور ضرورت کا ہر وقت خیال رکھے اور اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرے۔

Marfat.com

اپنے حالات کو ہر ممکن طریق سے بہتر اور سازگار بنانے کی فکر رکھے۔ اور اپنے ماحول کو ایسا بنالے کہ اگر دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آجائے تو دل کسی چیز سے اٹک کر نہ رہ جائے۔

غرضیکہ خیالات امیرانہ ہوں۔ انداز فقیرانہ ہوں، معاملات دیانتدارانہ ہوں اور عادات پیغمبرانہ ہوں۔

آدابِ اشیاء

حق تعالےٰ نے دنیا میں کوئی چیز بلا ضرورت اور بدوں حکمت نہیں بنائی اور ہر چیز کو انسان کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ مختلف اشیاء مختلف لوگوں کے زیر استعمال رہتی ہیں۔

اس لئے انسان کسی چیز کو بے ضرورت نہ سمجھے۔ اسے بُرا نہ کہے، حقارت سے نہ دیکھے۔ ہر چیز جائز اور صحیح طریقہ سے حاصل کرے۔ اپنی وسعت، قوت اور ضرورت سے زیادہ ان کا ذخیرہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہر چیز قرینہ سے رکھے اور سلیقہ سے استعمال کرے۔ اس کا غلط، بے جا اور بے ضرورت استعمال نہ کرے۔ اس کی نگرانی حفاظت اور صفائی اور مرمت وغیرہ کا خیال رکھے۔

جو چیز کئی اشخاص کے استعمال میں آتی ہو تو اسے فارغ کرنے کے بعد وہاں ہی رکھ دے جہاں سے اٹھائی تھی اور اس کا بہت اہتمام کرے تاکہ دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ بلا اجازت کسی کی چیز استعمال نہ کرے بلکہ اُسے اطلاع کر دے تاکہ وہ بدوں اطلاع اس کی تلاش میں پریشان نہ ہو اور نہ ہی ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر اسے پریشان کرے۔ خصوصاً جبکہ نیت یہ ہو کہ اگر معلوم ہو گیا تو ہنسی ہے ورنہ خود رد برد کر جائے گا۔ اور اگر فی الواقعہ ہنسی یا مذاق میں اٹھائی تو اسے جلدی واپس کر دے۔

تلوار، چاقو وغیرہ کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں نہ دے۔ بلکہ بند کر کے دے یا

Marfat.com

زمین پر رکھ دے تاکہ دوسرا شخص خود اسے اپنے ہاتھ سے احتیاط سے اُٹھائے۔ اگر کسی کو کوئی چیز یہ کہہ کر دے کہ تم زندگی بھر کے لئے اسے استعمال کرو۔ تمہارے مرنے کے بعد واپس لے لیگا تو وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی اور بعد مرگ ورثاء کو ملے گی۔ اس لئے امید باطل پر اپنے مال کو خراب و برباد نہ کرے تاکہ بعد میں حسرت نہ ہو۔

آدابِ لباس

لباس بھی حق تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو ستر پوشی اور اظہارِ زیب و زینت کے لئے ضروری ہے۔ ضرورت پوری کرنے کے لئے اتنا کافی ہے جو دارالآخرت کو سدھارتے وقت پہنا جاتا ہے۔ نمائش و شہرت اور فخر و تکبّر کے لئے بیش بہا ملبوسات بھی ناکافی ہوتے ہیں۔

لباس ہمیشہ ہر شخص حسبِ حیثیت پہنے جو پاک، صاف اور سُتھرا ہو۔ اس قدر بدحیثیت مَیلا کچیلا نہ ہو کہ نعمت کی ناشکری ہو اور لوگ نفرت کرنے لگیں نہ اس قدر زینت کا اہتمام کرے کہ وہ فخر و غرور اور اسراف کی حد تک پہنچے اور لوگ انگشت نمائی کرنے لگیں۔ شہرت کے لئے نفیس کپڑے نہ پہنے کہ یہ گناہ ہے۔ قدرت کے باوجود اگر زیب و زینت کا لباس از راہِ تقویٰ چھوڑ دے تو یہ بہتر ہے۔ اپنی وضع چھوڑ کر دوسروں کی وضع قطع کا لباس نہ پہنے ورنہ جس کی وضع اختیار کرے گا۔ قیامت کے دن اسی کے زمرہ سے اُٹھایا جائے گا۔ ایسی وضع کا کپڑا بھی نہ پہنے جس سے جسم نظر آئے اور بے پردگی ہو۔ مرد عورتوں کا اور عورتیں مرد کا لباس نہ پہنیں۔ ایسا کپڑا نہ پہنے جس کا تانا بانا یا صرف بانا ریشم کا ہو۔ یا جو زعفرانی و سرخ رنگ کا ہو۔ بلکہ سفید لباس کو ترجیح دے کہ یہ پاکیزہ و خوش تر ہوتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے زیادہ پسند فرماتے تھے۔

لنگی، تہمد، کُرتا، پگڑی حد سے نہ بڑھائے۔ پتلون، شلوار، تہمد، لنگی، پاجامہ

Marfat.com

ٹخنوں کے نیچے نہ لٹکائے۔ پرانا کپڑا اس حالت میں اُتارے کہ کسی مسکین یا غریب کے کام آسکے اور جب تک کپڑے کو پیوند نہ لگے اُسے پرانا نہ سمجھے اور پیوند لگانے میں ذلت محسوس نہ کرے اور نہ پیوند لگے کپڑے کو بُرا کہے نہ بُرا جانے۔

کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرے۔ مثلاً داہنی آستین یا پاجامہ سے اور نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے نفع پہنچائے اور اُس کی برائی سے بچائے۔

ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرے جو قیمتی ملبوسات پہننے کے عادی ہوں اس سے احساسِ کمتری اور ہوسِ دُنیا بڑھتی ہے۔

آدابِ زیور

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سونا اور ریشمی کپڑا میری اُمت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

عورت جس قسم کا چاہے سونے یا چاندی کا زیور پہن سکتی ہے۔ مگر ایسا زیور نہ پہنے جو بجنے والا ہو۔ جیسے گھنگرو وغیرہ یا جس کی آواز پیدا ہو۔ راہ چلتے عورتیں اپنے بازو اس طرح نہ ہلائیں کہ چوڑیوں وغیرہ سے آواز پیدا ہو۔ تاکہ کسی دوسرے کو اس کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ نہ ملے۔ سالانہ اپنے زیور کی نصاب کے مطابق زکوٰۃ ضرور نکالے۔

مرد سونے کا زیور قطعاً نہ پہنے۔ یہاں تک کہ انگوٹھی اور زنجیری اور بٹن بھی۔ البتہ چاندی کی انگوٹھی پہن لینا مضائقہ نہیں مگر وہ ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ وزن کی نہ ہو۔

جب بھی کوئی عورت انگشتری، نتھ، بُولا، پوپہ وغیرہ ایسا زیور پہنے ہو تو بوقت وضو اُسے ہلا لے تاکہ وہ جگہ خشک نہ رہے۔

بچوں کو ہرگز زیور نہ پہنائے کہ اُن کی زندگی خطرے میں پڑنے کا امکان

Marfat.com

ہے۔ چور، راہزن موقع پا کر زیور اتارنے کی کوشش میں بسا اوقات بچے کو بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اس کی زندگی ختم کر دیتے ہیں۔

زیورات بھی اپنے ہی ملک و قوم کے رواج کے مطابق بنوائے۔ غیروں کی وضع اختیار کرنے کی کوشش نہ کرے اور جب کوئی زیور پہننے لگے تو دائیں طرف سے پہننا شروع کرے یعنی دائیں ہاتھ یا کان یا پاؤں وغیرہ سے۔

آدابِ پاپوش

پاؤں کی حفاظت کے لئے جوتا پہنا ضروری ہے۔ اس لئے کوئی شخص ننگے پاؤں نہ پھرے۔ ایک پاؤں میں جوتی پہن کر بھی نہ چلے یا دونوں میں جوتی پہنے یا دونوں جوتیاں اتار کر ننگے پاؤں چلے۔ جب جوتی پہننے لگے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور اتارنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارے۔

جوتہ پہننے میں اگر ہاتھ سے کام لینا ضروری ہو۔ جیسے جوتہ تنگ ہو یا اس کا تسمہ باندھنا ہو۔ تو اس صورت میں جوتہ بیٹھ کر پہنے۔ کھڑے کھڑے نہ پہنے۔ جب کھانا کھانے بیٹھے تو جوتا اتار ڈالے۔ اپنے پاس جوتہ کا صرف ایک جوڑا نہ رکھے۔ کئی جوڑے رکھنا بہتر ہے۔

اگر جوتہ کہیں سے پھٹ جائے تو فوراً مرمت کرائے۔ اسے پھینک نہ دے۔ کہ یہ بھی اسراف اور غرور میں داخل ہے۔ یا بعد مرمت کسی غریب مسکین کے حوالے کر دے وہ اس سے راحت پا کر دعا دے گا۔

جوتہ حسبِ حیثیت خریدے یا بنوائے۔ نمائش و شہرت کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر قیمتی جوتے پہننے سے احتراز کرے۔ جہاں جوتہ چوری ہو جانے کا ڈر ہو وہاں سے اٹھا کر اپنے پاس رکھے۔ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ نہ رکھے۔ کیونکہ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو گا وہ اسے وہیں تلاش کرے گا اور وہاں نہ ملنے کی وجہ سے اُسے پریشانی ہو گی۔

Marfat.com

آدابِ طعام

مولا پاک کا ارشاد ہے کہ:۔

"حلال پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں کھاؤ"

کیونکہ حلال اور پاکیزہ خوراک سے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور ایک لقمہ حرام کا کھانے سے چالیس روز تک دعا قبول نہیں ہوتی۔

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حلال پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں کھائے۔ حرام اور مشتبہ چیزیں نہ کھائے اور نہ پکائے۔ اور اگر ممکن ہو تو ایسی سبزیوں کے کھانے سے احتراز کرے جو گندگی وغیرہ کی کھاد سے تیار کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان میں لطافت نہیں رہتی۔

جب تک طعامیائے یا فواکھائے پوری طرح پک کر تیار نہ ہو جائیں۔ کھانے سے احتراز کرے۔ ورنہ یہ فائدہ کی بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کے لئے برتن بھی ایسے استعمال کرے جو صاف ستھرے ہوں ایسے نہ ہوں جو طعام کے ذائقہ کو خراب کر دیں اور ان کو ڈھانک کر رکھے کہ کوئی مکھی یا کوئی دوسری زہریلی چیز ان میں نہ جا پڑے۔ اگر پانی یا سالن وغیرہ میں مکھی گر پڑے تو اُسے غوطہ دیکر باہر نکالے۔ کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ وہ عادتاً بیمار بازو فوراً سالن یا پانی میں ڈبو دیتی ہے۔ اس لئے اسے نکالنے سے پیشتر اس کا دوسرا بازو ڈبو دیوے تاکہ اس کا تدارک ہو جائے۔ پھر اگر دل چاہے تو کھالے ورنہ کسی کو دیدے۔ ضائع نہ کرے کیونکہ اس طرح حرام نہیں ہو جاتا۔

اگر کھانا کسی کے پاس بھیجنا ہو تو اُسے ڈھانک کر بھیجے۔ کھانے کے لئے سونے چاندی کے برتن استعمال نہ کرے نہ ان میں کھانا کھائے کہ یہ حرام ہے۔

Marfat.com

اگر کھانا پکانے کے لئے کوئی آگ یا نمک مانگے تو اُسے ضرور دے اس سے جو کھانا پکے گا اس کا ایسا ثواب ہے جیسے کھانا دینے یا کھلانے کا۔

طعام تیار کرتے یا کراتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے کہ کھانے پینے کی چیز کا جوہر حیات ضائع نہ ہو جائے کیونکہ بسا اوقات انہیں زیادہ لذیذ بنانے کے لئے ایسے مصالحے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہیں جن سے ان کا مادۂ غذائیت ختم ہو جاتا ہے اور وہ مفید ہونے کی بجائے بالآخر مضر ثابت ہوتی ہے۔

آدابِ خورد و نوش

علم و عمل کے لئے تندرستی اور طاقت ضروری ہے اور حصولِ طاقت کھانا کھانے پر موقوف ہے۔ اگر انسان اس نیت سے کھانا کھائے کہ اس سے قوت و طاقت حاصل کر کے حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کرے۔ تو کھانا کھانا بھی عبادت میں داخل ہے۔

افضل یہ ہے کہ انسان بدوں پوری رغبت کے ہرگز کھانا نہ کھائے اور جو بھی کھانا میسر آئے۔ اسے نعمتِ الٰہی تصور کر کے خوشی اور شکر کے ساتھ کھائے۔ کسی قسم کا تکلف یا نخرہ نہ کرے۔

کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھولے مگر انہیں کسی کپڑے سے نہ پونچھے ویسے سُکھالے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے شروع کرے اور اپنے سامنے سے کھائے۔ تین یا چار انگلیوں سے کھانا کھائے۔ دو انگلیوں سے نہ کھائے کہ یہ شیطان کا طریقہ ہے۔

اگر اس برتن میں یا دسترخوان پر مختلف قسم کی چیزیں از قسم طعام و پھل وغیرہ ایک ساتھ رکھے ہوں تو اس وقت حسبِ رغبت جس طرف سے چاہے کھائے مگر بقدر حصّہ کھائے تاکہ دوسرے اپنے حصّہ سے محروم نہ ہو جائیں۔

کھانے کے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ فرش پر بیٹھے اور دونوں

Marfat.com

گھٹنوں اور دونوں قدموں کو ایک دوسرے سے ملا کر بیٹھے یا بایاں پاؤں پھیلا کر داہنا گھٹنا کھڑا کر لے۔ یہ دونوں گھٹنے نماز کی نشست کی طرح بچھا لے۔ غرضیکہ تواضع سے بیٹھے۔ تکیہ لگا کر یا ٹھاٹھ سے نہ بیٹھے اور نہ جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر کھانا کھائے۔ جیسا کہ آج کل پارٹیوں میں رواج پڑ چکا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ کھانا سب مل کر کھائیں کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس صورت میں دسترخواں چھوڑ کر خود نہ اُٹھے۔ اگر اپنے ساتھی سے پہلے کھا لے تو اس کا ساتھ دینے کے لئے تھوڑا تھوڑا کھاتا رہے تاکہ وہ آپ کی وجہ سے بھوکا نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ اگر کسی وجہ سے اٹھنا ضروری ہو تو اس سے عذر کر دے۔

بہت گرم کھانا نہ کھائے کہ منہ جلنے لگے۔ اگر ٹھنڈا ہو جائے تو اسے گرم کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ مگر بہت زیادہ گرم نہ کرے کہ اس میں برکت نہیں رہتی۔ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اس میں ہوا اور پانی کی بھی گنجائش رکھے ورنہ بدہضمی کا امکان ہے۔ کھانا جلدی جلدی نہ کھائے بلکہ اطمینان سے خوب چبا کر کھائے تاکہ جلد ہضم ہو جائے۔ لقمے درمیانے لے بڑے بڑے نہ لے۔

کھانا کھاتے وقت اگر کوئی لقمہ نیچے گر جائے اور وہ جگہ خراب نہ ہو تو وہ لقمہ اٹھا کر کھا لے۔ شیخی اور تکبر نہ کرے۔ اگر ایسی جگہ گرا ہو کہ خراب ہو گیا ہو تو اُسے اٹھا کر کسی ایسی جگہ پھینک دے۔ جہاں اس کی بے توقیری نہ ہو۔

کھانا کھاتے وقت کسی ایسی چیز کا نام نہ لے جس سے دوسروں کو گھن آئے کھانے کے دوران میں زیادہ باتیں نہ کرے کہ بھوکا رہ جائے اور نہ کسی دوسرے کو باتوں میں مشغول رکھ کر بھوکا رکھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر اپنے رزاق کا شکر بجالائے۔ پھر دسترخوان اٹھوائے اور افضل یہ ہے کہ انگلیوں سے سالن کا برتن صاف کر کے انگلیاں چاٹ لے۔ اور پھر ہاتھ دھو کر کلی کرے۔ کھانا کھاتے وقت اگر کوئی محتاج آجائے تو اسے بھی اس میں سے کچھ دیدے۔

Marfat.com

پیاس کو پانی سے بجھانا بہتر ہے۔ جس وقت پانی کا برتن مُنہ سے لگائے بسم اللہ پڑھے اور جب ہٹائے تو الحمدللہ کہے۔ پانی پاک و سُتھرا پیئے۔ ناپاک اور حرام سے احتراز کرے۔ پانی ایک سانس میں نہ پیئے بلکہ تین سانس میں پیئے۔ پانی پیتے وقت برتن کے اندر سانس نہ لے بلکہ اُسے منہ سے ہٹا کر سانس لے۔ کھڑے کھڑے یا لیٹے لیٹے پانی نہ پیئے۔ بیٹھ کر پیئے اور آہستہ آہستہ پیئے۔

مَشک یا کسی ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی نہ پیئے جس سے زیادہ پانی آجانے کا اندیشہ ہو اور نہ کسی ایسے برتن سے مُنہ لگا کر پانی پیئے جس کے اندر کا حال معلوم نہ ہو۔ مبادا اس سے کوئی سانپ یا بچھو نکل آئے۔ سونے اور چاندی کے برتن میں بھی پانی نہ پیئے۔

اگر دوسرے کو پانی دینا چاہے تو اپنے داہنے والے سے شروع کرے۔ اگر کوئی بزرگ بائیں طرف بیٹھا ہو اور اسے پہلے پانی دینا مقصود ہو تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لے کہ حق اُس کا ہے۔ جس برتن کا کنارہ ٹوٹا ہُوا ہو اس کے ٹوٹے ہوئے حصّہ سے پانی نہ پیئے تاکہ کوئی خراش نہ آجائے آبِ زمزم اگر پینا ہو تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر پیئے۔

دوسرے کو پانی پلانا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور جہاں پانی بکثرت میسّر نہ ہو وہاں پانی پلانے کا ثواب کسی مُردے کو زندہ کرنے کے برابر ہے۔

آدابِ حُقّہ و پان

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا بہترین اسلام ان چیزوں کے چھوڑ دینے میں ہے جو اس کے لئے کارآمد نہ ہوں۔

حقہ یا سگریٹ پینا اپنے پیسوں سے اپنے قلب و جگر کو جلانا اور اُسے سیاہ کرنا ہے۔ اسی طرح عادتاً پان کھانا اسراف کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان کے موہومہ فوائد سے ان کے مضرات و نقائص کہیں زیادہ ہیں۔ اس لئے ان سے

Marfat.com

پرہیز کرنا ہر حالت میں لازم ہے۔

حُقّہ، سگریٹ پینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حقہ سگریٹ وغیرہ پینے کے بعد منہ کو خوب صاف کر لیا کریں تاکہ بدبُو نہ آئے۔ حُقّہ کی آگ ایسی جگہ پر نہ پھینکے کہ کسی کا بے خبری میں پاؤں جل جائے یا ہَوا میں اُڑ کر آگ لگا دے۔ اسی طرح سگریٹ کے بچے ہُوئے ٹکڑے بھی جلتی حالت میں نہ پھینکے۔ اس سے کئی نقصانات کا احتمال ہے بلکہ سگریٹ پینے کے بعد اُسے بجھا کر پھینکے۔

ایسی جگہ پر حقہ یا سگریٹ نہ پیئے جہاں اکثریت نہ پینے والوں کی ہو اور اگر اس سے نہ رہا جائے تو اس بات کی احتیاط کرے کہ حقہ یا سگریٹ کا دُھواں دوسروں کی طرف نہ جائے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

اسی طرح پان کھانے والا پیک پاندان یا کسی دوسرے ایسے برتن میں کرے اور چلنے پھرنے کی حالت میں راستہ سے ایک طرف ہو کر پیک کرے تاکہ کسی پر اُس کے نشان نہ پڑیں اور دیوار سڑک یا گزرگاہ کو رنگ دار دھبّے بدنما کر دیں۔

آدابِ شکار

حلال جانوروں کو شکار کرنا جائز ہے۔ مگر کام و دہن کی لذّت کے لئے کسی بے زبان کی جان لینا مناسب نہیں۔ کیا خبر کہ وہ اس وقت اپنے بچوں کی خوراک کی تلاش میں ہی پھر رہا ہو۔

شکار کے لئے ضروری ہے کہ شکار سدھائے ہوئے جانور مثلاً کُتا، باز وغیرہ سے کرے۔ شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ اسے شکار پر اس طرح چھوڑے کہ شکار باخبر ہو جائے۔ اگر کُتا شکار کر لینے کے بعد کچھ خود کھا لے اور باز شکار کرنے کے بعد واپس آنے سے انکار کر دے تو اسے اپنے لئے حلال نہ سمجھے کیونکہ وہ شکار کُتّے یا باز نے اپنے لئے کیا ہے۔

Marfat.com

جس جانور پر بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور چھوڑا جائے یا تیر چلایا جائے اور وہ زخمی ہو کر مر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر شکاری شکار کو زندہ پکڑ لائے۔ یا غلیل یا بندوق سے شکار کیا جائے اور وہ جانور زندہ ہو تو جب تک اسے ذبح نہ کرے۔ اس کا کھانا حلال نہیں اور اگر بندوق کا شکار ذبح سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہے۔

شکار کے لئے جانور کو اس طرح سدھائے کہ جس جانور پر اسے چھوڑا جائے وہ اسے نہ کھائے اور پرندے کو اس طرح سدھائے کہ جب اسے شکار کے پیچھے چھوڑا جائے اور مالک اسے واپس بلائے تو وہ شکار چھوڑ کر واپس چلا آئے جن میں یہ علامات موجود نہ ہوں۔ ان کا شکار حلال نہ سمجھے۔

آدابِ ذبح

ذبح کرنے والا پاک ہو۔ باوضو ہو۔ ذبیح کا منہ قبلہ رُخ کرے۔ اسے زور سے زمین پر نہ ٹپکے بلکہ اس طرح لٹائے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔ تیز چُھری یا چاقو سے ذبح کرے تاکہ دیر نہ لگے۔ ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے اور اس کی چار رگیں ضرور کاٹے جن سے سانس اور خوراک اندر جاتی ہے اور خون کی آمد و رفت جاری رہتی ہے تاکہ اُس کا خون جاری ہو جائے۔ چُھری چلاتے وقت بھی اتنی احتیاط ضرور کرے کہ جانور کو اس کی سستی کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ بلکہ اس وقت اتنی پھرتی اور چُستی دکھائے کہ جانور راحت محسوس کرے۔ جانوروں کو ایک دوسرے کے سامنے ذبح نہ کرے۔

آدابِ سوال

سوال کرنا بہت بُرا ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے انسان سوال کرنے سے بچے۔ اپنی حاجت اللہ کے سوا کسی پر ظاہر نہ کرے۔ کسی کے سامنے دستِ

Marfat.com

سوال دراز نہ کرے۔ صبر و تحمل سے کام لے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مانگنے سے بچتا ہے گا خدا اسے محتاجی سے بچائے گا اور جو طبیعت پر جبر کر کے صبر کرے گا خدا تعالیٰ اُسے صبر کی توفیق دے گا۔

جہاں انسان کے لئے سوال کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔ مگر ایسی حالت میں بھی نظر اللہ جل شانہٗ کے رحم و کرم پر رکھے جو مقلب القلوب ہے مسئول عنہ کی ہمت و وسعت پر نظر رکھے جب ضرورت پوری ہو جائے تو پھر سوال کرنے سے رُک جائے۔ اسے اپنی عادت اور پیشہ نہ بنائے۔ مسئول عنہ کو تنگ نہ کرے اس کی زجر و توبیخ صبر و سکون سے برداشت کرے۔

کسی ایسے شخص سے سوال نہ کرے جس کے متعلق قرائن سے یقین ہو کہ وہ گرانی کے باوجود انکار نہ کرے گا۔ لیکن اگر یقین ہو کہ اس کو گرانی نہ ہو گی یا اگر گرانی ہوئی تو آزادی سے عذر کر دے گا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

سوال ایسے وقت میں کرے جبکہ مسئول عنہ سکون و اطمینان کی حالت میں ہو۔ جو چیز مانگنی ہو اس کا اوّل وقت میں اظہار کر دے۔ اُٹھتے وقت سوال نہ کرے ممکن ہے اس وقت تک مسئول عنہ کو سوال پورا کرنے کی فرصت نہ رہے۔ مسئول عنہ جو بات دریافت کرے اسے صحیح جواب دے۔

اگر کسی پر پہلے اپنی حاجت پیش کر چکا ہو اور اس نے کسی دوسرے وقت پر آنے کے لئے کہا ہو تو دوسری دفعہ جب جائے تو بے صبری سے اپنی ضرورت کا اظہار نہ کرے بلکہ اپنے سوال کے جواب باصواب کے لئے انتظار کرے اور اگر قرائن سے محسوس کرے کہ اسے پہلی بات یاد نہیں رہی یا وہ صحیح مطلب نہیں سمجھا تو پھر دوبارہ اپنی حاجت پیش کر دے۔

آدابِ خدمت

خدمتِ خلق افضل عبادتوں میں سے ہے۔ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

Marfat.com

کے لئے اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء خلفاء اولیاء اس معاملہ میں پیش پیش رہتے تھے۔ اکابرینِ سلف سے ہر شخص خدمتِ خلق کا بذاتِ خود ایک ادارہ ہوتا تھا اور قرونِ اولیٰ میں ہر مسلمان ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف رہتا تھا۔

خدمتِ خلق کے لئے ہر وقت موقعہ کی تلاش میں رہے۔ جب بھی کوئی ایسا موقعہ نظر آئے تو دوسروں کی طرف نہ دیکھے۔ بلا تامل بلا امتیاز مذہب و عقیدہ خدمت کے لئے سبقت کرے اور روپیہ پیسہ لگانے سے بھی دریغ نہ کرے، کیونکہ جس قدر تم اس کی مخلوق پر خرچ کرو گے اس سے زیادہ تمہیں اپنے خالق سے ملے گا۔

جب کوئی خدمت ذمہ لگائے تو اسے سرانجام دینے کے بعد اُسے اس کی اطلاع ضرور کرے تاکہ وہ انتظار میں نہ رہے۔ حتی الوسع خود کسی سے خدمت لینے کی کوشش نہ کرے۔ جو خدمت لینا پسند نہ کرے اس کی خدمت کے لئے اصرار نہ کرے۔ جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرے جو شرعاً واجب نہ ہو۔ دورانِ خدمت کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے مخدوم کو تکلیف یا پریشانی ہو۔

خدمت کر کے احسان نہ جتائے۔ معاوضہ طلب نہ کرے۔ کسی قسم کی کوئی توقع نہ رکھے جو کوئی کسی کی مالی یا بدنی خدمت کر رہا ہو تو اسے لازم ہے کہ وہ اس کے آرام و راحت کا خیال رکھے اور اس کی ہمت و وسعت سے زیادہ کام نہ لے۔

آدابِ سفارش

جائز و ناجائز، حلال و حرام اور گناہ و ثواب کا امتیاز اُٹھ جانے کی وجہ سے سفارش کرانا اور کرنا ایک فیشن، رسم اور رواج کی صورت اختیار کر گیا

Marfat.com

ہے۔ حالانکہ سفارش صرف حق کے لئے جائز ہے ورنہ ناجائز حرام اور گناہ ہے۔

جن امور حق کے لئے سفارش جائز ہے ان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ سفارش اس طریق پر کرے کہ مخاطب کی آزادی میں رائی بھر خلل نہ پڑے اسے اس کے لئے مجبور نہ کرے۔ اس پر زور نہ دے۔ اپنے اثر سے دوسروں سے کہلوا کر اسے پریشان نہ کرے۔ اس کے قرابت داروں یا دوستوں کو بار بار اس کے پاس نہ بھیجے اور نہ سفارش کرنے کے لئے لوگوں کو رشوت پہنچائے۔

جب کسی کے متعلق قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بہ طیب خاطر اس کی حاجت میں سعی نہ کرے گا، تو اس کے پاس بھی سفارش پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور نہ وجاہت سے کام نکلوانے کی کوشش کرے۔ جیسے بڑے آدمیوں کے عزیز و اقارب ان کے معتقد یا زیرِ اثر لوگوں سے کام نکلوانے کے لئے چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ اس طرح دوسروں کو بد دیانتی اور حق تلفی کے لئے مجبور کرنا ہوتا ہے۔ ایسی سفارش نہ کرے کہ جس شخص سے سفارش کرے اسے ضرر یا تکلیف پہنچے۔

آدابِ ہدیہ

ہدیہ قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ وہ محض ازدیادِ محبت کے لئے ہو اور اس سے کوئی غرض متعلق نہ ہو۔ ورنہ وہ رشوت ہے۔

اس لئے ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ ہدیہ اتنا دے جو بار خاطر نہ ہو، کیونکہ اہلِ نظر مقدار کو نہیں دیکھتے خلوص کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے جس قدر بھی ہدیہ کم دے بہتر ہے۔ زیادہ ہونے پر واپسی کا احتمال ہوتا ہے مگر جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ظاہر نہ کر دے ہدیہ پیش کرنے کی جرأت نہ کرے۔

ہدیہ اس طرح دے کہ دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔ ہدیہ لینے والا اگر ظاہر کر دے تو یہ اس کا حق ہے۔ ہدیہ مہدی الیہ کے ہاتھ میں دے۔ اس کی لاعلمی میں اس کے پاس نہ رکھ دے کہ یہ موجب پریشانی ہوتا ہے۔ اگر مجمع کی وجہ سے ہاتھ

Marfat.com

میں نہ دے سکے تو اس کے تنہا ہونے کا انتظار کرے۔ اگر تنہائی کی اُمید نہ ہو تو تنہائی طلب کر کے ہدیہ حوالے کرے۔ اگر مہدی الیہ کسی وجہ سے ہدیہ واپس کرنا چاہے تو اصرار نہ کرے بلکہ وجہ واپسی معلوم کر کے آئندہ کے لئے احتیاط کرے۔ اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی فوراً اطلاع کرے۔

اگر مہدی الیہ سے کوئی غرض ہو تو پھر ہدیہ نہ دے۔ اس طرح اسے شرمندہ مجبور اور ذلیل کرنا ہے۔ حاجت پیش کرتے وقت بھی ہدیہ نہ دے بلکہ جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ بھی نہ ہونے دے کہ یہ کسی غرض کے لئے دیا جا رہا ہے۔ اور نہ حاجت پیش کرتے وقت ہدیہ کا ذکر کرے۔

اگر ہدیہ غیر نقد ہو تو دینے سے پہلے لینے والے کی رغبت معلوم کر لے تاکہ کوئی غیر مرغوب چیز نہ دی جا سکے۔ سفر کے دوران میں بھی اس قدر ہدیہ نہ دے کہ لے جانا مشکل ہو جائے۔ اگر شوق ہو تو مقامِ قیام پر کسی ذریعہ سے پہنچا دے حتی الامکان ریلوے یا پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے کہ اس طرح مہدی الیہ کو بعض اوقات تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔

کسی دوسرے کو ہدیہ دینے کی ترغیب نہ دے۔ نہ تحریک کرے۔ مہدی الیہ ہدیہ کی رقم کو ہدیہ دینے والے کے سامنے کسی ایسے طریقہ سے خرچ نہ کرے کہ جس سے ہدیہ دینے والے کی دل شکنی ہو۔ اس کی عدم موجودگی میں جس طرح چاہے خرچ کرے۔

ایسے شخص کا ہدیہ قبول کرے جو بدلے کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آئے گی۔ لیکن اپنی طرف سے کوشش کرے کہ اسے بدلہ مل جائے۔ اگر بدلہ دینے کے لئے کچھ میسر نہ ہو تو اس کی ثناء وصفت ہی کر دے۔ اس کے لئے جزاکم اللہ خیرا کہہ دینا کافی ہے۔ جو محسن کا شکریہ ادا نہ کرے وہ خدا کا شکر کیسے ادا کرے گا اور حاضرین میں اس کا احسان ظاہر کر دے مگر اس پر کوئی شیخی نہ بگھارے۔

Marfat.com

اگر کوئی تمہاری خاطرداری کے لئے خوشبو، دودھ، تیل، تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا دودھ پی لو یا تیل لگا لو یا تکیہ کمر سے لگا لو تو اس کے قبول کرنے میں انکار نہ کرے۔ کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

آدابِ چندہ

چندہ عام طور پر تین ضرورتوں کے لئے حاصل کیا جاتا ہے:۔

(۱) کسی ادارہ کے قیام و بقاء کے لئے

(۲) کسی مجلس کی دائمی یا عارضی رکنیت کے لئے۔

(۳) کسی ہنگامی ضرورت کے لئے۔

چندہ طلب کرنے والا طلبِ چندہ کے لئے اس طرح ترغیب دے کہ چندہ دینے والے کی آزادی میں فرق نہ آئے بلکہ وہ بطیبِ خاطر چندہ دے۔ اس کے لئے تاکید نہ کرے کہ یہ بُری بات ہے۔ دباؤ نہ ڈالے اور نہ شرمائے کہ یہ گناہ ہے۔ علم، وجاہت اور حکومت کا اثر استعمال نہ کرے کہ یہ استحصال بالکراہت ہے۔

وصولی چندہ اس طریق پر کرے جو کراہت اور دباؤ سے پاک ہو اور غیر مشروع نہ ہو۔ وصولی کا خاص وقت اور دن مقرر کرے تاکہ چندہ دینے والے اس روز اس کا انتظام کر رکھیں اور وصول کنندہ کو واپس نہ جانا پڑے۔ کیونکہ چندہ دینے میں تاخیر یا لیت ولعل کرنا اس کی عنداللہ قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے۔ وصول شدہ رقم کی باقاعدہ رسید دی جائے اور چندہ دینے والا اس کا تقاضا کرے۔ ایسی رقم باضابطہ طور پر رجسٹر میں درج کرے اور جس غرض کے لئے وصولی کی ہو اس مد میں خرچ کرے اس کا باقاعدہ حساب رکھے۔ کم از کم سال میں ایک بار ایسی وصولی اور خرچ کی کسی سرکاری محتسب سے جانچ پڑتال کرائے

Marfat.com

جس کے نتیجہ سے اپنے چندہ دہندوں کو مطلع کرے۔

کسی یتیم، غائب، مردہ اور غیر راضی کے مال سے چندہ وصول نہ کرے۔ شادی بیاہ کے موقعہ پر بعض برادریوں میں جو رسماً چندہ بعض اداروں کی امداد کے لئے جمع کیا جاتا ہے اس کے قبول کرنے سے احتراز کرے کہ یہ ثقل و جبر سے خالی نہیں ہوتا صرف نام و نمود کی خاطر دیا جاتا ہے۔

صرف ذاتی غرض کے لئے چندہ جمع کرنے کی خاطر کسی مدرسہ یا ادارہ کا انعقاد و افتتاح نہ کرے۔ چندہ کی رقم کو اپنا ملک نہ سمجھے۔ اس میں بے جا اور بلا اذن تصرف نہ کرے۔ چندہ دہندوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے سالانہ اپنے حساب معہ تصدیق پڑتال کنندہ شائع کیا کرے۔

اپنا کام صرف اللہ جل شانہ کے بھروسہ پر اپنی ہمت و وسعت کے مطابق جاری رکھے۔ صرف چندہ کی امید پر نہ بیٹھا رہے۔ کام میں جس قدر اخلاص وللہیت ہوگی اسی قدر مالی امداد کے دروازے خود بخود کھلتے جائیں گے۔

آدابِ سُوق (بازار)

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

"خدا کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہ مسجد ہے اور ناپسندیدہ جگہ بازار ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کہ بازار شیطان کا میدان ہے جہاں وہ اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔"

بازار دراصل جھوٹ، فریب، بداخلاقی اور بدتہذیبی کے مرکز ہیں۔ بازار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک، گزر جائیے آپ کو کئی قسم کی خرابیاں نظر آئیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ بدتہذیب و ناشائستہ لوگوں کو بازاری کہا جاتا ہے اور شرعاً بازاری کی شہادت یعنی گواہی قابل اعتبار نہیں سمجھی جاتی۔

Marfat.com

اس لئے بازار میں شدید ضرورت کے بغیر نہ جائے۔ جب جانے کا اتفاق ہو تو بلا ضرورت بازار میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے نہ پھرے۔ بلکہ فراغت پاتے ہی فوراً واپس آجائے۔ بازار میں کھڑے ہوئے حتی الوسع کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر مضائقہ نہیں مگر اس سے رُک جانا تقویٰ ہے۔

بازار میں بطور سیر و تفریح نہ پھرے کہ اس سے کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بازار میں بیٹھنے والوں کی قسموں پر زیادہ اعتبار نہ کرے اور بازاری آدمیوں سے میل ملاپ نہ بڑھائے کہ اس کے اکثر برے نتائج نکلتے ہیں۔

بازار میں بیٹھنے والے نظر بازی، دغا بازی، مکر و فریب، جھوٹی قسمیں کھا کر خریدار کو پھانسنے، آوازے کسنے اور حسد کرنے سے باز نہ رہیں۔

آدابِ راہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اے لوگو! اپنے تئیں راستوں میں بیٹھنے سے بچاؤ۔ اور اگر بیٹھنا ضروری ہو تو اس کا حق ادا کرو۔ مزید فرمایا کہ راستہ کا حق یہ ہے کہ اجنبی عورتوں سے آنکھیں بند رکھنا۔ تکلیف دہ چیزوں کو راستہ سے ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا۔

اس لئے راستہ میں بیٹھنے سے احتراز کرے۔ راستہ میں پیدل یا سواری پر اس طرح کھڑا نہ ہو کہ آمد و رفت میں خلل پڑے اور راہگیروں کو تکلیف ہو۔ راستہ میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکے اور پیشاب، پاخانہ نہ کرے کہ اس سے بدبو پھیلتی ہے اور لوگوں کے بسا اوقات کپڑے وغیرہ خراب ہو جاتے ہیں۔ راستہ پر اپنی گندی نالی کا پانی اس طرح نہ چھوڑے کہ وہ گزرنے کے قابل نہ رہے۔ اور بالاخانہ سے کھڑے ہوئے نیچے پانی نہ پھینکے کہ راہگیر کے اوپر پڑنے یا اس کے چھینٹوں سے کپڑے خراب ہونے کا امکان ہے۔ راستہ پر آم، کیلا، خربوزہ،

Marfat.com

وغیرہ پھسلا دینے والی چیزوں کے چھلکے نہ پھینکے اور نہ راستہ میں کوئی ایسی چیز رکھے جس سے راہ چلنے والوں کو تکلیف ہو۔ اگر راستہ میں کسی وجہ سے کوئی شگاف یا گڑھا پڑ گیا ہو اور وہ اسے خود مرمت کر سکتا ہو تو اسے فوراً مرمت کر دے ورنہ جس کے ذمہ یہ فرض ہے اسے فوراً اطلاع کر دے تاکہ اس میں کوئی لاعلمی کی وجہ سے گر کر زخمی نہ ہو جائے۔ راستہ پر نہ تھوکے نہ ہی ناک صاف کرے اور نہ کاغذ پھینکے کہ پاؤں کے نیچے آکر ان کی بے ادبی ہو گی۔

آدابِ راہ روی

راہ چلتے وقت ہر شخص اپنے ہاتھ پر چلے یعنی اگر اس ملک میں بائیں ہاتھ پر چلنے کا حکم ہے تو بائیں ہاتھ چلے تاکہ تصادم نہ ہو۔ جن سڑکوں پر پیدل چلنے والوں کے لئے مخصوص پٹریاں بنی ہوئی موجود ہوں تو ان پر چلے۔ ان سے اُتر کر سڑک پر یا اس کے درمیان نہ چلے تاکہ کسی موٹر، سائیکل یا ٹانگہ وغیرہ کی جھپٹ میں آنے کا خطرہ نہ رہے۔

اسی طرح دیہات میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے وقت لوگوں کے کھیتوں میں سے نہ گزرے بلکہ گزرنے کے لئے جو راستے مخصوص ہوں انہی پر چلے تاکہ کاشت کاروں کا نقصان نہ ہو۔ راہ چلتے وقت بہت تیز اور بے تحاشا نہ دوڑے کہ اس طرح تصادم اور دوسروں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

سرِ راہ کسی سے تکرار، فساد یا بحث و مباحثہ نہ کرے۔ اس سے آمد و رفت رک جاتی ہے اور انسان جرم کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے عورتیں گزر رہی ہوں اُن کے درمیان سے گزرنے اور انہیں جھانکنے یا تاڑنے یا گھورنے یا اُن پر آوازے کسنے کی کوشش نہ کرے۔ دوسرے آدمی کو دھکا مار کر نہ چلے۔ حتی المقدور راہ چلنے والوں کی خوشنودی، راحت رسانی اور خیر خواہی کی کوشش

Marfat.com

کرے۔ راستہ میں جو بھی ملے اسے سلام کرے۔ اگر کوئی تکلیف دہ چیز مثلاً اینٹ روڑہ، کانٹا، چھلکا وغیرہ پڑا ہو تو اسے ہٹا دے۔ اس خدمت کو ذلت نہ سمجھے۔ جو راستہ پوچھے یا بھول گیا ہو اُسے راہ پر لگا دے۔ بوجھ اٹھانے والے کی اگر مدد کر سکے تو اس میں سبقت کرے۔ جیسے کسی کے سر پر گٹھڑی لاد دینا یا سر پر سے اتار دینا یا کسی معذور ضعیف یا بچے کا بوجھ اس کے گھر تک پہنچا دینا۔ راہ چلتے ہوئے عین راہ گیر کے پیچھے آکر یکایک گھنٹی یا ہارن نہ بجائے کہ اس سے انسان بسا اوقات بدحواس ہو جاتا ہے اور اس طرح چونک کر بچنے کی کوشش کرتا ہے کہ موٹر یا سائیکل یا ٹانگہ وغیرہ کی جھپٹ میں آجاتا ہے۔ اس لئے اسے راستہ سے ہٹانے کے لئے دور سے آواز دے یا گھنٹی وغیرہ بجائے تاکہ راہرو پریشان ہوئے بغیر راستہ سے ہٹ جائے۔

راستہ میں اگر کوئی کاغذ پڑا ہوا مل جائے تو اُسے اٹھا کر کسی ایسی جگہ پر دبا دے یا پھینک دے کہ وہ پاؤں کے نیچے نہ آسکے اور اگر کسی کی کوئی گری ہوئی چیز مل جائے تو اسے اپنی حفاظت میں لے کر اس کے مالک تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

راہ چلتے وقت بلا ضرورت ادھر ادھر نہ جھانکے۔ کسی کو پیچھے سے آکر نہ ڈرائے۔ اگر مجمع میں سے کوئی دھار والی یا نوک دار چیز لے کر گزرنے کا اتفاق ہو تو دھار والا یا نوک دار حصہ کسی چیز سے محفوظ کر لے تاکہ کسی کو لگ نہ جائے۔

آدابِ اشارہ

بعض اوقات انسان کو زبان کی بجائے اشارہ سے کام لینا پڑتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی کسی طرف اشارہ کرنا ضروری ہو دائیں ہاتھ سے اشارہ کرے کسی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ مبادا اس وقت شیطان کی شیطنت سے ہتھیار ہاتھ سے چھوٹ جائے اور کسی کی تکلیف یا نقصان کا

Marfat.com

موجب ہو اور خود بھی پریشان ہو۔

آدابِ سفر

عادت سفرِ تین قسم کے ہوتے ہیں :-

(۱) دین کے لئے جیسے حصولِ علم، ادائیگی فریضہ حج یا جہاد، زیارتِ اولیاء و صلحاء اور تبلیغِ دین کے لئے سفر کرنا۔ ایسے سفر کے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔

(۲) دنیا کے لئے، جیسے تلاش معاش، تجارت، سیر و تفریح، ملاقات، عزیز و اقارب وغیرہ کے لئے سفر کرنا۔ یہ سفر اگر دین کے تقاضوں کو پورا کرنے کی نیت سے کیا جائے تو موجبِ ثواب ہو سکتا ہے۔ جیسے تجارت کے لئے اس نیت سے نکلنا کہ جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے وہ ادا کریگا اور اس سے جو بچے گا اس سے مفلسوں کی یا دینی اداروں کی امداد کرے گا۔ تجارت کو عبادت میں بدل دیتا ہے۔

(۳) گناہ کے لئے، جیسے چوری کرنے، ڈاکہ ڈالنے، قتل کرنے، زنا کرنے، مجالسِ لہو و لعب میں شرکت کرنے کے لئے جو دین و دنیا اور آخرت سب کے لئے باعثِ خسارہ ہے۔

جب کسی کو سفر درپیش ہو تو وہ سفر کے لئے سب سے پہلے اپنا ضروری سامان تیار کر رکھے۔ عین روانگی کے وقت سامان اکٹھا کرنا اپنے اور دوسروں کے لئے موجب پریشانی ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے مقامی دوستوں اور عزیزوں رشتہ داروں سے مل کر فراغت حاصل کرے اور روانگی سے قبل لباسِ سفر میں چار رکعتیں نمازِ سفر پڑھے جو گھر کے نگران کے قائمقام ہوتی ہیں۔

سفر علی الصبح شروع کرنا مبارک ہوتا ہے۔ سفر کے لئے جمعرات یا شنبہ کا دن منتخب کرے تو بہتر ہے۔ جمعہ کے دن جمعہ نماز سے قبل سفر شروع نہ کرے تو اچھا ہے۔ مگر جمعہ کی اذان کے بعد اور نماز سے قبل سفر شروع کرنا حرام ہے۔

Marfat.com

جنگل یا سنسان یا غیر آباد علاقہ میں رات کو تنہا سفر نہ کرے۔ طویل سفر کی صورت میں اگر کوئی رفیق تلاش کرے تو بہتر ہے۔ اس سے نرمی سے پیش آئے اور اس سے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

اگر چند آدمی مل کر سفر کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنا لیں اور جب آپس میں کوئی اختلاف رائے پیدا ہو تو اس کے فیصلہ پر عمل کریں۔ حالتِ سفر میں کُتا اپنے ساتھ نہ رکھے۔ اگر کسی جانور پر سوار ہے تو اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے۔ اس کی پیٹھ پر نہ سوئے۔ راستہ میں کسی وقت اس سے اُتر کر اسے آرام کا موقعہ دے۔

دورانِ سفر اگر اپنی ضرورت وحاجت سے کچھ بچ رہے تو اس سے غریب رفقاء کی امداد کرے اور راستہ میں ذکرِ الٰہی کرتا جائے تاکہ فرشتوں کی رفاقت حاصل ہو فضول اشعار پڑھنے یا گانے میں مشغول نہ رہے کہ شیطان ہمراہ ہو جاتا ہے۔ بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر اور اس سے اترتے وقت سبحان اللہ کہے۔ جب منزلِ مقصود پر اُترے تو دو رکعت نفل پڑھے۔

جب مقصد سفر پورا ہو جائے تو فوراً گھر واپس لوٹے۔ واپس لوٹتے وقت اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لائے۔ خواہ وہ ایک پھول ہی کیوں نہ ہو۔

بہتر ہے کہ اپنی واپسی کی تاریخ اور وقت سے گھر والوں کو اطلاع بھیج دے۔ طویل سفر سے گھر اچانک واپس نہ آئے۔ مختصر سفر سے بلا اطلاع رات کو گھر واپس آجانے میں مضائقہ نہیں۔ جب اپنی بستی محلہ میں واپس پہنچے تو مسجد میں دو رکعت نفل ادا کرے کہ یہ سنت ہے۔

جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس سے مصافحہ ومعانقہ کرے کہ یہ بھی سنّت ہے۔

Marfat.com

آدابِ ٹکٹ

سفری اغراض، تفریحی مقاصد اور محکمانہ ضروریات کے لئے انسان کو عام طور پر ٹکٹیں خریدنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ مگر ان مقامات پر بھی انسان حیوانوں کی طرح ایک دوسرے کے اوپر گرے رہتے ہوتے ہیں۔ بارسوخ اور طاقتور اپنا کام بنا لیتے ہیں۔ مگر شرفاء اور نحیف الجثہ افراد کو بڑی دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے ایسے مقامات پر ضبط و نظم قائم رکھنے کے لئے متعلقہ اداروں کا فرض ہے کہ وہ ٹکٹیں خریدنے کی جگہ پر پہنچنے کے لئے اس قسم کا پختہ یا عارضی راستہ بنا دیں کہ اس کے ذریعے صرف شخصِ واحد ہی ٹکٹ خرید سکے اور خود بخود قطار بنانے کی صورت پیدا ہو جائے تاکہ ٹکٹ لینے دینے والوں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

جہاں اس قسم کا انتظام نہ ہو وہاں ٹکٹ دینے والے کو اس بات کا اپنی اور دوسروں کی سہولت کے لئے اہتمام کرنا چاہیئے کہ جب تک ٹکٹ خریدنے والے قطار نہ بنا لیں وہ ٹکٹ فروخت نہ کرے۔ اور اگر وہ اس بات کو اپنے لئے غیر ضروری سمجھے تو ٹکٹ خریدنے والوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ ٹکٹ خریدتے وقت خود بخود قطار میں ہو جائیں" تاکہ کام بآسانی انجام ہو سکے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

ٹکٹ خریدنے پر اسی وقت اپنی ٹکٹ کی پڑتال کر لے کہ غلطی سے کوئی غلط ٹکٹ تو جاری نہیں ہو گیا اور ریزگاری واپس لیتے وقت بھی اسے اچھی طرح جانچ لے کہ اس میں کھوٹے سکے تو شامل نہیں تاکہ وہ اسی وقت بدلوائے جا سکیں اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ٹکٹ خریدتے وقت قطار بنائی جائے اور یکے بعد دیگرے ٹکٹ خریدا جائے۔

Marfat.com

ٹکٹ خریدتے وقت اس بات کی احتیاط کرے کہ رقم محفوظ طریقہ سے نکالے تاکہ کسی بد باطن کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔ کیونکہ جیب تراش اس موقعہ پر اس بات کا پتہ لگانے کے لئے ارد گرد موجود رہتے ہیں کہ کس مسافر کے پاس کس قدر رقم ہے اور اس نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے؟ اس بات کا پتہ لگانے کے بعد اگر وہاں لوگوں نے ایک دوسرے کے اوپر گر کر ٹکٹ خریدنے کی کوشش کی تو وہ اسی وقت ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ورنہ گاڑی میں سوار ہوتے وقت وہ سرگرمی دکھلاتے ہیں۔ ان لوگوں سے صرف قطار بندی ہی محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ٹکٹ خریدنے کے بعد اسے نہایت احتیاط سے محفوظ کر لے بلکہ اس کا نمبر نوٹ کر لے تاکہ گم ہو جانے یا گر جانے کی وجہ سے جانچ پڑتال کرنے والوں کا شکار نہ بن سکے اور جرمانہ نہ ادا کرنا پڑے۔

بلا ٹکٹ کام چلانے کی ہرگز کوشش نہ کرے کہ یہ حق العباد کی خیانت ہے اور قانوناً جرم ہے۔ اس میں قید، جرمانے کے علاوہ رسوائی و ذلت بھی اٹھانی پڑتی ہے اس لئے خواہ پلیٹ فارم پر ہی جانا ہو تو ٹکٹ خرید کر جائے۔ اگر وہاں گیٹ پر کوئی واقف ہی کھڑا ہو اور وہ آپ کو بلا ٹکٹ گزرنے کی اجازت دے سکتا ہو تب بھی اس سے اس رعایت کا طالب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح اپنے علاوہ اسے بھی حق العباد کی خیانت کا مرتکب کرنا ہے۔

عدالتی ٹکٹوں پر نام لکھوانے کی ضرورت ہوتی ہے مگر ان پر نام لکھنے کا حق سرِ دست ٹکٹ دینے والے کو ہوتا ہے۔ اس لئے خود اس پر نام نہ لکھے ورنہ وہ ٹکٹ ناقص ہو جائے گا۔

استعمال شدہ ٹکٹ کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کی کوشش نہ کرے اور نہ انہیں استعمال کرے کہ ایسا کرنا اخلاقاً و قانوناً جرم ہے۔

Marfat.com

آدابِ سفرِ ریل

آج کل زیادہ تر سفر لاری، ریل اور ہوائی یا بحری جہاز کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جن کی آمد و رفت کے اوقات مقرر ہوتے ہیں اور باقاعدہ طور پر مسافروں کی سہولت کے لئے متعلقہ محکموں کی طرف سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس لئے جب کوئی شخص ان کے ذریعہ سفر کرنا چاہے تو وہ سب سے پہلے ان کا اوقات نامہ معلوم کرلے اور ان کے اڈہ یا اسٹیشن پر روانگی کے وقت سے کم از کم آدھ گھنٹہ پہلے پہنچے۔ کیونکہ بسا اوقات ٹکٹ خریدنے یا مال بُک کرانے میں دیر لگ جاتی ہے۔

ٹکٹ خریدنے، مال بک کرانے اور اُسے قلی یا مزدور کے حوالے کرنے کے بعد جب اس میں سوار ہونے کے لئے اس کے پلیٹ فارم پر پہنچے تو سوار ہونے میں عجلت نہ کرے۔ پہلے اندر کی سواریوں کو آرام سے اُترنے دے۔ جب وہ سب اتر جاویں تو پھر بادی سے اندر داخل ہو اور اس کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ مسافر اندر داخل ہونے کے لئے شریفانہ طریقہ اختیار کریں یعنی قطار بنالیں۔ جیسا کہ مہذب ملکوں میں رواج ہے اور یکے بعد دیگرے اطمینان سے اندر داخل ہوتے جائیں۔ اس طرح اول تو دھینگا مشتی، تکرار اور جھگڑے سے نجات ملے گی۔ دوسرے جیب تراشی کے مواقع پیدا نہ ہوں گے۔ کیونکہ جیب تراشوں کے لئے بہترین وقت یہی ہوتا ہے جبکہ اندر والے مسافر باہر نکلنے کے لئے اور باہر والے اندر داخل ہونے کے لئے کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اندر والے مسافروں کا فرض ہے کہ وہ آنے والے مسافروں کا راستہ نہ روکیں بلکہ ان مسافروں کے لئے ازراہِ انسانیت خود بخود جگہ بنا دیں اور خالی جگہ کو روکنے کی کوشش نہ کریں۔ اپنے قانونی حقِ نشست سے تجاوز نہ کریں۔ آنے والے مسافروں سے تنگ و ترش نہ ہوں اور ان کو بھی ویسے ہی

Marfat.com

آرام وسہولت کا حق دار جانیں جس کا خود سمجھتے ہیں۔

باہر سے آنے والے مسافروں کا حق ہے کہ وہ اندر اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ حاصل کریں۔ بشرطیکہ اس میں مقررہ مسافروں سے کم بیٹھے ہوں اور اگر اس ڈبہ میں مقررہ تعداد سے زیادہ مسافر موجود ہوں تو صبر وتحمل سے کام لیں۔ جس طرح بھی گزارہ ہو سکے کر لیں اور اگر اندر والے مسافروں نے لیٹ کر یا سو کر آنے والے مسافروں کی جگہ روک رکھی ہو تو اس کو نرم لہجہ میں وہ جگہ فارغ کرنے کے لئے کہیں۔ تحکمانہ انداز میں بات نہ کریں۔ اگر وہ شرافت کا ثبوت دیں تو اُن کا شکریہ ادا کریں ورنہ افسر متعلقہ کو اطلاع کر کے وہ جگہ خالی کرائیں خود ان مسافروں سے تکرار یا جھگڑا نہ کریں۔

لمبے سفر کے لئے بڑے درجہ میں سفر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی نشست مخصوص کرا لیں تاکہ سونے کا آرام رہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں سے گاڑی یا لاری وغیرہ تیار ہوتی ہو وہاں سے چوبیس گھنٹے پہلے اپنی نشست مخصوص کرا لے اور جس جگہ پیچھے سے تیار ہو کر آتی ہو، وہاں نشست مخصوص کرانے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ پہلے درخواست کرے۔ تاکہ بعد میں پریشان نہ ہونا پڑے۔

آدابِ خط وکتابت

خط وکتابت نصف ملاقات کا درجہ رکھتی ہے۔ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس کا یہ طریق مروج چلا آیا کہ پہلے کاتب اپنا نام لکھتا اور بعد ازاں مکتوب الیہ کا نام۔ اس کے بعد اگر مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ تحریر کرتا۔ ورنہ سلام علی من اتبع الھدیٰ لکھتا اور اس کے بعد اپنا مطلب صاف اور واضح الفاظ میں تحریر کر دیتا۔ یہ طریقہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں تک جاری رہا۔ اس کے بعد عجمیوں کے میل ملاپ سے یہ سادہ طریقہ تکلفات میں

Marfat.com

بدل گیا اور القاب و آداب و تسلیمات اور اشتیاقِ ملاقات کے وزنی اور مبالغہ آمیز الفاظ سے خطوں کو طوالت دی جانے لگی اور یہ سلسلہ آج تک چلا آتا ہے۔ البتہ انگریزوں کے ہاں اب تک اسلامی طریق پر خط و کتابت کا رواج موجود ہے۔

افضل ہے کہ خط لکھنے والا خط اللہ جل شانہٗ کے نام اور حمد سے شروع کرے۔ بہتر ہے کہ ساتھ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی لکھے۔ جیسے کہ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ویسے بسم اللہ ہی کافی ہے۔ مکتوب الیہ کے حسب حال مناسب القاب اور السلام علیکم لکھ کر اپنا حال تحریر کردے۔ خط کی عبارت مضمون صاف اور خوشخط لکھا ہُوا ہو تاکہ پڑھنے والے کو آسانی ہو۔ جائے روانگی کا نام اور تاریخ ضرور درج ہو۔ اگر اس کی نقل رکھ سکے تو یادداشت کے لئے بہتر ہے۔ اگر اسے بذریعہ ڈاک بھیجنے کے لئے رجسٹر میں درج کیا ہو تو اس کا نمبر بھی لکھ دے تاکہ جواب دینے والے کو اس کا حوالہ دینے میں آسانی ہو۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ ہمراہ بھیجے تو بہتر ہے۔

ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھے تاکہ مکتوب الیہ کو جواب بھیجتے وقت تکلیف نہ ہو کیونکہ بسا اوقات پتہ بھول بھی جاتا ہے۔ اگر اپنے خط میں کسی سابقہ خط میں متعلقہ حصّہ پر کوئی نشانِ امتیاز لگا کر اسے ہمراہ بھیجے تاکہ مکتوب الیہ کو سوچنے کی پریشانی نہ ہو کہ پہلے میں کیا لکھا تھا یا اس کا پورا حوالہ دے۔ جواب طلب خط میں اتنے سوال نہ بھر دے کہ جواب دینے والے کے لئے وہ بوجھ بن جائے۔

اگر سوال کثیر ہوں تو انہیں مختصر صورت میں متعدد بار روانہ کر دے۔ مکتوب الیہ سے دوسروں کو سلام و پیام پہنچانے کی فرمائش نہ کرے۔ خصوصاً اپنے بزرگوں سے اور نہ ہی کوئی ایسی فرمائش کرے کہ جس سے دوسرے پر بار پڑے۔

Marfat.com

مکتوب الیہ کا پتہ بھی صاف اور خوش خط لکھے۔ تاکہ ڈاک تقسیم کرنے والے کو تکلیف نہ ہو کسی کو حتی الوسع بیرنگ خط نہ ڈالے اور نہ بیرنگ خط منگائے۔ اس سے بڑی الجھن ہوتی ہے اور نہ ہی واپسی رسید والی رجسٹری بھیجے کہ بسا اوقات لینے والا اسے محسوس کرتا ہے۔

جس خط کے آپ مکتوب الیہ نہیں اسے نہ پڑھیں اور اگر کوئی کسی کو خط لکھ رہا ہو اور آپ پاس بیٹھے ہوں تب بھی اس کا دیکھنا خلافِ ادب ہے۔

خط لکھ کر اسے خشک کرنے کے لئے اس پر بلاٹنگ کے بجائے مٹی ڈالے کہ یہ سُنّت ہے۔

آدابِ مُصوّری

دورِ حاضرہ میں مصوّری یا فوٹو گرافی نے ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ جو کام اس کے بغیر چلائے جاتے تھے اور چلائے جا سکتے ہیں۔ ان کے لئے بھی اس سے کام لیا جا رہا ہے حالانکہ تصویر کشی کے بارہ میں جمہور امت کا اجماع اور ائمہ اربعہ کا مذہب یہ ہے کہ:۔

"جاندار کی تصویر بنانا حرام، شدید الحرمت اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے خواہ وہ کپڑے فرش، دینار، درہم اور پیسوں پر ہو یا برتنوں اور دیواروں میں خواہ مجسّم مورت ہو جس کا سایہ پڑتا ہو۔ یا محض نقش اور رنگ کی صورت میں ہو۔ کیونکہ اس میں مشابہت خلق اللہ ہے یعنی حق تعالےٰ کی صفت خلق کی نقل اتارنا ہے۔ اور جن چیزوں پر تصویریں بنی ہوں ان کا استعمال بھی حرام ہے۔ البتہ غیر ذی روح جیسے دریا، پہاڑ، درخت اور موٹر وغیرہ کی تصویریں لینا حرام نہیں"۔

اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر ہو اُس میں

Marfat.com

ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔ تصاویر بنانے والے کو قیامت میں سخت عذاب دیا جائے گا اور تصویر بنانے والے پر آپؐ نے لعنت فرمائی۔ واضح رہے کہ جس پر اللہ کی لعنت ہو اس کا اثر سات پشت تک قائم رہتا ہے اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرما دیں اس کا اثر تین پشت تک رہتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان دنیا کی نمائش پر آخرت کی نجات کو ترجیح دے۔ اس ملعون فعل سے بچے کسی ذی روح کی تصویر نہ کھینچے نہ بنائے۔ اگر قانوناً کسی شخص کی تصویر لینی ضروری ہو تو اس مجبوری پر بہتر ہے کہ انکار کرے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو استغفار کرے۔

تصویر دار چیز کو استعمال نہ کرے۔ اگر قانوناً کوئی ایسی چیز مروج ہے جیسے تصویر دار ٹکٹ یا سکہ وغیرہ تو اس کو امر غیر اختیاری پر محمول کرے۔ مگر ایسی صورت کو بھی دل سے پسند نہ کرے بلکہ اس سے نفرت کرے۔ اپنی رہائش گاہ یا کاروباری مقام پر تصاویر نہ لٹکائے۔ نہ تصاویر بنوائے جس کمرہ میں تصویر لگی ہو۔ وہاں داخل نہ ہو۔ نماز نہ پڑھے۔ اگر ضرورتاً کوئی ایسی چیز خریدی ہے جس پر تصویر بنی ہے تو فوراً اس کا سر کاٹ دے۔

البتہ جو تصاویر پامال، ممتہن فرش یا زمین وغیرہ میں ہوں۔ یا اس قدر چھوٹی ہوں کہ ایک متوسط البصر آدمی کھڑے ہو کر زمین پر رکھی ہوئی تصویر کے تمام اعضاء کی پوری تفصیل وتشریح نہ دیکھ سکے۔ جیسے بٹن، انگشتری یا روپیہ پیسہ پر تصویر ہوتی ہے تو اس کا استعمال برا نہ جانے مگر تقویٰ کے خلاف سمجھے۔

جس طرح تصویر کا بنانا، رکھنا، یا استعمال کرنا گناہ ہے۔ اسی طرح تصاویر کا دیکھنا بھی گناہ ہے۔ اسے قصداً ہرگز نہ دیکھے۔ جیسے بائی سکوپ یا سینما پر اہتماماً جانا اور اگر بلا ارادہ کسی اخبار یا کتاب وغیرہ پڑھتے وقت یا کسی گزرگاہ یا مکان میں داخل ہوتے وقت تصویر پر نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں مگر اسے قصداً اور شوقیہ نہ دیکھے۔ نہ تصویر دار مال کی تجارت کرے۔ جہاں تصویر لگی ہو ہمت ہو

Marfat.com

تو اُسے خود ہٹا دے یا خراب کر دے یا جس نے اسے لگا رکھا ہے اسے اتار دینے کی ترغیب دے۔ اگر فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو چُپ رہے مگر اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

آدابِ خضاب

جن کی نظر صرف دنیا کی دلفریبیوں تک محدود رہتی ہے وہ صرف اپنے ظاہر کو حسین بنانے کی فکر میں رہتے ہیں اور جن کی نظر اس کی محدود حدود عبور کر کے دار الآخرت کا نظارہ کرتی رہتی ہے وہ اس عالمِ پس پردہ کی خاطر اپنے باطن کو سنوارنے میں مشغول رہتے ہیں اور حسنِ صورت کی بجائے حسنِ سیرت کا اہتمام کرتے ہیں۔ خضاب بھی ان چیزوں میں سے ہے جس کے ذریعہ ظاہری حسن کے بقاء کی سعی ناتمام کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کی اجازت اس غرض کے لئے نہ دی گئی تھی۔ بلکہ بقول سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم خضاب کو اس لئے جائز رکھا گیا کہ "یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے اس لئے تم ان کی مخالفت کیا کرو"۔ یعنی خضاب لگایا کرو۔

ویسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے فرمان میں اس کے "عدم اہتمام" کی یوں ترغیب دی کہ سفید بالوں کو نہ چُنو کیونکہ بڑھاپا مسلمان کا نور ہے اور حق تعالےٰ شانہٗ سفید بال والے مسلمان کے ساتھ قیامت کے اندر اچھا معاملہ فرماویں گے۔

اس لئے بڑھاپے کو چھپانے، جوان نظر آنے یا دلکشی کا سوانگ رچانے کے لئے خضاب نہ لگائے کہ یہ دھوکہ اور فریب ہے۔ بلکہ صرف عدم تشبّہ کی نیّت سے لگائے کہ یہ باعثِ ثواب ہے اور اس کے لئے صرف وسمہ یا مہندی استعمال کرے ایسی چیز استعمال نہ کرے جو اُن کو بالکل سیاہ کر دے۔

آج کل قویٰ کی کمزوری کی وجہ سے چونکہ قبل از وقت بال سفید ہو جانے

Marfat.com

شروع ہو جاتے ہیں اور بعض والدین اپنے جوان عمر لڑکوں کو بوڑھا نہیں دیکھنا چاہتے اور وہ صرف اپنے دل کو راضی کرنے کے لئے اپنے لڑکوں کو خضاب کرنے کا حکم کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی خوشی اور دلجوئی کے لئے بیشک خضاب کرے مگر اطاعتِ والدین کے ساتھ عدم تشبہ کی نیت بھی رکھے۔

میدانِ جہاد میں دشمن پر رُعب ڈالنے کے لئے خضاب کر لینا جائز ہے تاکہ ہر بوڑھا جوان نظر آئے۔ چنانچہ تسخیر سپین کے دوران میں مجاہدِ اسلام موسیٰ ابن نصیر نے مریدہ کا پُرفضا اور خوشنما شہر صرف خضاب کی مدد سے حاصل کیا تھا۔

ویسے اگر بالوں کو سفید رہنے دے تو افضل ہے۔ کیونکہ ان کی نورانیت کی بہار جوانی کے سیاہ بالوں سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتی ہے۔

آدابِ حفاظتِ زر و مال

زر و مال مسلمان کا ہتھیار اور اطمینانِ قلب کا سامان ہے حقوق اللہ و حقوق العباد مثلاً زکوٰۃ، خیرات، حج، جہاد، تعلیم، خوراک، لباس وغیرہ میں معین و معاون ہے۔ فی ذاتہ اس کا حاصل کرنا اور جمع کرنا بُرا نہیں مگر اس کا صحیح استعمال انسان کو مقبول اور اس کا غلط استعمال انسان کو مردُود بنا دیتا ہے۔ بالعموم ہر شخص اس کی عارضی حفاظت کا اہتمام کرتا ہے۔ تاکہ کوئی چور یا ڈاکو اُس کو اِس سے مفاد اٹھانے سے محروم نہ کر دے مگر وہ اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنے کی طرف اکثر دھیان نہیں دیتا تاکہ یہ خرچ ہو جانے کے بعد بھی ضائع نہ ہو بلکہ اس میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ حق تعالیٰ نے جن کو زر و مال دیا ہے وہ مال کو حرص یا بخل کے تحت جمع نہ رکھیں۔ اسے تجارت اور صنعت میں لگائیں۔ اس سے غریبوں، قرابت داروں، ہمسایوں، محتاجوں، مسافروں، یتیموں، قیدیوں کی فی سبیل اللہ امداد کریں۔ حج، زکوٰۃ پر اور جہاد پر خرچ کریں۔ رفاہِ عامہ کے

Marfat.com

کام چلائیں تا کہ اس کا دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی فائدہ پہنچے ۔

اپنے زر و مال کو حرام خوری ، ریا کاری ، حرام کاری میں صرف نہ کرے۔ جیسے شراب پینا، جوا کھیلنا ، زنا کرنا، لہو و لعب کے کاموں میں لگانا، غیر شرعی رسوم اور غیر ضروری امور پر خرچ کرنا جو فضول خرچی کے تعریف میں آتے ہوں کہ ایسا کرنا نہ صرف زر و مال کا ضائع کرنا ہے بلکہ اس کے ذریعہ خود ہی ضائع ہونا اور خسارہ اُٹھانا ہے جو اپنی دولت کو اچھے کاموں پر خرچ کرنے کی بجائے بُرے کاموں پر صرف کرتے ہیں۔ انہیں اس کی برائی کے نتائج بھی کچھ اسی دنیا میں اور کچھ اگلی دنیا میں بھگتنے پڑتے ہیں ۔

مال کی بہترین حفاظت یہ ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور صحیح مصرف پر لگائے۔ ورنہ اسے غیر محفوظ اور ضائع سمجھے ۔

آدابِ حفاظت انسان گمشدہ

بسا اوقات انسان راستہ بھول جاتا ہے ۔ اربابِ غرض اسے اپنا شکار سمجھ کر اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے ورغلا پھسلا کر اپنے قبضہ میں کر کے چھپا لیتے ہیں۔ صاحبِ مال کا مال لوٹ کر بھگا دیتے ہیں یا اُسے جان سے مار دیتے ہیں۔ اگر وہ لڑکا یا لڑکی ہوئی تو اسے شہوت رانی کا شکار بنا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ یا کسی کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔ اس لئے جہاں کسی کو کسی ایسے ستم رسیدہ کی خبر لگے تو وہ فوراً قریبی پولیس افسر کو مطلع کرے یا اس کے وارثان کا پتہ نکال کر انہیں خبر کرنے کی کوشش کرے ۔

اگر اربابِ غرض کے علاوہ کسی دوسرے کو کوئی بھولا بھٹکا انسان مل جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے ٹھیک راستہ بتا دے۔ بہتر ہے کہ اس جگہ تک اسے خود چھوڑ آئے۔ اس کی عزت و مال کی حفاظت کرے۔ کسی کو اس سے تعرض نہ کرنے دے۔ اگر وہ وقت اس کی روانگی کے لئے مناسب نہ ہو، مثلاً

Marfat.com

رات ہوگئی ہو یا طوفانِ باد و باراں شروع ہو یا راستہ میں کوئی خطرہ درپیش ہو تو اُسے اپنے ہاں ٹھہرائے اور اس سے اپنے گھر کے فرد کی طرح اچھا سلوک کرے۔ اس کی عزت و مال پر نظر نہ رکھے اور پھر مناسب و موزوں وقت پر بہ حفاظت اسے راہ پر لگا دے۔

اگر کوئی معصوم یا نابالغ بچہ آوارہ یا بھولا بھٹکا نظر آجائے تو اسے اس حالت میں آگے نہ جانے دے۔ بلکہ فوراً اپنی حفاظت میں لے لے۔ قریبی تھانہ پر پہنچا دے۔ اگر وہاں اس کے رکھنے کا انتظام نہ ہو تو اس کی یافت کی رپورٹ درج کرا کر اسے اپنے پاس بمثل اپنی اولاد کے رکھے اور خود اس کے وارثان کی تلاش کرے۔ جب وہ مل جاویں یا آجاویں تو اُن کے سپرد کر دے۔ ان سے کوئی معاوضہ طلب نہ کرے۔

اگر کسی اندیشہ یا مجبوری کی وجہ سے ایسے گم کردہ راہ بچے کو اپنی حفاظت میں نہیں لے سکتا تو کسی دوسرے دردِ دل رکھنے والے نیک سیرت انسان کو اس کی خبر کر دے یا اس کی حفاظت میں دیدے تاکہ وہ بچہ کسی مزید پریشانی یا تکلیف کا شکار نہ ہو۔

آدابِ تصرفِ مالِ گمُشدہ

نسیان اور غفلت انسانی خصوصیات ہیں جن کے باعث بسا اوقات انسان کسی جگہ کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کی غفلت و بے پرواہی سے کوئی چیز گر جاتی ہے یا گم ہو جاتی ہے۔

اس لئے پڑی ہوئی چیز پانے والے پر واجب ہے کہ وہ اسے اپنی حفاظت میں رکھے۔ اس کی حفاظت اپنے مال کی طرح کرے۔ اسے اپنے پاس امانت سمجھے۔ اس پر ایسی علامات بنا دے تاکہ وہ اسی نوع کی اس کی اپنی چیزوں میں نہ مل جائے بلکہ ان سے ممتاز نظر آئے۔ اسے مالِ غنیمت سمجھ کر ہتھیانے یا خرچ کرنے

Marfat.com

کے لئے نہ چھوڑے۔ اپنے ذاتی تصرف میں نہ لائے۔ وہ چیز خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اس کی حفاظت یکساں طور پر کرے۔

اس کے مالک کی بذریعہ رپٹ پولیس منادی یا اشتہار اخبار یا کسی دوسرے مناسب ذرائع سے تلاش کرے۔ لوگوں میں مناسب طریق پر اس کا اعلان کرے اور یہ کوشش اُس وقت تک جاری رکھے جب تک کہ اس چیز کا مالک نہ مل جائے ویسے ایک سال تک کوشش ضرور کرے۔ مگر یہ صورت ایسی چیزوں کے لئے ہے جن کی قیمت بہت کم نہ ہو۔

اگر پڑی ہوئی چیز ایسی ہو کہ اس کے جلد استعمال میں نہ لانے سے جلد خرابی پیدا ہونے کا امکان ہو جیسے کھانے پینے کی چیزیں۔ تو جو شخص پائے اور حاجتمند ہو اُس سے نفع اُٹھائے اور جب مالک کا پتہ لگ جائے تو معاوضہ ادا کردے۔ اگر حاجتمند نہ ہو تو صدقہ کرے۔

اگر پالتو جانور ملے اور اس کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ جب اس کا مالک مل جائے تو افضل ہے کہ اسے وہی واپس کر دے ورنہ اس کی قیمت دیدے۔ کھانے سے پہلے اس کا مالک آجائے تو اُسے واپس کر دے۔

اگر کوئی دوسری قیمتی چیز ہو اور اس کا مالک تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہ ہو تو اس مال کو روبرو گواہان فروخت کر کے اس کی رقم صاحبِ مال کی طرف سے خیرات کر دے۔ اگر وہ قابلِ فروخت نہ ہو یا نہ سمجھے تو اس حالت میں اسے کسی حاجت مند کو صاحبِ مال کی طرف سے بطورِ خیرات دے دے۔ بشرطیکہ خود حاجت مند نہ ہو۔ ورنہ خود بھی استعمال میں لا سکتا ہے۔

جب گمشدہ چیز کا مالک آجائے تو اس سے مال کی نشانیاں وغیرہ دریافت کر کے اس بات کی تحقیق کرے کہ فی الواقع یہ مال اسی کا ہے۔ جب اسے

Marfat.com

اس بات کا یقین ہو جائے تو بافذ رسید اس کے حوالے کر دے۔ اس سے کوئی معاوضہ طلب نہ کرے۔ اگر وہ از راہ خوشی کچھ انعام دے دے تو اسے نعمتِ الٰہی سمجھ کر قبول کر لے ردّ نہ کرے۔

آدابِ ظن

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بدظنی سے بچو۔ کیونکہ بسا اوقات بدظنی گناہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے دوسروں کو اپنے سے افضل سمجھے کسی کو بُری نظر سے نہ دیکھے۔ اس کے متعلق سوءِ ظن نہ رکھے۔ نہ اسے بُرا جانے۔ اگر بدظنی کا امکان پیدا ہو تو اُسے نیک تاویل میں بدلنے کی کوشش کرے اور ہمیشہ اچھا گمان کرے۔

محض بدگمانی کی بناء پر کسی کے متعلق یا خلاف کوئی فیصلہ نہ کرے تاوقتیکہ قرائن قطعیہ سے اس کی تائید نہ ہو جائے ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔

آدابِ رازداری

راز اسی وقت تک راز رہتا ہے جب تک وہ صیغۂ راز میں رہے۔ جب بھی اس سے کسی کو آگاہ کر دیا جائے وہ راز نہیں رہتا۔ خواہ اسرارِ الٰہی ہوں یا رازِ انسانی۔ ان کا افشاء کرنا ایک خیانت ہے جس کا نتیجہ اکثر ندامت اور پشیمانی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

اس لئے جہاں تک ہو سکے ہر شخص اپنے دل کے بھیدوں سے کسی کو آگاہ نہ کرے۔ خواہ وہ مخلص ہمدرد اور وفا شعار دوست ہی کیوں نہ ہو۔ کیا خبر کہ دوستی کسی وقت دشمنی یا لاتعلقی میں بدل جائے اور یہ رازہائے درونِ پردہ اس کے خلاف استعمال کئے جائیں۔

البتہ ایسا راز جس کا انکشاف ملکی حفاظت، ملی مفاد یا شخصی اصلاح کے

Marfat.com

لئے شرعاً ضروری ہو اس کی اطلاع متعلقین تک پہنچانے میں کوئی برائی نہیں۔ مگر اس کا غلط بیانی یا جذبۂ انتقام سے پاک ہونا ضروری ہے اور وہ اس طرح پہنچائی جائے کہ جس کے خلاف ہو اسے پتہ نہ لگ سکے۔ تاکہ آئندہ کے لئے دشمنی یا انتقام کی صورت پیدا نہ ہو کسی غیر کی موجودگی میں بھی ایسی بات نہ کرے تاکہ کوئی چغلی نہ کھائے۔

اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ اس جگہ موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے ادھر کنایہ یا اشارہ نہ کرے تاکہ اُسے شبہ ہو۔ جب تخلیہ ملے اس وقت وہ بات کہہ دے۔

لاف زنی کے لئے یا کسی کا قرب حاصل کرنے کے لئے ازدواجی رازوں کو طشت از بام نہ کرے۔ ملازم یا نوکر ہونے کی صورت میں اپنی حکومت یا حاکم اور آقا کے رازوں کی پوری طرح حفاظت کرے۔ کسی میں عیب دیکھے تو اُسے گانا نہ پھرے بلکہ صیغۂ راز میں رکھے۔

دوسروں کے راز معلوم کرنے کے لئے کسی کے گھر میں جھانکنے یا کسی کی باتوں کی طرف کان لگانے سے باز رہے جبکہ وہ لوگ اسے ناگوار سمجھیں کہ یہ گناہ کی بات ہے۔

آدابِ سرگوشی

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم سرگوشی کرو تو گناہ ظلم اور رسولِ مقبول ﷺ کی نافرمانی کے لئے نہ کرو۔ بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے لئے کرو کیونکہ (بدنیتی سے) سرگوشی کرنا شیطان کا کام ہے۔

اس لئے ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف اصلاح اور دفاع کے لئے سرگوشی کرے۔ مگر مکروفریب اور ظلم و تشدد کے لئے سرگوشی نہ کرے کہ اس سے انسان اللہ کی رحمت سے دور اور اس کے عذاب کے قریب ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اگر کسی جگہ تین آدمی بیٹھے ہوں تو تیسرے سے الگ ہو کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح تیسرے کو بدگمانی، رنج اور ملال ہوگا۔ اگر قرائن سے یقین ہو کہ تیسرا آدمی ایسی سرگوشی کو بُرا نہ منائے گا تو اس سے اجازت لے کر الگ بات کرے ورنہ نہیں تاکہ تعلقات میں لمحہ بھر کے لئے بھی منافرت پیدا نہ ہو۔

اگر دو آدمی باہم رازدارانہ طریق سے کوئی بات کر رہے ہوں تو تیسرا آدمی ان کے پاس نہ جائے۔ نہ اُن کے قریب ہونے کی کوشش کرے۔ اگر یہ اجازت طلب کرے یا وہ خود بلالیں تو پھر مضائقہ نہیں۔

آدابِ صفائی

ہر مقام کی صفائی کے لئے روزانہ جھاڑو دینے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ جھاڑو دیتے وقت جو گرد و غبار اُٹھتا ہے وہ سانس کے ساتھ اندر جا کر پھیپھڑوں پر جم جاتا ہے جس سے اکثر تپِ دق ہوتا ہے۔

اس لئے گھروں میں جھاڑو دیتے وقت اہلِ خانہ کو ایسی جگہ ہٹ جانا چاہیئے جہاں گرد و غبار اثر انداز نہ ہو سکے۔ مسجدوں، خانقاہوں اور دفتروں میں ایسے وقت جھاڑو دیا جائے جبکہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ بازاروں میں آمد و رفت شروع ہونے سے پہلے جھاڑو دینا چاہیئے تاکہ راہگیروں کو تکلیف نہ ہو اور سامانِ خورد و نوش اور سجاوٹ خراب نہ ہو۔

جھاڑو آہستہ دیا جائے اور اس جگہ سے گزرنے والے کو گرد و غبار سے بچنے کے لئے ناک و منہ کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لینا چاہیئے تاکہ گرد و غبار کے ذرات اندر نہ جا سکیں۔

Marfat.com

آدابِ بادکش (پنکھا)

بڑے بڑے شہروں میں عام طور پر برقی پنکھوں کا رواج ہے مگر وہاں متوسط طبقہ میں اور ایسے شہروں میں جہاں بجلی ابھی تک نہیں پہنچی پنکھا کرنے کا عام رواج ہے۔

اگر کوئی شخص دوسرے کو دستی پنکھا کر رہا ہو تو اس طرح کرے کہ وہ اس کے مُنہ پر نہ لگے۔ اگر فرشی پنکھا کھینچ رہا ہو اور کوئی اُٹھنے لگے تو پنکھا کو اپنی طرف کھینچ کر نہ رکھے کہ وہ شخص اٹھ کر چلا جاوے ممکن ہے وہ رسّی اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاوے یا ٹوٹ جاوے اور وہ پنکھا اُٹھنے والے کے منہ پر آلگے۔ بلکہ پنکھا کی رسّی بالکل ڈھیلی چھوڑ دے۔ تاکہ پنکھا اپنے مستقر پر آکر کھڑا ہو جائے اور اُٹھنے والا خود سنبھل کر اُٹھ سکے۔

جو خدمت گار دوپہر کو پنکھا کھینچنے پر مامور ہوں اُنہیں چاہیئے کہ وہ اس سے پہلے کچھ دیر خود سو لیا کریں تاکہ دوپہر کے وقت وہ خود اونگھنے نہ لگیں اور اس طرح سونے والے کو بے آرام نہ کریں۔

آدابِ ظروف

ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ برتنوں کو ہمیشہ پاک و صاف کر کے استعمال میں لائے۔ اور انہیں ایک جگہ قرینے سے رکھے تاکہ فوری ضرورت کے وقت اُن کے اُٹھانے میں پریشانی نہ ہو۔ جو برتن جس جگہ سے اٹھائے اسے بعد استعمال اسی جگہ رکھے تاکہ دوسروں کو تلاش کرنے کی تکلیف نہ ہو۔ دوسرے کا برتن بلا اجازت نہ اُٹھا لے جائے۔

رات کو جب سونے لگے تو برتنوں کو ڈھانک کر رکھے اور جو برتن استعمال میں آنے کی وجہ سے دوبارہ قابلِ استعمال نہ رہے ہوں اُنہیں اوندھا کر کے

Marfat.com

رکھے۔ جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں بچی ہوئی ہوں ان کو اس طرح سے ڈھانپے کہ بلی وغیرہ آسانی سے ڈھکنا اُتار کر نہ کھا جائے۔

اگر گرمی کا موسم ہو تو انہیں کسی اونچی جگہ پر جالی دار چیز سے ڈھانپ دے یا کسی جالی دار الماری وغیرہ میں محفوظ کر لے تا کہ انہیں تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ خراب نہ ہوں۔

آدابِ فازہ (جمائی)

جمائی علامتِ کسل ہے۔ اس لئے اس کا روکنا ضروری ہے۔ جس وقت کسی شخص کو جمائی آنے لگے تو وہ فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ یا اُسے ڈھانپ لے۔ اسے کھلا نہ رہنے دے تا کہ شیطان اندر نہ گھس سکے اور جمائی کو روکنے کے لئے لاحول پڑھے۔

آدابِ عطس (چھینک)

چھینک انسان کی راحت کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے جب چھینک آئے تو الحمد للہ کہے۔ اس کے سُننے والا جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اور اس کے جواب میں چھینکنے والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے۔ اگر کثرت سے چھینک آنے لگے تو پھر تین بار سے زائد یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں۔

جب چھینک آئے تو مُنہ پر رومال یا ہاتھ رکھ لے تا کہ ناک یا حلق سے جو رطوبت خارج ہو وہ دوسرے پر نہ پڑے۔ زور سے نہ چھینکے۔ بلکہ چھینکتے وقت آواز کو پست کر لے۔ اگر وہاں پاس ہی کوئی سو رہا ہو تو بہتر ہے کہ باہر جا کر چھینکے۔ تا کہ اس کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔

Marfat.com

آدابِ بزاق (تھوک)

جب کبھی کسی شخص کو تھوکنے کی ضرورت لاحق ہو تو قبلہ رخ نہ تھوکے۔ مسجد میں نہ تھوکے۔ بر سرِ اجلاس عدالت میں نہ تھوکے کسی شخص کی موجودگی میں اس کے عین سامنے نہ تھوکے۔ اگر کسی مجلس میں بیٹھا ہو تو وہیں بیٹھے بیٹھے نہ تھوکے۔ تھوکدان پڑا ہو تو اس میں آہستہ سے تھوک دے ورنہ وہاں سے اُٹھ جائے اور دُور جا کر تھوکے۔

راہ چلتے ہوئے ایک طرف ہو کر تھوکے تا کہ کسی پر تھوک نہ پڑے۔ صاف و شفاف فرش یا دیوار پر نہ تھوکے۔ جن مقامات پر پیکدان یا تھوکدان اہتماماً رکھے ہوں۔ وہاں بالالتزام ان میں تھوکے۔ مریض کے تھوک کو ڈھانپنے کا انتظام رکھے تا کہ اس کے ذریعے جراثیم نہ پھیلیں اور اس پر مکھیاں نہ بیٹھیں۔

ورق گردانی کے لئے تھوک استعمال نہ کرے کہ کاغذ پر دھبے یا داغ پڑ جاتے ہیں۔ جن لفافوں کو گوند لگی ہوتی ہے ان کو بھی زبان سے تھوک لگا کر بند نہ کرے اور نہ ہی اس طرح گوند لگی ہوئی ٹکٹوں کو تھوک سے چسپاں کرے۔ کیونکہ اس کے پاک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

۸

بابُ المعاملات

Marfat.com

آدابِ وعدہ

وعدہ خلافی نصف بے ایمانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت کے زمانہ سے پہلے ایک چیز خریدی تھی اور بیع کی کچھ قیمت میرے ذمہ باقی رہ گئی تھی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ باقی قیمت اسی جگہ لے آؤں گا مگر میں بھول گیا اور تین روز کے بعد آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے مجھے سخت تکلیف دی۔ میں تین روز سے اسی جگہ انتظار کر رہا ہوں۔ مگر آج کل وعدہ ایفائی کی طرف قطعاً دھیان ہی نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے ہمارے معاشرتی نظام سے یقین اور اعتماد مفقود ہو رہا ہے کسی سے وعدہ کر کے اُسے پورا نہ کرنا ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ سخت خسارے کا سودا ہے۔ اس سے انسان عندالناس، بے ایمان، منافق اور وعدہ خلاف مشہور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ جس سے وعدہ خلافی کرتا ہے اس کی تکلیف کا وبال اس پر پڑتا ہے اور بعض اوقات وہ وعدہ ایفائی نہ کرنے کے جواز میں جھوٹ فریب سے کام لے کر ایک مزید گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ وعدہ کرنے سے قبل اچھی طرح سوچ لے کہ وہ اُسے کتنے عرصہ میں پورا کر سکے گا۔ اس کے بعد وعدہ کرے۔ وعدہ کرتے وقت برکت کے لئے انشاء اللہ کہے کہ یہ سُنّت ہے۔ کام لینے والے کو بار بار آنے اور کبیدہ خاطر نہ ہونا پڑے۔ جب وعدہ کر بیٹھے تو اُسے ہر قیمت پر پُورا کرے اور اگر اُس کے پُورا کرنے میں کوئی غیر اختیاری رکاوٹ پیدا ہو جائے

Marfat.com

تو بہتر ہے کہ جس سے وعدہ کیا تھا اسے اس مجبوری سے قبل از وقت آگاہ کر دے تاکہ اُسے عین وقت پر پریشان نہ ہونا پڑے۔ اور اگر وہ چاہے تو اپنا کوئی دوسرا انتظام کر لے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو حیلے بہانے یا جھوٹ فریب سے کام نہ لے بلکہ جو اصلیت ہو وہ ظاہر کر کے اس سے معذرت طلب کرے اور اس تکلیف کے ازالہ کے لئے اس کا کسی نہ کسی طرح دل خوش کر دے۔ تاکہ یہ معاملہ یہیں صاف ہو جائے اور آخرت میں اس کا حساب نہ دینا پڑے۔

آدابِ وقت

حق تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور اس نے اپنے کلام پاک میں وقت اور وعدہ کی پابندی کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ اہلِ مغرب وقت کے جس قدر پابند ہیں اہلِ مشرق اس معاملہ میں اسی قدر آزاد ہیں۔ اُن کے نزدیک وقت کی کوئی قدر، اہمیت اور قیمت نہیں۔ حالانکہ دنیا میں ہر چیز کا نعم البدل مل سکتا ہے۔ مگر وقت کا نہیں جو لمحہ گزر جائے وہ کسی قیمت پر واپس نہیں لایا جا سکتا۔ اس کی قیمت کا صحیح اندازہ اس وقت لگے گا جب عزرائیلؑ روح قبض کرنے کے لئے آئیں گا اور وہ ایک ثانیہ کے لئے بھی مُہلت نہ دے گا۔ خواہ اس کے قدموں پر کل کائنات کی دولت کا ڈھیر بھی لگا دیا جائے۔

اس لئے انسان پر وقت کی پابندی لازمی ہے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت کے لئے اوقات مقرر ہیں جس طرح وہ سفر کے لئے بر وقت اسٹیشن پر پہنچ جاتا ہے اسی طرح جس جس عبادت کا وقت مقرر ہے اس کے لئے بر وقت اہتمام کرے اور عین وقت پر ادا کرے۔ جیسے نماز کہ اس کو وقتِ مقررہ پر ادا کرنے کے لئے جس قدر اہتمام کرے گا اس سے زائد ثواب و درجات حاصل کرے گا۔

Marfat.com

جن تقریبات کے لئے کوئی وقت مقرر کرے اس کا فرض ہے کہ وہ ان میں شامل ہونے والوں کو تنبیہ کر دے کہ وقت کی پابندی لازمی ہو گی اور خود عین وقتِ مقررہ پر کسی کا انتظار کئے بغیر وہ تقریب شروع کر دے۔ اسی طرح جن کو کسی تقریب میں شمولیت کی دعوت ملے وہ وہاں عین وقت پر پہنچنا اپنا فرض جانیں تاکہ کسی کا وقت ضائع نہ ہو اور نہ کسی کو انتظار کرنا پڑے۔

علاوہ ازیں خود کو اپنے روزمرہ کے معمولات میں بھی وقت کا پابند بنائے اور جس کام کے لئے جو وقتِ مقرر ہو یا مقرر کرے۔ اسے ٹھیک اسی وقت سرانجام دے اور اس میں سُستی یا غفلت ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ ضبط ونظم کے بغیر زندگی کا لُطف حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

آدابِ مُعاہدہ

پابندئ عہد ہر انسان پر لازم ہے اس لئے جب کسی سے کوئی شخص معاہدہ کرنے لگے تو اس کے نتائج و عواقب پر پہلے خوب سوچ بچار کر لے۔ اس کے بعد شرائطِ معاہدہ طے کرے۔ جب شرائط باہمی رضامندی سے طے ہو جائیں تو اسے اسی وقت سے نافذ العمل سمجھے۔ خواہ وہ ابھی تک ضبطِ تحریر میں نہ آیا ہو یا اس کے نفاذ کی کوئی خاص تاریخ مقرر نہ کی گئی ہو۔ جیسا کہ صلحِ حدیبیہ کے وقت ہُوا تھا۔

عہد کر لینے کے بعد اُسے کسی قیمت پر نہ توڑے خواہ اس سے اُسے کوئی نقصان ہی کیوں نہ پہنچے۔ معاہدہ کو فریب، دغا، مکاری اور جعلسازی کا آلہ نہ بنائے اس سے منحرف ہونے کے لئے حیلے اور بہانے نہ تراشے۔

اگر کوئی معاہدہ سرے سے ہی کسی کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے بدنیتی اور دباؤ سے کرایا گیا ہو جس سے اس کے فطری حقوق غصب ہوتے ہوں تو پھر اس سے گلوخلاصی کے لئے جائز

Marfat.com

وسائل اختیار کرے۔

معاہدہ کرنے والا جب تک اس کا پابند رہے آپ بھی اس سے ویسا ہی برتاؤ کریں۔ اگر آثار و قرائن سے معاہدہ شکنی کا احتمال ہو تو اس کا عہد واپس کر کے معاہدہ سے دست بردار ہو جائیں۔ پھر جو صورت حال ہو اس کے مطابق عمل کریں۔ مگر اس کو بد عہدی کا مزہ چکھانے کے لئے پیش دستی نہ کریں۔ جب وہ دستِ تعدی بڑھائے تو پھر آپ بھی درگزر سے کام لینے کے بجائے اس کے دم خم توڑ ڈالیں اور اگر وہ غیر جانبدار اور خاموش رہے تو آپ بھی سکوت اختیار کریں۔

آدابِ جہیز

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے اس میں رحمت و برکت داخل ہوتی ہے۔ مگر آج کل لڑکیوں کو عام طور پر اس لئے اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ انہیں جہیز دینا پڑتا ہے جو بہت گراں گزرتا ہے کہ انسان لڑکی بھی دے اور مال و دولت بھی سمیٹ کر ساتھ دے اور پھر خبر نہیں کہ وہ سسرال والوں کو راس بھی آئے یا نہ۔ وہ اُسے آباد کریں گے یا برباد۔ مگر کسی طرف سے عورت کے اصلی جہیز اور سامانِ زیب و زینت کی تیاری اور خواہش نہیں کی جاتی بلکہ عارضی اور نمائشی چیزوں کی فراہمی اور فرمائش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے گھر کی خیر و برکت اٹھ جاتی ہے

اس لئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان اپنی لڑکی کو خانہ داری کی تربیت اور دین کی تعلیم دے تاکہ اسے حق اللہ و حق العباد ادا کرنے، گھر کو سنبھالنے، سسرال کو خوش رکھنے، اولاد کی پرورش کرنے اور رشتہ داروں و ہمسایوں سے حسن سلوک کا سلیقہ آجائے۔

اگر عند اللہ سرخروئی مطلوب ہے تو لڑکی کو اسلام کا لباس دے اور

Marfat.com

عبادات کا زیور پہنائے ۔ دین کی پابندی سکھائے ۔ سُنّت کا عطر لگائے ۔ صبر و رضا اور توکّل و تقویٰ کا سنگار کرائے ۔ حُسنِ اخلاق سے مالا مال کرے ۔ علم و عمل کا سرمایہ دے اور شرم و حیا کا پردہ کرائے ۔

اگر دنیا والوں کی خوشنودی درکار ہے تو جس قدر ہمّت و وسعت ہو جہیز تیار کر کے دے ۔ اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے ۔ قرض نہ اُٹھائے ۔ جائداد نہ بیچے ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرے ۔ برادری سے نہ شرمائے ۔ بس اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرے ۔ انگشت نمائی سے نہ ڈرے ۔

سسرال والوں کو بھی زر و مال کا حریص نہ ہونا چاہیئے کہ یہ کسی سے وفا نہیں کرتا بلکہ عام طور پر فتنہ و عذاب کا موجب ہوتا ہے ۔ وہ خانہ آبادی کو سب سے بڑی نعمت سمجھیں اور اس نعمت کا شکر بجا لانے کے لئے اپنی بہو سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں تاکہ یہ نعمت نکبت کا باعث نہ ہو ۔

آدابِ نکاح

نکاح کرنا سُنّت ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ نیت تا زیست خانہ آبادی کی ہو ۔ محض شہوت رانی کی نہ ہو کہ کسی کے حسن و جمال اور ناز و ادا پر فریفتہ ہو کر محض نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے وقتی طور پر نکاح کرے اور اس سے لذّت اُٹھانے اور اسے خراب کرنے کے بعد اُسے چھوڑ دے ۔

اگر حاجت و استطاعت ہو تو نکاح کرے ۔ اگر حاجت ہو اور استطاعت نہ ہو تو روزے رکھے ۔ نکاح ایسی عورت سے کرے جس سے شرعاً نکاح جائز ہو ۔ رفیقِ زندگی کے انتخاب میں صرف مال و جمال اور حسب نسب پر نظر نہ رکھے بلکہ شرافت و دینداری کو معیار بنائے ۔ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو ۔ اگر ہو سکے تو اُسے ایک نظر سے دیکھ لے تاکہ نکاح کے بعد نفرت پیدا نہ ہو جائے اور اگر اس کا موقعہ نہ ملے اور نکاح ہو جائے تو اپنی قسمت پر صابر و شاکر رہے ۔

Marfat.com

ناپسندیدگی کی بناء پر کوئی خرابی پیدا نہ کرے۔

نکاح اعلانیہ کرے۔ بہتر ہے کہ مسجد میں کرے۔ مگر اس کے لئے تکلفات نہ کرے۔ کیونکہ نکاح دو لفظوں سے ہو جاتا ہے کہ گواہانِ نکاح کے روبرو ایک کہہ دے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا اور بس۔ اس سے زیادہ باقی سب تکلفات میں داخل ہے۔ البتہ ایجاب و قبول سے قبل خطبہ مسنونہ پڑھنا سنت ہے۔ بوقتِ نکاح کم سے کم خرچ کرے اور کم سے کم مہر باندھے۔ تو زیادہ سے زیادہ برکت ہو گی۔ ورنہ حسبِ حیثیت فریقین مہر مقرر کرے۔ مگر جبر اور سختی سے کام نہ لے۔

اگر اتفاق سے کسی غیر منکوحہ اور کسی مرد میں باہم محبت یا عشق ہو جائے تو بہتر ہے کہ ان کا ولی یا سرپرست ان کا آپس میں نکاح کر دے یا اس معاملہ کو کسی ایسے طریق سے سلجھائے کہ دونوں بخوشی خود اس تعلق سے دستبردار ہو جائیں اور ان کے دلوں میں کوئی خلش باقی نہ رہے۔

اگر کسی جگہ کوئی شخص پیغامِ نکاح بھیج چکا ہے اور قرینہ سے کچھ اُن کی رضامندی معلوم ہوتی ہو تو جب تک اس کو جواب نہ مل جائے یا وہ خود نہ چھوڑے۔ دوسرا شخص پیغامِ نکاح نہ بھیجے۔ اگر مسلمان انصاف اور مساوات قائم رکھ سکے تو چار بیویاں کر سکتا ہے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ایک پر اکتفا کرے اور افضل صورت بھی یہی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس سے یہ شرط نہ لگائے کہ وہ پہلی عورت کو طلاق دیدے بلکہ اپنی قسمت پر شاکر رہے۔

اگر کوئی شخص کسی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا چاہے تو ایامِ عدت میں نکاح نہ کرے۔ نہ پیغامِ نکاح بھیجے نہ اس سے کوئی وعدہ لے۔ اگر اشارۃً اس پر غرض ظاہر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

آدابِ مہر

مہر کسی عورت کے مرد کے حبالۂ عقد میں آنے کا شرعی معاوضہ ہے۔ بوقتِ نکاح اس کا ذکر کیا جائے یا نہ نکاح ہو جائے گا لیکن مہر بھی ہر حال میں دینا پڑے گا۔ خواہ اس شرط سے بھی نکاح کیا جائے کہ ہم بے مہر کے نکاح کرتے ہیں۔

شرعاً مہر کی کم سے کم مقدار تخمیناً پونے تین روپے کی چاندی ہے۔ اگر اس سے کم بھی مقرر کرے تب بھی اسی قدر ادا کرے۔ اس سے زیادہ جس قدر چاہے مقرر کرے۔ اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ مگر بہتر یہی ہے کہ اپنی حیثیت اور وسعت سے زیادہ مقرر نہ کرے کہ وہ ادا نہ کر سکے۔

جس قدر مہر مقرر کرے وہ خوشی سے ادا بھی کرے۔ عورت اگر خوشی سے سالم یا جزوی معاف کر دے تو اسے اختیار ہے۔ مگر خاوند ڈر، خوف یا دباؤ کے ذریعہ معاف کرانے کی کوشش نہ کرے۔ اور اگر عورت ناجائز دباؤ کے تحت معاف بھی کر دے تب بھی وہ شرعاً معاف نہ ہو گا اور اس کی ادائیگی خاوند کے ذمہ واجب رہے گی۔

نکاح ہو جانے کے بعد اگر خاوند چاہے تو بخوشی خود مہر بڑھا دے مگر عورت اس کا مطالبہ نہ کرے کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت اگر چاہے تو کچھ مہر مقررہ سے بخوشی معاف کر دے مگر خاوند اس کے لئے اصرار نہ کرے۔

جس عورت کا بوقتِ نکاح مہر مقرر نہ ہوا ہو اور خاوند خلوتِ صحیحہ سے قبل اسے طلاق دیدے اور ابھی تک مہر کی تعداد مقرر نہ ہوئی ہو تو خاوند پر لازم ہے کہ عورت کو اس تکلیف کے عوض کم از کم ایک جوڑا بطور معاوضہ ضرور دے۔ اگر خلافِ صحیحہ کے بعد طلاق دے جبکہ مہر مقرر ہو تو سالم ادا کرے۔ اور اگر اسے ہاتھ لگانے سے قبل جبکہ مہر مقرر ہو چکا ہو، طلاق

Marfat.com

دیدے تو اسے نصف مہر ادا کرنا پڑے گا لیکن زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ یہ نصف معاف کر دے اور خاوند کو اختیار ہے کہ وہ نصف کی بجائے سالم مہر ادا کر دے کہ ایسا کرنا تقویٰ کے بہت قریب ہے۔

آدابِ طلاق

حلال چیزوں میں صرف طلاق ہی ایسی چیز ہے جس کا استعمال حق تعالیٰ کو ناگوار گزرتا ہے اور طلاق دینے سے عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے۔ اس میں عورت کی منظوری یا نامنظوری کو کوئی دخل حاصل نہیں۔

اس لئے کوئی مسلمان بلا ضرورت طلاق نہ دے۔ اگر کسی طرح نباہ نہ ہو سکے یا عورت بدچلن ہو اور اس کا انتظام نہ کر سکے تو پھر اسے طلاق دے کر آزاد کر دے۔ لیکن اگر اس سے محبّت اس درجہ ہو کہ بعد نکاح بھی اس سے بھلا ہونے کا احتمال ہو۔ تو پھر اسے نہ چھوڑے البتہ اس کا انتظام و انسداد کرنا ہے۔

حالتِ حیض میں طلاق نہ دے۔ بلکہ جب عورت اس سے پاک ہو جائے اور اس نے ابھی اس سے صحبت نہ کی ہو۔ تو اس وقت طلاق دے۔ تین طلاق بیک وقت دینے کی کوشش نہ کرے بلکہ بوقتِ ضرورت ایک یا دو طلاق پر کفایت کرے۔ ممکن ہے رجوع کرنا پڑے۔ ورنہ پھر تیسری طلاق دے۔

بہتر ہے کہ طلاق گواہان کے روبرو دے اور اس کی نسبت تحریر بھی کر دے تاکہ بعد میں شرارت پیدا کرنے کے لئے اس سے انحراف یا انکار کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

Marfat.com

آدابِ عدّت

جب کسی کا خاوند مر جائے یا طلاق دیدے۔ یا خلع یا ایلا وغیرہ کے ذریعہ نکاح فسخ ہو جائے تو عورت پر ایک مدت مقررہ تک گھر میں رہنا واجب ہوتا ہے اور تاوقتیکہ یہ مدت ختم نہ ہو تب تک وہ کہیں دور نہیں جا سکتی اور نہ ہی عقدِ ثانی کر سکتی ہے۔ اس کے بعد وہ آزاد ہوتی ہے۔ اور جو چاہے سو کرے۔

مطلقہ عورت تین حیض تک گھر سے دن یا رات کو باہر نہ نکلے اور نہ کسی سے نکاح کرے۔ اگر کم سن ہے کہ اسے حیض نہیں آتا یا بڑھیا ہے کہ حیض آنا بند ہو گیا ہے تب وہ تین مہینے گھر بیٹھے اور جس کا خاوند مر جائے تو وہ چار مہینہ دس دن تک گھر میں مقیم رہے اور اگر کسی نے خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دے دی ہو تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں اسے احسن طریق سے رخصت کر دے۔

مطلقہ کو ایامِ عدّت میں خاوند خرچ نان و نفقہ دیتا رہے اور اسے اپنے گھر سے نہ نکالے اور اگر وہ صریح بے حیائی یعنی زنا کی مرتکب ہو تو پھر اُسے گھر میں نہ رہنے دے اور گھر سے نکال دے تاکہ دوسروں پر اس کا بُرا اثر نہ پڑے۔

خاوند کے مرنے کی عدت میں عورت کسی روٹی کپڑے کی مستحق نہیں رہتی۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنی گرہ سے خرچ کرے۔ لیکن اگر اسے از راہِ ہمدردی یا مروت مرنے والے کے ورثاء اپنی طرف سے ایام عدت میں خرچ خوراک دیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

Marfat.com

آداب پردہ

اسلام نے ہر اس برائی کے انسداد کا اہتمام کیا ہے جس کے ذریعہ کسی نہ کسی فتنہ کے پھیلنے کا امکان ہو۔ نظرِ بد بھی بدکاری و بے حیائی کی چابی ہے جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے سب سے پہلے ایسی نظروں کی حفاظت کا سامان فرمایا ہے کہ انسان شدید ضرورت کے بغیر اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ نظریں نیچی رکھے تاکہ دانستہ یا نادانستہ کسی پر کوئی غلط انداز نظر پڑ کر اس کے خرمنِ سکون کو نہ جلادے اور اگر ایک دفعہ کوئی ایسی نظر کسی عورت پر جا پڑے تو دوسری نظر سے اسے ہرگز نہ دیکھے کہ مرتکب گناہ ہوگا۔ اسی طرح عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں خواہ وہ انہیں دیکھ رہے ہوں یا نہ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو نابینا سے بھی پردہ کرنے کی تعلیم فرمائی ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے اس فتنہ کو روکنے کا کتنا مہتم بالشان اہتمام فرمایا ہے جسے آج درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا بلکہ عریانی و بے پردگی پر فخر کیا جاتا ہے۔

اس لئے مرد کو لازم ہے کہ اپنے ستر کا پردہ کرے یعنی زیر ناف سے گھٹنوں تک کے حصہ کو پردہ میں رکھے اور ایسا کوئی لباس نہ پہنے جس سے یہ حصہ نظر آئے اسی طرح عورت پر لازم ہے کہ وہ بھی اپنے ستر کو چھپا کر رکھے۔ یعنی ناف سے زانو کے نیچے تک کا حصہ دوسری عورت کو بھی نہ دکھائے اور غیر محرم سے اپنا سارا بدن چھپائے۔

عورت اپنے حسن و جمال کی نمائش کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے بلکہ اپنے آپ کو فتنہ پردازوں سے بچانے کے لئے گھر کی چار دیواری میں محفوظ رہے۔ اگر باہر کے کسی آدمی سے بامر مجبوری کوئی بات کرنی پڑے تو اس وقت بھی احتیاط سے کام لے اور نزاکت سے نہ بولے تاکہ اس کا نرم اور دلکش

Marfat.com

لب ولہجہ کسی بد باطن کو اس کی طرف متوجّہ نہ کر دے۔ اس لئے ایسے وقت قدرے خشونت اور روکھا پن دکھائے۔ اگر گھر سے باہر کسی وجہ سے نکلنا پڑے تو بھی اپنے آپ کو اس طرح ڈھانپ کر نکلے کہ کسی کی نظر اس کی زینتِ طبعی یعنی جسم کے کسی حصّہ پر نہ پڑ سکے اور ایسے وقت کوئی ایسا زیور بھی پہن کر نہ چلے جس کی آواز ہوس کے بندوں کو اس کی طرف ملتفت کر سکے اور چلتے وقت کوئی ناز و نخرہ نہ دکھائے کہ دوسروں کو اس کی طرف متوجّہ ہونا پڑے۔

آدابِ وصیّت

موت ہر شخص کے لئے یقینی ہے مگر اس کا وقت معین ہونے کے باوجود کسی کو اس کے وقت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس لئے بعد از مرگ کے قابل تصفیہ امور از قسم لین دین، امانت، داد ستد وغیرہ کے لئے وصیت کر جانا نہایت ضروری ہے تاکہ ورثاء میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔

جو شخص کوئی وصیت کر جائے اس کے ورثاء پر اس کی پابندی لازم ہے۔ وہ طمع نفسانی میں آکر اس سے انکار یا انحراف نہ کریں۔ اس میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہ کریں کہ جس سے کسی کو نقصان پہنچے اور اس بات سے ڈریں کہ گو وصیت کرنے والا موجود نہیں مگر ہماری نیتّوں کو جاننے والا موجود ہے جس نے ایک دن اس بے ایمانی کی پرسش کرنی ہے۔

بسا اوقات بعض لوگ کسی خاص اثر کے ماتحت غیر مشروع وصیت کر جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ حق داروں کو محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں یہ بات ثابت ہو جائے تو جس کے حق میں وصیت ہے اُسے لازم ہے کہ از خود دوسروں کے حقوق کا احترام کرے اور ایسی غیر شرع وصیت کی پابندی پر اصرار کرنے سے باز رہے۔ اگر اس میں اِس کی ہمت نہ ہو تو اصلیت معلوم ہو جانے والوں پر فرض ہے کہ وہ صلح و پیار سے اسے اس وصیت کو

Marfat.com

شروع طریق پر بدلنے کے لئے آمادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

وصیت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تقسیم جائیداد کے متعلق کوئی وصیت نہ کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کی جائیداد کو تقسیم کر دینے کا خود ہی انتظام کر رکھا ہے۔ البتہ شرعاً وہ ایک تہائی جائیداد کی حد تک وصیت کر سکتا ہے۔ جب بھی کوئی وصیت کرے تو ضروری ہے کہ اس وقت دو مسلمان گواہ ضرور موجود ہوں۔ اگر حالتِ سفر میں مسلمان گواہ دستیاب نہ ہو سکیں تو پھر غیر مسلموں کے سامنے وصیت کر دے۔

مگر بہتر یہ ہے کہ اسے باقاعدہ طور پر تحریر کرائے اور اس پر اپنے دستخط یا انگوٹھا وغیرہ ثبت کر کے گواہوں کی گواہیاں کرا دے۔ تاکہ بعد میں کسی قسم کے شک و شبہ کا احتمال پیدا نہ ہو۔

آدابِ میراث

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

”جو کوئی مال چھوڑ مرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اس میں مَیں نے ہر ایک کا حصّہ مقرر کر دیا ہے“

تاکہ اس کی تقسیم کے وقت باہمی نزاع پیدا نہ ہو۔

جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے ترکہ کو تقسیم کرتے وقت بہتر ہے کہ اس کی برادری اور کنبہ کے لوگوں کو جمع کر لیا جائے اور آئندہ نزاع سے بچنے کے لئے متوفی کا ترکہ سب کے روبرو شرع کے مطابق بانٹ دے۔ اس وقت اگر کوئی ایسے رشتہ دار یا یتیم و محتاج موجود ہوں جن کا شرعاً اس ترکہ میں کوئی حصّہ نہ ہو تو بہتر ہے کہ ان کو بھی حسنِ سلوک کے طور پر ترکہ میں سے کوئی چیز تقسیم کرنے والا دیدے۔ بشرطیکہ اس ترکہ کے سب وارث بالغ ہوں اور اس امر کی خوشی سے اجازت دیں۔ ورنہ ان کو کچھ کھلا پلا کر رخصت کر دے اور

Marfat.com

اگر مال یتیموں کا ہے اور مرنے والا کوئی وصیت نہیں کر گیا۔ تو پھر ان جمع شدہ آدمیوں سے کسی معقول طریقہ سے عذر کر دے تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو۔

ترکہ تقسیم کرتے وقت سب سے پہلے متوفی کا دَین یعنی قرض ادا کرے۔ اور اگر کوئی وصیت مطابق شرع کر گیا ہو تو اس پر عمل کرنے کے بعد جو کچھ بچے۔ اسے تقسیم کرے۔ تقسیم کے وقت تقسیم کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ایک کے حصّہ کی تفصیل لکھ لے اور اس کی میراث پانے والے سے باقاعدہ رسید حاصل کر لے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔

جن کو میراث میں حصّہ نہیں ملا وہ رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور نہ تقسیمِ الٰہی پر حرف گیری کریں بلکہ حق تعالیٰ نے جس کا جس قدر حصّہ مقرر کر دیا ہے اس پر اکتفاء کریں۔ وہ تمہارے نفع یا نقصان کا زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور ہر حکمت بہتری پر منتج ہوتی ہے۔

آدابِ مشورہ

باہم مشورہ کرنا خیر و برکت کا کام ہے اس لئے جب بھی انسان کوئی کام شروع کرنا چاہے تو بہتر ہے کہ اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کر لے۔ مگر مشورہ کرتے وقت کوئی بات چھپا کر نہ رکھے۔ بلکہ مشیروں کے سامنے تمام حالات کھول کر رکھ دے تاکہ وہ غور و فکر کے بعد کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں ورنہ مشورہ بے سُود ہو گا۔

مشورہ دینے والا مشورہ دیتے وقت کوئی ذاتی یا سیاسی غرض پیشِ نظر نہ رکھے بلکہ ناطرف دار اور غیر جانب دار ہو کر معاملہ پر غور کرے اور دیانتاً جو مشورہ صحیح سمجھے وہی دے خواہ اس سے اس کا اپنا یا اس کے کسی عزیز، رشتہ دار یا دوست کا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

اگر کوئی نکاح کے بارے میں تم سے مشورہ کرے تو خیر خواہی کا تقاضا

Marfat.com

یہ ہے کہ اگر اس موقع کی کوئی خرابی تمہارے علم میں ہے تو اسے ظاہر کر دو کہ یہ غیبت حرام نہیں ہے۔ اسی طرح مشورت کے وقت اگر کسی خاص شخص کی بُرائی مقصود نہ ہو بلکہ اس کی خیر خواہی کی ضرورت ہو تو اس کا عیب بھی بیان کر دے کہ شرعاً اس کی اجازت ہے اور بعض حالتوں میں ایسا اظہار واجب ہے۔

مشورہ دیتے وقت کسی قسم کی طمع یا توقع نہ رکھے۔ اس کا معاوضہ طلب نہ کرے اور نہ اس کا احسان جتائے کہ یہ بھی حق العباد ہے۔

جماعتی نظام کے اندر اگر بعد مشورہ کوئی فیصلہ ہُوا ہو تو ان افراد پر جنہیں اس فیصلہ سے اختلاف تھا، لازم ہے کہ وہ اپنے اختلاف کو محفوظ رکھتے ہوئے اس فیصلہ کی پابندی کریں۔

قانونی یا کاروباری پیشہ ور مشیر وکالت کے تحت آتے ہیں اس لئے اُن کے لئے آدابِ وکالت کی پابندی لازمی ہے۔

آدابِ وکالت

اسماء الحسنیٰ میں حق تعالیٰ کا ایک نام "وکیل" بھی ہے کہ اس سے بہتر کوئی کارساز نہیں۔ اس نسبت سے ایک وکیل کو بھی انہی صفات سے موصوف ہونا چاہیئے۔ جو وکیلِ حقیقی کی ہیں۔ اسے ہر لمحہ اس بات کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے جس سے اس باعظمت نام کی توہین ہو اور ہر لحظہ اس بات کا استحضار کرے کہ آخر اسے بھی ایک دن اپنے قول و کردار کی جواب دہی کے لئے ایک "وکیل" کے ہی سامنے پیش ہونا ہے جس کے نام کو استعمال کرتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں مجرموں کو چھڑاتے چھڑاتے وہاں خود مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر حکمِ سزا سننا پڑے۔

اس لئے ہر وکیل کا فرض ہے کہ وہ سچے، حقدار اور مظلوم کی اعانت و وکالت کرے۔ جھوٹے مقدمے کی پیروی یا اعانت سے باز رہے۔ اپنے فرضِ منصبی کو

Marfat.com

دیانت داری اور جانفشانی سے انجام دے۔ موکل کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھے اس کی ہر طرح خیر خواہی کرے۔ اسے صحیح مشورہ دے۔ صاف گوئی سے کام لے۔ فیس رحم اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت فیصلہ کرے اور اپنے قول کا پابند رہے۔ وکالتِ مال پر وکالت حق کو ترجیح دے۔ یعنی صرف فیس کی خاطر ناحق کی وکالت نہ کرے بلکہ حقدار کی امداد کرے۔ کیونکہ صرف فیس کی خاطر مجرم کو مجرم جانتے ہوئے حیلے بہانے سے چھڑانے کی کوشش کرنا جرم کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

وہ دوسرے کی جیب پر نظر نہ رکھے۔ نہ ہی کسی دلال وغیرہ کو رزاق جانے ناجائز طریقوں، حیلوں بہانوں سے روپیہ نہ بٹورے۔ فریقِ مخالف سے سازباز نہ کرے کسی کی رعایت نہ کرے۔ سفارش نہ مانے۔ حاکم کو سفارش نہ کرائے۔ رشوت نہ پہنچائے۔ اس کی خوشامد نہ کرے۔ اس کے نام پر اہلِ مقدمات سے رقم وصول نہ کرے۔

مقدمہ کی سرسبزی کے لئے جھوٹ، فریب، غلط بیانی سے کام نہ لے۔ گواہان کو منحرف نہ کرے نہ کرائے۔ غلط راستے اختیار نہ کرے، دھوکا بھی نہ دے، ضمیر فروشی نہ کرے۔ جن کا مقدمہ نہ چل سکتا ہو یا کمزور ہو انہیں محض فیس وصول کرنے کی خاطر سبز باغ نہ دکھلائے۔ غلط مشورہ نہ دے۔ جس نوع کے مقدمہ کی مہارت نہ رکھتا ہو وہ قبول نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ صرف فوجداری کا کام کرتا ہے اور دیوانی کی باریکیوں کا پوری طرح ماہر نہیں ہے تو دیانتاً اسے دیوانی کا پیچیدہ مقدمہ نہیں لینا چاہیئے۔ علی ہذا القیاس۔

اہلِ مقدمات سے منافقت نہ کرے۔ یعنی رقم لیتے وقت تو لجاجت تک اُتر آئے اور رقم لے لینے کے بعد خباثت کا مظاہرہ کرے۔ یعنی ان کی بات نہ سُنے۔ ان سے کج خلقی، بدزبانی اور بددیانتی سے پیش آئے۔ بات کرنے پر دھتکار دے، توجہ سے اُن کا دُکھ درد نہ سُنے۔ اُن کے کام کی

Marfat.com

طرف پوری توجہ نہ دے۔ یہ باتیں ایک وکیل کے شایانِ شان نہیں۔ کیا خبر کہ جس محنت یا لیاقت یا سرمایہ کا غرور آج اس سے ایسی باتیں کرا رہا ہے کل کو وہی وفا نہ کرے اور حق تعالےٰ اپنی مخلوق سے بدسلوکی کا انتقام لینے کے لئے اس سے یہ سب چیزیں چھین لے اور وہ ہاتھ ملتا رہ جائے۔

آدابِ عدالت

عدالت خواہ کسی نوع کی ہو اس کا احترام سب پر لازم ہے کہ اسی سے ملک میں انصاف کا وقار قائم کیا جا سکتا ہے۔

جب بھی کوئی شخص کسی عدالت میں داخل ہو تو وہ اس کے آداب بجا لائے اندر جا کر ادب سے کھڑا رہے۔ اکڑ کر نہ کھڑا ہو۔ شور و غل نہ مچائے۔ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے عدالت کی توہین کا پہلو نکلے۔ اس کے کام میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ عدالت جو حکم صادر کرے اُس کی بنا پر اُسے بُرا نہ کہے بلکہ اُس کی اصلاح یا ترمیم کے لئے مرافعہ یا اپیل وغیرہ کرے۔ عدالت کے اندر نہ تھوکے۔ سگریٹ یا حُقّہ نہ پیئے اور نہ کچھ کھائے پئے اور نہ عدالت کی چیزوں کو چھیڑے اور نہ ادھر ادھر بکھیرے۔ جس وقت عدالت برخواست ہو جائے تو پھر اس کے کمرہ میں جانے کی کوشش نہ کرے کہ اس سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

افسران اور اہلکارانِ عدالت کے لئے لازم ہے کہ وہ عدالت میں عدالت کے مقررہ لباس اور وردی میں آیا کریں۔ برسرِ اجلاس سگریٹ وغیرہ پینے یا کھانے وغیرہ سے احتراز کریں۔ آئینِ عدالت کی ہر طرح پابندی کریں۔ اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کریں اور نہ عدالت میں ایسے حالات پیدا کریں جو کسی کو مشتعل کرنے والے ہوں یعنی کسی کو گالی وغیرہ نہ دیں اور بُرا نہ کہیں۔ قانون کے مطابق اپنا کام کرتے جائیں۔ انصاف، ضبط، نظم کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کسی کی رعایت نہ

Marfat.com

کریں کسی کی سفارش نہ مانیں۔ کیونکہ قانون کی نظر میں شاہ وگدا، امیر وغریب سب برابر ہیں تاکہ عدالت کا وقار قائم رہے اور ملک کی عزت بڑھے۔

آدابِ شہادت

نزاعی امور بالعموم شہادت کے بغیر فیصلہ نہیں ہوتے اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب کوئی نزاعی مسئلہ کسی عدالت، پنچائت یا فرد کے روبرو پیش ہو تو وہ اس مسئلہ کا محض اپنے حسن ظن یا تخمین سے فیصلہ نہ کرے بلکہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے فریقین کو شہادت پیش کرنے کی پوری پوری سہولت دے تاکہ کسی سے بے انصافی نہ ہو۔

اس لئے جس امر متنازعہ کے متعلق کسی کو علم ہو تو لازم ہے کہ وہ اسے از خود حاضر ہو کر ظاہر کر دے اور اُسے جان بوجھ کر نہ چھپائے تاکہ بے انصافی نہ ہو۔ اگر وہ کسی وجہ سے خود نہیں جا سکا اور کوئی فریق اسے بطور گواہ طلب کرے۔ تو جانے سے انکار نہ کرے۔

جب گواہی دینے لگے تو خدا کے لئے سچی گواہی دے۔ جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ جو معاملہ ہو صاف صاف بتلا دے۔ اس کو بیان کرنے میں دانستہ کوئی ایسا لفظی ہیر پھیر نہ کرے جس سے اصلیت کے اخفاء یا مسخ ہونے کا امکان پیدا ہو۔ خواہ اس سے تمہارا، تمہارے والدین یا قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو اور نہ ہی معاملہ کو چھپانے کی کوشش کرے۔ نہ گواہی سے انحراف کرے کہ یہ بہت ہی گناہ کا کام ہے۔

سچی گواہی دیتے وقت دنیوی نفع پر آخرت کے فائدہ کو ترجیح دے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے کہ مالدار کی رعایت کر کے یا محتاج پر ترس کھا کر سچ کو چھوڑ بیٹھے بلکہ جو حق ہو وہ برملا کہہ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ ان کا خیر خواہ اور ان کے مصالح سے واقف ہے اور

Marfat.com

اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔

گواہی کا معاوضہ طلب نہ کرے۔ نہ اس کے لئے کسی سے سودا بازی کرے اور نہ گواہی دے کر احسان جتائے بلکہ اللہ کا شکر بجا لائے کہ اس نے حق گوئی کی توفیق بخشی اور وہ عنداللہ سرخرو ہوا۔

آدابِ دستاویز نویسی

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اُس نے جسے لکھنے کی استعداد بخشی ہے اُسے چاہیئے کہ اس کے پاس اگر کوئی معاملہ لکھوانے والا آئے تو اسے لکھ دیا کرے اور انکار نہ کیا کرے۔ کیونکہ علم اَن پڑھ کا پڑھے ہوئے پر ایک حق قائم کر دیتا ہے۔

اس لئے جب کسی سے کوئی شخص یا کوئی جماعت کوئی دستاویز تحریر کرانے کے لئے آئے تو اُسے لازم ہے کہ حسبِ استعداد وہ ان کا معاملہ ضبطِ تحریر میں لے آئے۔ اسے تحریر کرتے وقت انصاف اور دیانت سے کام لے۔ جو کچھ لکھے فریقین کی رضامندی سے لکھے کسی کی رو رعایت نہ کرے۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔

اگر وہ معاملہ قانونی طور پر ایسا پیچیدہ ہو جو لکھنے والے کی عقل و فہم سے بالا ہو تو وہ نہایت دیانت داری سے اس کے لکھنے سے صاف عذر کر دے اس کی حقیقت لکھوانے والے پر ظاہر کر دے تاکہ معاملہ صاف ہو جائے۔ اور اس کے دل میں کوئی رنج پیدا نہ ہو اور اس مسئلہ کے کسی ماہر کا پتہ بتا دے جہاں سے وہ اپنا کام کرا سکے۔

جس وقت کوئی دستاویز فریقین کی استدعا کے مطابق تحریر کرے تو بہتر ہے کہ پہلے اس کا مسودہ تیار کرلے۔ وہ ان سب کو حرفاً حرفاً سنا دے۔ سناتے وقت اس میں کوئی تحریف یا تخفیف نہ کرے تاکہ لکھوانے والوں کو

Marfat.com

ہر طرح تسلی ہو جائے۔ جب وہ اس کی منظوری دے دیں تو پھر اسے من وعن تحریر کر دے۔ اور اس تحریر کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ فریقین کو سنا دے۔ اور اس کے بعد ان کے دستخط وغیرہ گواہوں کے سامنے کرلئے اور ان گواہوں کے بھی دستخط اس دستاویز پر کرائے۔

جو یہ کام از راہِ خدمتِ خلق کرے وہ اس کا کوئی معاوضہ قبول نہ کرے اور نہ احسان جتائے اور نہ توقع رکھے اور جو یہ کام کاروباری حیثیت سے کرتے ہو۔ ان پر اس کے ساتھ آدابِ وکالت کی پابندی بھی لازم ہے۔

آدابِ زراعت

زراعت ایک پیغمبرانہ پیشہ ہے جسے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اختیار کیا تھا اور جس کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم رزق کو زمین کی پنہائیوں میں تلاش کرو جو شخص درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے۔ پھر اس سے پرندے جانور یا انسان کھاتے ہیں تو اس شخص کے لئے یہ کام صدقہ بن جاتا ہے"

اسی پر بقاءِ نسل کا دارومدار ہے۔ اگر سب کے سب لوگ تجارت صنعت یا سیاست میں لگ جائیں تو ان کی دنیوی اور تمدنی زندگی تباہ ہو جائے۔ اس لئے زمیندار کے لئے ضروری ہے کہ اس کی طرف زیادہ توجہ دے کاشت خواہ خود کرے۔ خواہ کسی دوسرے سے کرائے۔ مگر اس کام میں غفلت نہ کرے۔ بلاوجہ زمین فارغ نہ رہنے دے۔ زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ دنیا کی آبادی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جارہی ہے اور اسی نسبت سے غلّہ پیدا نہیں کیا جا رہا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی پریشانیوں میں ایک اور اضافہ ہو گیا ہے۔

زمیندار، کاشتکار کو غلام نہ سمجھے۔ اس سے برا سلوک نہ کرے اُسے برابر کا

Marfat.com

شریک جانے۔ اس کی محنت کو اپنے سرمایہ کے برابر سمجھے۔ دونوں ایک دوسرے کو حاکم و محکوم یا آقا و غلام سمجھنے کی بجائے معین و مددگار اور دوست و ہمدرد جانیں۔ ایک دوسرے کا حق غصب نہ کریں۔ ناحق مال ہضم نہ کر جائیں۔ بٹائی کی جو شرح مقرر کریں۔ اسی کے مطابق باہم تقسیم کریں۔ مگر شرح ایسی دیانت دارانہ ہو کہ کسی کی حق تلفی کا امکان نہ رہے۔ زمیندار کا فرض ہے کہ فصل تیار ہوتے ہی کاشتکار کو اس کا حق ادا کر دے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ اور کہ جس کسی نے کسی کا حقِ زمین ناحق مارا قیامت کے دن حق تعالےٰ اس قطعہ زمین کو اس کی گردن میں آویزاں کر دیگا۔"

فصل برداشت کرنے کے بعد ہر دو کا فرض ہے کہ وہ اُسے منڈی میں فروخت کے لئے لائیں۔ مہنگائی پیدا کرنے کے لئے اسے اپنے پاس بدنیتی سے نہ روک رکھیں۔ اس میں دیدہ دانستہ کوئی ملاوٹ نہ کریں۔ اور قحط سالی کے زمانہ میں غلّہ کو چھپا کر نہ رکھیں۔ بلکہ محفوظ ذخیروں کو بھی خلقِ خدا کی خاطر باہر نکالیں۔

اگر آپ خلقِ خدا پر رعایت نہ کریں گے تو کیا عجب کہ خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو آپ اس کی مخلوق سے کرتے ہیں اور آئندہ یہ آپ کی فصل ہی نہ ہونے دے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

"بتاؤ تو سہی کہ جو کھیتی تم کرتے ہو اس کی پیدائش تم کرتے ہو یا ہم کرتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں۔ اور تم باتیں بناتے جاؤ کہ ہم تو زیرِ بار ہو گئے۔ بلکہ ہم تو محروم کر دیئے گئے۔"

Marfat.com

آدابِ صنعت

تجارت کی طرح صنعت کو بھی انبیاء علیہم السلام، علماءِ کرام اور اولیاء اللہ نے اپنا پیشہ بنائے رکھا۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا، حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا۔ حضرت شیث علیہ السلام کپڑا بننے کا۔ حضرت اسماعیلؑ تیر بنانے کا۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنانے کا۔ حضرت لقمان علیہ السلام رسیاں بنانے کا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام جوتے سینے کا کام کرتے تھے جن کو آج نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ایسے کام کرنے والوں کو "کمین" اور موجودہ اصطلاح میں "معین" سمجھا جاتا ہے۔ صنعتی ترقی کے بغیر کوئی قوم اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ملک کو بامِ ترقی پر پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ سرمایہ دار صنعت و حرفت میں زیادہ دلچسپی لیں۔ بڑے بڑے کارخانے، ملیں اور فیکٹریاں قائم کر کے مالی و معاشی بدحالی کا مقابلہ کریں۔ ہمتِ مردانہ سے کام لیں۔ محنت، قابلیت اور دیانت سے کام چلائیں صنعتی مقاصد کے لئے منصوبہ بندی کریں۔ غیر ملکی مال کا مقابلہ کرنے کے لئے چیزیں پائیدار اور عمدہ تیار کریں۔ قیمت نسبتاً کم رکھیں تاکہ خریدار خود بخود ملکی مال کو غیر ملکی مال پر ترجیح دینے لگے اور اسے زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہو۔

کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والوں کو کارخانہ دار معقول تنخواہیں دیں مقررہ وقت سے زیادہ اُن سے کام نہ لیں۔ ان کی صحت و تفریح اور اُن کے بال بچوں کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کریں۔ حوصلہ افزائی کے لئے انعامات اور بونس وغیرہ دیں۔ ان کی ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کے لئے سستی دوکانیں کھولیں تاکہ وہ ہر طرف سے مطمئن ہو کر اپنے کام میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور اس کی ترقی میں کوشاں رہیں۔ مزدور کی محنت اور خون پسینہ کو

Marfat.com

کوڑیوں کے مول لینے کی کوشش نہ کریں۔
اپنی مطلب براری کی خاطر انہیں پریشانیوں کا شکار نہ بنائیں۔ ان کا پیٹ کاٹ کر اپنا سرمایہ بڑھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے سرمایہ میں انہیں برابر کا شریک جانیں ورنہ آپ ایک کوڑی بھی نہ کما سکیں گے۔ کیونکہ ان میں بددلی پیدا ہونے سے آپ کے مال کی تیاری اور پائیداری پر بُرا اثر پڑے گا اور منڈی میں اُس کی وقعت گھٹ جائے گی اس لئے "مزدور" اور "سرمایہ دار" کی بنیاد پر کام نہ چلائیں بلکہ محنت اور پیسے کو برابر سمجھیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ نفع اور برکت ہو۔

آدابِ تجارت

اسلام میں جو مقام تجارت کو حاصل ہے وہ کسی اور پیشہ کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اولیاء اللہ اور آئمۂ فن نے اسے ذریعۂ معاش بنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نبوّت ۱۲ برس تک تجارت کرتے رہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ رزق کے دس حصّوں میں سے نو حصّے تجارت میں ہیں اور "سچا تاجر قیامت کے دن نبیوّں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا"۔
اس سے بڑھ کر اور خوش قسمت کون ہو سکتا ہے کہ جو روپیہ کمانے کے ساتھ ساتھ یہ بلند و بالا مقام بھی پائے اور اس سے زیادہ بدبخت کون ہوگا کہ جو حلال کو حرام اور جائز کو ناجائز بنا کر اپنی دُنیا و آخرت تباہ کرے۔
اس لئے ہر تاجر کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے نفع کے ساتھ آخرت کا نفع کمانے کے لئے ان جیسا اخلاق اور کردار پیدا کرے۔ جن کا مقام اسے حاصل ہونا ہے۔ اپنی تجارت کی بنیاد، امانت، دیانت اور راستی پر رکھے۔ وزن پورا دے۔ چیزیں خالص رکھے۔ پیمانے ٹھیک ہوں۔ حلال اور جائز

Marfat.com

مال بیچے اور احکام شریعہ کی پوری پوری پابندی کرے۔ خواہ اس سے بظاہر خسارہ ہی کیوں نہ ہو۔ قلیل منافع کو لوٹ کھسوٹ پر ترجیح دے کہ اس سے تجارت و برکت میں زیادتی ہوتی ہے۔

لین دین میں ہیر پھیر نہ کرے۔ چالاکی اور عیاری سے کام نہ لے۔ مال میں ملاوٹ نہ کرے۔ اگر ویسے اس میں عیب یا نقص ہو تو اُسے پوشیدہ ہرگز نہ رکھے بلکہ اس سے خریدار کو آگاہ کر دے۔ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سے باز رہے۔ قحط سالی میں گرانی پیدا نہ کرے۔ خریدار کو پھنسانے کے لئے جھوٹی قسمیں نہ کھائیں کہ وہ تمہارا رزاق نہیں ہے۔ اس سے عارضی طور پر فروغ ضرور ہوتا ہے مگر بالآخر انسان خسارے میں رہتا ہے۔

حرام چیزوں کی تجارت نہ کرے۔ جیسے شراب، لحم، خنزیر اور سُود وغیرہ۔ ایسی چیزیں بھی نہ بیچے جو گناہوں کا آلہ ہوں جیسے گانے بجانے کے آلات۔ لہو ولعب کا سامان اور تصاویر وغیرہ۔ حلال مال کو حرام نہ بنائے۔ جیسے بردہ فروشی، عصمت فروشی وغیرہ۔ اور ناجائز و غیر شرعی طریقے بھی اختیار نہ کرے۔ کہ برکت سے محروم اور گناہ کا مرتکب ہو۔

خریدار سے تنگی اور ترشی نہ کرے۔ نرمی، خوش اخلاقی اور حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ مہربانی کے چند الفاظ، محبّت آمیز خطاب اور ادنیٰ سی رعایت مستقل گاہک بنا دیتی ہے اور بے رخی و بدمزاجی گاہک سے ہمیشہ کے لئے دکان چھڑا دیتی ہے۔

آدابِ محصولات

اسلام نے صرف مسلمان کی آمدنی پر زکوٰۃ، زمین پر عشر، مفتوحہ علاقے کی پیداوار پر خراج یا مالگذاری درآمد برآمد کے مال پر عشور، ذمیوں سے جزیہ اور مالِ غنیمت کا خمس ٹیکس کے طور پر جائز رکھا اور وصول ہوتا رہا ان کو بیت المال

Marfat.com

ہیں جمع کر کے ان سے رفاہِ عامہ کے کام چلائے جاتے تھے۔ ان کے علاوہ ہر قسم کا ٹیکس غیر شرعی ہے۔ مگر موجودہ حکومتی نظام اس قدر ذرائع آمدنی پر چلانا ناممکن بنا یا جاتا ہے اس لئے حکومت کا کاروبار چلانے کے لئے ہر حکومت میں بے شمار ٹیکس لگے ہوئے ہیں جن کی ادائیگی اب ناقابلِ برداشت ہو رہی ہے اور رعایا ان کے بوجھ سے کراہ رہی ہے مگر ایسی حالت میں بھی اسلام ایسے ناجائز اور ناقابلِ برداشت ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچنے کے لئے جھوٹ، فریب، دغا سے کام لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کے آئین میں ایک دن ذرہ ذرہ کا حساب لینا اور دینا ہوگا۔ اس وقت ان غلط بیانیوں اور مکر و فریب کے جواز میں کوئی دلیل کام نہ دے سکے گی۔ اور سوائے اقرار کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

اس سے کہیں یہ بھی نہ سمجھ لیا جائے کہ اسلام میں ایسی خرابیوں کا کوئی علاج نہیں بلکہ اس نے اس کا بہت ہی سادہ ساحل یہ بتلا دیا ہے کہ زمین پر صالح نظام قائم کرو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر اس کی پاداش میں ہر چیز برداشت کرو کیونکہ حکومت کی اطاعت بھی ایک لازمی امر ہے۔

اس لئے رائج الوقت ٹیکسوں سے بچنے کے لئے کوئی غلط اندراج یا ریکارڈ تیار نہ کیا جائے۔ اس کی خاطر غلط بیانیوں سے کام نہ لیا جائے اور متعلقہ افسران کی خوشامد نہ کی جائے ان کو سفارش نہ پہنچائی جائے۔ انہیں رشوت لینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ انہیں غیر دیانت دارانہ ترغیب نہ دی جائے۔ اثر و رسوخ کے ذریعہ ان سے ناجائز کام نہ لیا جائے۔

اگر کسی اثر یا تعلق کی وجہ سے افسر تشخیص کنندہ واجب ٹیکس میں اپنی طرف سے بلا استحقاق یا اختیارانہ ناجائز ذرائع سے تخفیف کر دے یا اُسے معاف کر دے یا اُس سے مستثنٰے کر دے تو دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی رعایت کسی قیمت پر قبول نہ کی جائے۔ تاکہ حق العباد کی ادائیگی میں فرق نہ آئے۔ کیونکہ

Marfat.com

ایک دن یہ حق العباد ان اعمالِ حسنہ سے دینا پڑے گا۔ جن کی کثرت پر نجات کا پلڑہ بھاری ہونے کا امکان ہے اور جسے حق تعالیٰ نے بھی معاف کرنے کا حق اپنے پاس نہیں رکھا۔ بلکہ بندے کا حق معاف کرنے کا اختیار بندے کو دے رکھا ہے۔

اگر وہ افسر ایسی رعایت منسوخ کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور اسے برقرار رکھنے پر مُصر ہو تو اسی قدر واجب ٹیکس جو اسے چھوڑ دیا گیا ہے کسی دوسرے مناسب ذریعہ سے داخل خزانہ کر دیا جائے تاکہ اپنا دامن اور معاملہ پاک وصاف رہے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک تقویٰ ہی قابلِ اعتبار ہے۔

اگر افسر تشخیص کنندہ دانستہ یا نادانستہ واجب ٹیکس سے زیادہ لگا دے تو اس صورت میں اُسے بُرا بھلا نہ کہے اس کے حکم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو صبر کرے جس کا وبال اس پر لازماً پڑے گا۔

آدابِ کرایہ

انسان کو زندگی میں بارہا سواری، برداری، رہائش، کاروباری مقامات اور بعض اشیاء کے استعمال کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے دیانت اور حسنِ معاملت کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی ادائیگی حق العباد کی ادائیگی ہے۔ ریل، لاری، بس اور ٹیکسی وغیرہ کے کرائے مقرر ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان سے بچنے کے لئے بلا ٹکٹ سفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ٹانگہ، رکشہ، ریڑھی اور اونٹ وغیرہ کے کرائے اگرچہ بلدیہ وغیرہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ مگر ان پر عمل شاذ ہی ہوتا ہے۔ کوچوان ناواقف سوار ہونے والے سے زیادہ اینٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کم سے کم دینے کی فکر کرتا ہے۔ یہی حالت مکانوں، دکانوں، شامیانوں اور برتنوں وغیرہ کے کرایہ کے سلسلہ میں پیدا ہوتی رہتی ہے۔ لینے والے کی ہر لمحہ یہ خواہش ہوتی

Marfat.com

ہے کہ کرایہ زیادہ سے زیادہ مقرر اور وصول ہو اور دینے والا رعایت کا خواہشمند رہتا ہے جس سے ایسے دو طبقوں میں ہر وقت "سرد و گرم" کشمکش اور جنگ کی صورت رہتی ہے۔

اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے جائز حق کا احترام کرے۔ حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ اس کی نظر دوسرے کی جیب یا نقصان پر نہ رہے۔ حبِ زر کو اتنا غالب نہ ہونے دے کہ وہ دنیا میں دوسروں کے لئے اور آخرت میں اس کے لئے باعثِ تکلیف ہو۔

بلا کرایہ سفر کرنے یا مال لانے یا لے جانے کی ہرگز کوشش نہ کرے اگر یہاں کسی وجہ سے گرفتاری سے بچ گیا تو آخرت میں بچنا ناممکن ہے۔ جن چیزوں یا ذرائع آمد و رفت کے کرائے مقرر نہیں وہاں لازمی ہے کہ پہلے سے کرایہ کا فیصلہ کرلے تاکہ بعد میں کسی قسم کا جھگڑا پیدا نہ ہو۔ کرایہ کا فیصلہ کرتے وقت دونوں کو انصاف سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کسی کو دوسرے کا حق چھیننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے اور خدا فراموشی کے بجائے خدا ترسی سے کام لینا چاہیئے۔

جن دکانوں، مکانوں، گوداموں وغیرہ کے کرائے فریقین نے رضامندی یا مجبوری کی وجہ سے باہمی ادا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہو وہ ان کی ادائیگی کی شرائط کی پوری پابندی کریں۔ وقت مقررہ پر کرایہ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مالک کو وصولی کرایہ کے لئے بار بار تقاضا کرنے کا ہرگز موقعہ نہ دیں کہ اس طرح باہمی تعلقات خوشگوار نہیں رہتے۔ بلکہ وہ مالک کی تکلیف اور اذیت کا عنداللہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور خود وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے جو سراسر خسارہ کا سودا ہے۔ جو کرایہ ادا کرے اس کی باقاعدہ رسید حاصل کرے کہ یہ حکمِ الٰہی ہے۔ دوسرے پر غیر ضروری اعتبار کرکے اُسے بددیانتی کا موقعہ نہ دے۔

Marfat.com

پیشگی کرائے مقرر اور وصول کرنے سے بھی احتراز کرے۔ ایسا کرنا ایک مسلمان بھائی پر بددیانتی کا گمان کرنا ہے جو جائز نہیں اور یہ ویسے بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ اس جگہ کو سالم مہینہ استعمال نہ کرے۔ آپ کو اس کے کرایہ کی وصولی کا حق پیدا ہی نہیں ہوتا۔

آدابِ خرید و فروخت

خرید و فروخت کرتے وقت خریدنے اور بیچنے والے دونوں کا فرض ہے کہ دیانت داری سے کام لیں۔ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں جو دیکھ رہا ہے اور حساب لینے والا ہے۔

جب ایک آدمی سودا کر رہا ہو اور ابھی قیمت طے نہ ہوئی ہو اور احتمال غالب یہ ہو کہ بائع اس کی پیش کش کو قبول کر لے گا تو سودا خراب کر کے خود لینے کی کوشش نہ کرے۔ جب ان کا سودا نہ بنے تب خرید لے۔

نیلام میں بولی پر بولی دینے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن جب بائع ایک کی بولی قبول کر لے تو اس کے بعد بولی نہ بڑھائے۔ کسی کو دھوکہ دینے کے لئے بولی نہ بڑھائے تاکہ دوسرا آدمی زیادہ بولی دے اور وہ چیز مہنگے داموں اس کے گلے پڑ جائے۔

جب گائے بھینس بکری وغیرہ کا سودا کرنا ہو تو خریدار کو دھوکا دینے کے لئے ایسا نہ کرے کہ اس کا کئی وقت کا دودھ نہ نکالے یا مصنوعی یا معمول سے زیادہ خوراک دے تاکہ اس کا دودھ اصل سے زائد ہو جائے اور خریدار زیادہ دودھ کے دھوکے میں آ کر گراں قیمت ادا کر دے اور بعد میں اسے پچھتانا پڑے۔

کھانے پینے کی چیزوں میں دیدہ دانستہ کم قیمت یا مضر صحت چیزیں ملا کر

Marfat.com

فروخت نہ کرے تاکہ جھوٹ، فریب اور ملاوٹ سے خریدار سے زائد دام بٹور سکے اور نہ ہی سبزی کو بھاری کرنے کے لئے لمحہ بہ لمحہ پانی سے بھگوتا رہے تاکہ کم وزن زائد وزن پر بک سکے۔

دکاندار کو اس بات کا حق ہے کہ وہ ارزاں چیز خرید کر گراں قیمت پر بیچے۔ مگر جب مخلوقِ خدا کو اس چیز کی اشد ضرورت ہو اور وہ تکلیف میں مبتلا ہو تو اس وقت محض روپیہ کمانے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کے ذریعہ گرانی پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے کہ یہ حرام اور موجب لعنت ہے۔
اسی طرح اگر کوئی مصیبت زدہ مزدور تاً اپنی کوئی چیز بیچنا چاہے تو اس کو صاحبِ غرض سمجھ کر نہ دبائے اور اس کی چیز کی قیمت جان بوجھ کر نہ گھٹائے بلکہ اسے پوری پوری بازاری قیمت ادا کرے اور اس کی ہر طرح اعانت کرے۔

جب کوئی مال منڈی کی طرف لا رہا ہو تو شہر کے باہر جا کر اس سے راستہ میں کوئی شخص سودا نہ کرے بلکہ اُسے منڈی میں لانے دے۔ کیونکہ اس طرح ایک تو بائع کو یہ کہہ کر دھوکا دینا مقصود ہوتا ہے کہ تمہارا مال شہر میں اس سے اچھے نرخ پر فروخت نہ ہوگا اور دوسرا اس سے شہر والوں کے لئے محتاجی ہوگی۔ کیونکہ جب ایک شخص کے قبضہ میں ایسی چیز آجائے تو پھر وہ من مانی قیمت وصول کرنے کی کوشش کرے گا۔

اسی طرح جب کوئی دیہاتی شہر میں بیچنے کے لئے کوئی چیز لا رہا ہو تو ازراہِ خیر خواہی اسے اس کے بیچنے سے نہ روکے کہ یہ ہمارے پاس رکھ جاؤ۔ جب قیمت گراں ہوگی تو بیچ دیں گے۔ کیونکہ اس طرح شہر والوں کو ایک حقِ کفایت سے محروم کرنا ہے۔ البتہ اگر اس کا نقصان ہوتا ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔

Marfat.com

اسے نہ خریدے اور نہ بیچے۔ کیا خبر کہ پھل رہے یا ضائع ہو جائے اور بیچک آجانے پر بھی مال فروخت نہ کرے جب تک کہ وہ مال بیچنے والے کے قبضہ میں نہ آجائے اور جب مال بائع کے قبضہ میں آجائے تو بیچک دیکھ کر مشتری خرید کرے۔ اس وقت اسے اختیار ہے کہ خواہ معاملہ کرے یا انکار کر دے۔

اگر کوئی چیز بطور بدنی کے خریدے اور فصل پر بائع سے وہ چیز نہ بن پڑے تو جتنا روپیہ بائع کو دیا تھا وہ واپس لے لے۔ اس سے زیادہ نہ لے اور نہ اس روپیہ کے بدلے اس سے کوئی اور چیز لے۔ البتہ وہ روپیہ واپس لے کر اسی روپیہ کا پھر اور سودا کر لے۔

مفلسی اور قحط کے موقع پر اکثر لوگ اپنی اولاد کو یا بعض ظالم دوسروں کی اولاد کو بیچ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہرگز نہ خریدے کیونکہ ایسی خرید و فروخت قطعاً حرام ہے۔

اگر کوئی شخص اپنا مکان یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرے تو وہ جلدی سے اس رقم سے کوئی دوسرا مکان یا زمین خرید لے ورنہ یہ روپیہ اڑ جائے گا۔

آدابِ داد و ستد (لین دین)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

"معاملہ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کے لکھنے میں کاہلی نہ کیا کرو"

آج کل دنیا میں زیادہ تر فساد صرف اسی فرمان کی نافرمانی کی وجہ سے برپا ہے اور انسان نقصان اٹھانے کے باوجود اس کی پابندی ضروری نہیں سمجھتا اور خواہ مخواہ دوسروں پر اعتماد کر کے ان کو بے ایمان ہونے کی سہولتیں بہم پہنچاتا ہے۔

اس لئے آپ پر واجب ہے کہ جب بھی آپس میں لین دین کریں۔ تو اس

Marfat.com

معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لائیں اور اس میں اس کی تمام تفاصیل اور شرائط درج کریں۔ تاکہ بعد میں کوئی نزاع پیدا نہ ہو اور اس معاملہ میں کسی سے رو رعایت یا کسی پر اعتماد نہ کریں۔ خواہ وہ اپنا کتنا ہی عزیز یا معتمد کیوں نہ ہو۔

دست بدستی سودا کے لئے کسی تحریر کی ضرورت نہیں۔ مگر بہتر ہے کہ وہ بھی گواہوں کے سامنے کریں۔ تاکہ بعد ازاں کوئی جھگڑا ہو تو وہ کام آ سکیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو سودا کی رسید ضرور حاصل کریں اس میں بڑے فائدے ہیں۔

ادھار اور گروی خصوصی طور پر باقاعدہ اسٹامپ پر تحریر کرائیں۔ اگر حالتِ سفر میں یا کسی دوسرے وقت رقم کی ضرورت پڑ جائے اور کوئی دینے والا مل جائے مگر وہ بغیر تحریر کے نہ دینا چاہے اور تحریر کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کے پاس کوئی چیز گروی رکھ کر اپنا کام چلائیں۔ مگر بلا ضرورت شدید ایسا نہ کریں۔ گروی یا رہن رکھتے وقت یہ شرط نہ لگائیں کہ اگر مقروض فلاں مدت تک رقم نہ ادا کرے گا تو وہ چیز بیع تصوّر ہو گی۔

جب کوئی چیز دینے والا لینے والے پر اعتماد کرنے پر مصر ہو اور بلا تحریر چیز دیدے تو لینے والے پر واجب ہے کہ وہ اس کا حق ادا کرے۔ اسے وعدہ مقررہ پر حسبِ اقرار وہ چیز واپس کر دے اور خیانت نہ کرے۔

ایسا لین دین ہرگز نہ کرے جو شرعاً حرام یا ناجائز ہو جیسے سود، منشیات وغیرہ کا۔

آدابِ وزن و پیمائش (ناپ تول)

حق تعالیٰ نے ناپ تول کے معاملہ میں انصاف کرنے کی سخت تاکید کی ہے۔ حضرت شیث علیہ السلام کی امت صرف ناپ تول میں کمی کرنے کی بناء پر عذابِ الٰہی میں تباہ ہوئی تھی۔ مگر آج کل اس معاملہ میں احتیاط کرنے کی بجائے ناپ تول کم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس لئے ہر شخص اس معاملہ میں عذابِ الہٰی سے ڈرے۔ ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کرے۔ پلڑے اور بٹے درست رکھے، سودا جھکتا تول کر دے۔ ناپ تول میں دغابازی نہ کرے کسی کو چیز کم دینے کی کوشش نہ کرے۔ اس غرض کے لئے باٹ نہ گھساتا رہے۔ ترازو میں زیادتی نہ کرے۔ پلڑے کم و بیش نہ رکھے۔ ترازو کو ڈنڈی نہ مارے جھوک نہ دے۔

پیمانے بھی صحیح رکھے۔ ان میں کمی نہ کرے۔ ناپ تول کرتے وقت دوسرے کا حق مارنے کے لئے کھینچ تان نہ کرے۔ لینے والے کی ہر طرح تسلی کرا کر سودا دے اور تاوقتیکہ اس کا اطمینان حاصل نہ کرے ناپ تول ختم نہ کرے۔

جنس روزانہ ناپ تول کر پکائے۔ بے حساب نہ اٹھائے نہ پکائے کہ آٹھ دن کی جنس چار دن میں ختم ہو جائے۔ لیکن جو بچے اُسے نہ ناپے نہ تولے کہ یہ موجبِ بے برکتی ہے۔

آدابِ مبادلہ

باہمی لین دین میں جنسوں کے تبادلہ کا مسئلہ نہایت ہی نازک اور پیچیدہ ہے۔ اس میں ذرا سی غفلت اور بے احتیاطی سے ایک جائز سودا "سود" کی تعریف میں آجاتا ہے اور انسان گناہگار بن جاتا ہے۔ کیونکہ جو چیزیں ناپ تول کر بکتی ہیں اور ایک ہی جنس کی ہیں، جیسے گیہوں سے گیہوں کا تبادلہ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بوقتِ تبادلہ یہ برابر سرابر ہوں۔ اگرچہ اعلےٰ و ادنیٰ کا تفاوت ہو اور دست بدست ہو۔ جو چیزیں ناپ تول کر تو بکتی ہیں مگر ایک جنس سے نہیں۔ جیسے گیہوں اور جَو کا تبادلہ تو اس کے لئے برابر سرابر ہونا ضروری نہیں لیکن دست بدست ہونا ضروری ہے۔

اگر جنس ایک جیسی ہو مگر ناپ تول کر نہ بکتی ہو جیسے بکری سے بکری کا تبادلہ تو اس میں برابر سرابر ہونا ضروری نہیں مگر دست بدست ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

لیکن جو جنس نہ ناپ تول کر بکتی ہو اور نہ ہم جنس ہو جیسے گھوڑے اور اونٹ کا تبادلہ تو اس میں برابر سرابر یا دست بدست ہونا ضروری نہیں۔ اگر تبادلہ کے وقت ان میں سے ایک امر کے خلاف کرے گا تو فقہ حنفیہ کی رُو سے تبادلہ سود میں داخل ہو جائے گا جو حرام ہے۔

اسی طرح اگر کوئی چیز ایک معین مقدار میں مقررہ رقم کے عوض خریدے مگر اس وقت اس قدر رقم پاس نہ ہونے کے سبب وہی چیز کم دام پر اسی دکاندار کے پاس فروخت کر دے تو یہ بھی سود ہو جائے گا کیونکہ بائع کو ایسی بچت کا کوئی حق حاصل نہیں۔

نیز اگر کسی سے کوئی ایک روپیہ تڑوائے۔ نصف رقم تو اسی وقت لے کر خرچ کر لے اور نصف رقم بقایا کے لئے کہے کہ میں بعد میں لے لوں گا تو یہ لین دین بھی شرعاً ناجائز ہو جائے گا اور سودی بن جائے گا۔ کیونکہ روپیہ توڑ کر دینے والے کو بقیہ آٹھ آنے سے کچھ دیر کے لئے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل نہیں۔ بہتر ہے کہ یہ رقم اس کے پاس امانت رکھ جائے۔

اس لئے ہر شخص باہمی لین دین کے وقت اس امر کی احتیاط کرے کہ کہیں یہ تبادلہ سودی شکل اختیار نہ کر جائے۔

آدابِ مزدوری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :-

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تین آدمیوں کے لئے قیامت کے دن میں خود لڑوں گا۔ اول وہ جس نے میرے نام سے عہد کر کے عہد شکنی کی۔ دوم، وہ جس نے آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔ سوم وہ جس نے کام پر مزدور لگایا اس سے پورا کام لے لیا اور مزدوری نہ دی۔"

Marfat.com

محنت خواہ دماغی ہو یا جسمانی، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، معزز ہو یا مبتذل اس کا معاوضہ مزدوری کہلاتا ہے۔ خدمت لینے والے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کم سے کم معاوضہ پر زیادہ سے زیادہ کام لے اور محنت کرنے والے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے خدمت کا زیادہ سے زیادہ صلہ ملے۔ خواہشات کا یہ مقابلہ مزدور و سرمایہ دار میں ایک سرد جنگ کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کا حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ آج ساری دُنیا میں ہو رہا ہے۔ لیکن اسلام نے دونوں کو عدل و انصاف کی تعلیم دے کر ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کے انسداد کا اہتمام کیا ہے۔

محنت لینے والے کا فرض ہے کہ وہ محنت کرنے والے کی حق تلفی نہ کرے اس کا جائز حق بلا تکلف ادا کرے۔ اس کی اجرت بروقت ادا کرے۔ اسے روک نہ رکھے کیونکہ جب تک مزدور کو مزدوری نہ ملے اس کا مدعی خود حق تعالیٰ بن جاتا ہے۔ اس سے مقررہ وقت سے زائد کام نہ لے۔ اگر ایسا کرنا بامر مجبوری ضروری ہو تو اس کا مزید معاوضہ ادا کرے۔ اسے ہر طرح خوش رکھے۔ اس پر جبر و تشدد نہ کرے۔ اسے غرض مند دیکھ کر مقررہ نرخوں سے کم اجرت نہ دے بلکہ ہو سکے تو اس کی زیادہ اعانت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری ضرورتیں بآسانی پوری کرے۔

محنت کرنے والے کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اپنا فرضِ منصبی دیانت سے ادا کرے۔ کام میں کسی قسم کا کوئی نقص واقع نہ ہونے دے۔ مالک یا آقا کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے حق کی حفاظت کرے اور اپنی طرف سے اس کی ہر طرح خیر خواہی کرے اور اس کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اگر اسے یہاں اپنی محنت کا پورا حق نہ مل سکے تو اسے ضائع نہ جانے۔ بلکہ اسے اس سے کئی گنا زیادہ معاوضہ اس وقت ملے گا جب کہ ہر شخص اعانت کا محتاج ہو گا۔ مگر کوئی کسی کی امداد

Marfat.com

نہ کر سکے گا۔

آدابِ قرض

ادھار کا لین دین اچھا نہیں۔ مگر بعض اوقات اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے ہر شخص کفایت سے گزارہ کرے اور قرض لینے سے باز رہے تاوقتیکہ سخت حاجت نہ ہو۔

قرض کے معاملہ میں بھول چوک، بددیانتی و بے ایمانی کے نزاع کے احتمال کے سدِ باب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تعین و اہتمام اس طریق پر کرے کہ آئندہ کے لئے کسی قسم کا قضیہ پیدا ہونے کا امکان نہ رہے۔ اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ باقاعدہ دستاویز تحریر کرالی جائے جس میں تمام متعلقہ شرائط بوضاحت درج ہوں۔ بہتر ہے کہ ایسی تحریر مدیون یا مقروض خود لکھ دے۔ اگر خود نہ لکھ سکے تو کسی دوسرے سے لکھا دے اور اس پر اپنے دستخط یا انگوٹھا لگا دے۔

مقروض کے لئے لازم ہے کہ وہ قرض لینے کے بعد بے فکر نہ ہو جائے بلکہ اس کی جلد از جلد ادائیگی کی فکر کرے اور اس غرض کے لئے اپنے غیر ضروری اخراجات میں ضروری تخفیف کرے تاکہ قرض کی ادائیگی کی صورت پیدا ہو۔ قرض میعاد مقررہ کے اندر ہر حال میں ادا کرے تاکہ آئندہ کے لئے اعتبار رہے ورنہ صرف اس کی بدعہدی کا اثر اس جیسے دوسرے محتاجوں پر بھی پڑے گا اور ان کی تکلیف کا وبال اسی پر پڑے گا۔

قرض کی ادائیگی خندہ پیشانی اور خوش معاملگی سے کرے۔ قرض دار کا شکریہ ادا کرے اور اس کا احسان مانے اور اس کے لئے دُعا کرے۔ ایسے طریق پر ادائیگی نہ کرے کہ دوسرے کو ناگوار گزرے یا اُسے اچھی چیز کے عوض بُری چیز ملے۔ بلکہ بہتر ہے کہ قرضدار کے حق سے بہتر اُسے ادا کرے۔ مگر قرض لیتے

Marfat.com

وقت ایسی شرط ہرگز طے نہ کرے۔ جس وقت بھی تمہارے پاس میعاد مقررہ سے قبل رقم آجائے تو پہلے قرض اُتار دے۔ رقم پاس ہوتے ہوئے قرض کو معلق نہ رکھے اور نہ قرض دار کو ٹالے کہ یہ ظلمِ عظیم ہے۔

اگر تمہارا مقروض تم کو دوسرے سے اپنا قرضہ منوا دے اور اس سے تم کو وصول کرنے کی امید بھی ہو تو اس پیش کش کو قبول کر لے۔ خواہ مخواہ ضد میں آکر اسے مسترد نہ کرے۔ اپنے مقروض کو تنگ یا پریشان نہ کرے بلکہ اُسے آسانی اور مہلت دے۔ اگر ہو سکے تو اس کا قرض معاف کر دے کہ اس میں تمہارے لئے بہت بھلائی ہے۔ کیونکہ جو اپنے تنگدست اور مفلس مقروض کو رعایت دیتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے قیامت کے دن سختی سے نجات دے گا۔ آخرت کے لئے اس سے زیادہ سستا سودا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جن کو حق تعالیٰ نے وسعت دی ہے انہیں قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں سبقت کرنی چاہیئے۔

اگر تمہارا کوئی مقروض خلافِ دستور تمہیں کوئی ہدیہ یا دعوت دے تو ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ یہ محض قرض کے دباؤ کی وجہ سے آپ کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے جو حلال نہیں۔

آدابِ امانت

امانت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اللہ کی طرف سے دوسری انسان کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ کی امانتیں دو نوع کی ہیں۔ ایک عام اور ایک خاص۔ عام امانت ہماری آنکھیں، دل، دماغ، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ ہیں کہ ہم ان سے وہ کام نہ لیں جن سے منع کیا گیا ہے اور ان کو اُن میں ملوث ہونے سے بہ شفقت محفوظ رکھیں۔ خاص امانت اسرارِ الٰہی اور کشف و کرامات ہیں جنہیں حق تعالےٰ عام انسانوں سے چھپا کر اپنے مقبول بندوں کو عطا کرتا ہے اور اس کی دوسری

Marfat.com

کو خبر نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ کوئی خود ان کا اظہار یا انکشاف نہ کرے۔ اس لئے جب حق تعالے خود ایسی نعمت دوسروں سے چھپا کر اپنے مقبول بندے کو دیتا ہے تو اس پر بھی لازم ہے کہ وہ یہ دوسروں پر بلاوجہ خاص ظاہر کر کے اس میں خیانت نہ کرے تاکہ آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند نہ ہو جائے۔ اور اگر کسی کی اصلاح یا بہتری کے لئے اس کی بناء پر کوئی کام لینا ہو تو اشارہ یا کنایہ سے اپنا مطلب نکالے۔ ساری حقیقت طشت از بام نہ کرے۔

انسانی امانت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو قابلِ اعتماد سمجھ کر اس کے پاس بغرضِ حفاظت اپنی کوئی چیز رکھ دے یا کہیں پہنچانے کے لئے اس کے حوالے کرے۔ ایسی صورت میں امین کا فرض ہے کہ وہ اس چیز کی اپنے مال سے زیادہ حفاظت کرے اس میں کوئی ردوبدل نہ کرے۔ اسے اپنے تصرف میں نہ لائے۔ اس سے کوئی نفع نہ اٹھائے۔ اسے اسی نوع کی اپنی چیزوں میں نہ ملائے بلکہ بالکل الگ کر کے رکھے۔ تاکہ امانت رکھنے والا جب بھی اپنی چیز واپس مانگے اسے بلا تاخیر وہی چیز مل جائے۔ اس کے واپس کرنے میں لیت ولعل یا انکار نہ کرے کہ جو انسان کا حق کھاتا ہے اسے اللہ بھی معاف نہیں کرتا۔

امین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسی امانت کی باقاعدہ اپنے پاس یادداشت رکھے تاکہ واپسی کے وقت تکلیف نہ ہو یا اس کی فوتیدگی کے بعد اس کے وارثان کو اس مال کی ملکیّت کے متعلق پریشانی نہ ہو۔ اور اگر امانت رکھتے وقت رسید دی ہے تو امانت کی واپسی کی بھی رسید حاصل کرے۔

اگر کسی سے کوئی چیز عاریتہً استعمال کے لئے مانگے تو اسے بھی اپنے پاس امانت سمجھے اور اُسے ضائع یا خراب نہ کرے۔ نہ ہضم کر جائے۔ بلکہ جس حالت میں لے اُس حالت میں واپس کرے۔

Marfat.com

آدابِ شراکت

شراکت کے بارہ میں مولیٰ پاک نے یوں انتباہ فرمایا ہے "کہ اکثر شریک (کار) ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں"۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے بھی اپنا کسی کو شریک نہیں بنایا تاکہ کوئی فساد پیدا نہ ہو اور نہ ہی شرک کرنے والوں کو معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے بلکہ اسے ناقابلِ معافی جرم قرار دیا ہے۔ ایسے حالات میں اس کے خلیفۃ الارض کو بھی کسی کام میں حتی الوسع کسی دوسرے کو شریک نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنی بساط کے مطابق کاروبار چلائے کیونکہ شراکت فساد کی جڑ ہے۔

جہاں کمی سرمایہ یا کسی دوسری وجہ سے کسی کو شریکِ کار بنانے کے سوا چارہ نہ ہو تو وہاں لازمی ہے کہ سب سے پہلے فریقین باہم شرائطِ شراکت طے کرلیں۔ اس کے بعد ان کو باقاعدہ اسٹامپ پر ضبطِ تحریر میں لائیں اور بہتر ہے کہ اُسے باضابطہ رجسٹری کرالیں تاکہ قانونی حیثیت سے معاہدہ مکمل ہو جائے۔

بدورانِ شراکت شرکاءِ امانت و دیانت سے کام کریں تاکہ برکت زیادہ ہو۔ مالِ شراکت کو امانت جانیں اس کو بلا استحقاق ذاتی استعمال میں نہ لائیں۔ اس کے ذریعہ الگ نفع کمانے کی کوئی فریق کوشش نہ کرے۔ نہ اس میں کسی قسم کی خیانت کریں اور نہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی سعی کریں۔

جس فریق کے ذمہ کاروبار ہو وہ اس کے حالات کے متعلق بروقت دوسرے شرکاء کو آگاہ کرتا رہے اور آئندہ قدم باہمی صلاح مشورہ سے اٹھائے۔ شراکت کے دوران میں ایسی کوئی حرکت نہ کرے جس سے دوسرے کو شبہ کرنے کا موقعہ ملے اور جہاں اس بات کا امکان پیدا ہو جائے تو دوسرے کی بازپُرس سے پہلے اس کی خود تسلّی کرا دے تاکہ تعلقات میں کوئی فرق نہ آئے۔

Marfat.com

آدابِ صُلح

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ :۔

"صُلح میں ہی خیر و برکت ہے"

مسلمان آپس میں سب بھائی ہیں۔ بسا اوقات بعض وجوہات کی بناء پر ان کے باہمی تعلقات خراب ہو جاتے ہیں اور کئی مرتبہ انتقام کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے حالات اسلام کے جماعتی نظام کے لئے سمِ قاتل کا اثر رکھتے ہیں۔ اس میں فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں اور فتنوں کا دروازہ کھولنا قتل کر دینے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

اس لئے جب بھی دو مسلمانوں یا مسلمانوں کی دو جماعتوں میں کوئی نزاع پیدا ہو اور اس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے بگاڑ پیدا کرلیں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے تنازعہ کو ختم کرانے کے لئے خدا واسطے درمیان میں آکر بیچ بچاؤ کرائیں۔ ان پر نزاع کے مضرات اور صُلح کی برکات واضح کریں اور جس کی زیادتی ہو اسے پیار محبت سے راہِ راست پر لائیں۔ دوسرے کو اسے معاف کر دینے کی ترغیب دیں۔

اگر صلح کرانے کے لئے صلح کرانیوالوں کو مالی یا جانی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہ کریں۔ کیونکہ خدا کی زمین کو فتنہ و فساد سے پاک کرنا بھی ایک جہاد ہے۔ اس غرض کے لئے اگر اسے جھوٹ بولنے کی صورت بھی اختیار کرنی پڑے تو اختیار کرلے کہ شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جب صلح کر کے کوئی فریق اس سے منحرف ہو جائے اور زیادتی کرنے لگے تو سب مسلمانوں کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ تا وقتیکہ وہ باز نہ آئے اور جب وہ مان جائے تو باہمی صلح و صفائی کرا دیں مگر کسی فریق کی رعایت نہ کریں اور عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

Marfat.com

آدابِ قسم

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

"تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو کیونکہ قسم کھانے سے تم نے اللہ کو اپنا ضامن بنایا ہے۔"

یعنی قسم کھانا اللہ تعالیٰ کو درمیان لانا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ جو بار بار قسم کھائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے دل میں خدا کے نام کی کوئی عظمت نہیں۔ اعتبار کے لئے قسم سے عمل بہتر ہے۔

اس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ لوگوں میں اپنا اعتماد پیدا کرنے کی خاطر حتی الوسع قسم کھانے سے بچے۔ لوگوں کو یقین دلانے کی خاطر تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور ہر مسئلہ میں خوش معاملگی اور دیانت کا مظاہرہ کرے تاکہ اس کی صرف کوئی بات کہہ دینا ہی قسم کے درجہ میں آجائے۔

بے ہودہ قسم نہ کھائے یعنی منہ سے عادتاً یا عرفاً بے ساختہ اور ناخواستہ اپنے قسمیہ الفاظ نہ نکالے جن کی دل کو خبر تک نہ ہو۔ گو ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے اور نہ یہ گناہ ہے مگر اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ کیونکہ یہ مومن کی شان کے خلاف ہے۔ لیکن اگر واللہ یا باللہ ایسے قسمیہ الفاظ قسم کے قصد سے نہیں بلکہ محض تاکید کے طور پر استعمال کرے تو یہ امر قابلِ مواخذہ ہے جس کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرنے والے کو کفارہ دینا لازم ہے۔

خدا کے نام کو قسموں کا نشانہ نہ بنائے اور اچھے کام چھوڑ دینے کے لئے خدا کی قسم نہ کھائے کہ میں ماں باپ سے نہ بولوں گا یا فقیر کو خیرات نہ دوں گا۔ یا فرائض و واجبات ادا نہ کروں گا وغیرہ۔ اگر دانستہ یا نادانستہ ایسی قسم کھا بیٹھے تو اسے فوراً توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔

لوگوں کو فریب اور دغا دینے کے لئے یا مکاری و حیلہ سازی کے لئے بھی

Marfat.com

قسمیں نہ کھائے تاکہ اس طرح کوئی ناجائز مفاد اُٹھائے یا ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے بڑھا کر دکھائے اور اصلیت وحقیقت کو چھپانے کی کوشش کرے۔

کسی کو فائدہ پہنچانے سے باز رہنے کی بھی قسم نہ کھائے۔ یعنی اگر آپ کسی کی امداد و اعانت کر رہے ہیں اور اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو آپ اپنا دستِ اعانت کھینچنے یا اس کی خبر گیری نہ کرنے کی قسم نہ کھائیں کہ یہ بہادری اور جوانمردی سے بعید ہے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں اور ایسی قسم کو توڑ دیں اور اس کا کفارہ ادا کریں۔ کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں یا محتاجوں کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا اس کی قیمت ادا کریں یا انہیں ایسا کپڑا دیں جس سے اُن کے بدن کا اکثر حصّہ ڈھک جائے۔ یا تین دن متواتر روزے رکھیں۔

جب کوئی سچی قسم کھالے تو اُسے قطعاً نہ توڑے اور نہ اس سے منحرف ہو کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ غیر اللہ کی قسم بھی نہ کھائے۔ جیسے باپ، بیٹے یا کسی مخلص دوست یا بزرگ کی کہ یہ بھی بُری بات ہے۔

آدابِ سیاست

اسلام نے سیاست کی بنیاد، خوفِ خدا، خدمتِ خلق، دیانت و امانت اور کسرِ نفسی اور بے غرضی پر رکھی ہے۔ اس کے نظام میں کسی ابوالہوس کے لئے گنجائش نہیں۔ یہاں تک کہ جو شخص خود اقتدار کی خواہش کرے اُسے حکومت کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ وہ خود غرض ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے اسے اس کا مستحق سمجھا جاتا ہے کہ اس سے عدل کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ مگر اس دَور میں سیاست کی بساط بالکل اُلٹ دی گئی ہے۔ جو شخص مذکور الصدر صفاتِ محمودہ سے عاری ہو عیّاری، چالبازی، منافقت، بددیانتی میں اپنا ثانی نہ رکھتا ہو اسے کامیاب "لیڈر" تصوّر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ناخداؤں کی وجہ سے قوم کی کشتی بدستور منجدھار میں ہے اور ساحلِ ترقی پر پہنچتی نظر نہیں آتی۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ ان کی خودغرضی کہیں

Marfat.com

ساری قوم کو نہ لے ڈوبے۔

اس لئے ضروری ہے کہ عوام میں اس قدر سیاسی شعور پیدا کیا جائے کہ وہ اپنے لیڈر کے اعمال کا برسرِعام محاسبہ کر سکیں اسے من مانی کارروائی کرنے کی اجازت نہ دیں اس کے لئے قوم کے مفاد کے خلاف ایک قدم بھی چلنا مشکل کر دیں۔ اسے ہر وقت ہوا کے رُخ پر نہ چلنے دیں۔ بلکہ اس کے لئے خود راستہ متعین کریں اور اس پر چلنے کے لئے مجبور کریں ورنہ اسے اس راستہ سے ہٹا دیں۔

اسی طرح ہر لیڈر پر لازم ہے کہ وہ خدا کا خوف کرے۔ قوم کو اپنی خود غرضیوں کی بھینٹ نہ چڑھائے۔ اس سے دھوکہ اور فریب نہ کرے۔ اس کے مفاد کو فروخت نہ کرے۔ اپنے اقتدار کی حفاظت کی خاطر ناجائز ذرائع استعمال نہ کرے۔ کسی حکومت کا آلۂ کار نہ بن جائے۔ اگر قوم کی اکثریت اس کی دیانت پر شبہ کرنے لگے تو وہ خود بخود قیادت سے ہٹ جائے۔ قوم کی خواہش کے خلاف بنوکِ سنگین اس پر مسلط نہ رہے۔ مبادا اسے ذلیل ہو کر راستہ چھوڑنا پڑے۔ عند اللہ و عند الناس مقہور و مغضوب ہو جائے۔

جب اسے قوم اپنے ووٹ سے اپنا نمائندہ بنا کر مسندِ اقتدار پر بٹھائے تو وہ اسی دیانت سے قوم کے مفاد کی نگرانی کرے۔ ہر وقت اس کی خیر خواہی کی دھن میں رہے۔ اسے اغیار کی ریشہ دوانیوں کا شکار نہ ہونے دے۔ قوم کی خدمت کے فرض سے غافل نہ ہو جائے۔ قوم کی ترقی اور مستقبل پر نظر رکھے۔ اس کی تکلیف کے ازالہ کی کوشش کرتا رہے اگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے تو "خدمت کی کرسی" کسی دوسرے مستحق کے لئے خود بخود خالی کر دے۔ اس سے بالکل نہ چمٹ جائے کہ اس کی وجہ سے ساری قوم مصائب کا شکار رہے اور نہ اقتدار کے نشہ میں اتنا مدہوش ہو جائے کہ اُسے "پلانے والے" کی خبر ہی نہ رہے۔

خود برسرِ اقتدار آنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں نہ کھاتا پھرے رعایا کو

Marfat.com

راعی سے نہ لڑائے۔ دشمنانِ ملک و ملت سے ساز باز نہ کرے۔ رشوت نہ چلائے خوشامد نہ کرے۔ بلکہ ایسا اخلاق اور کردار پیش کرے کہ قوم خود بخود آکر اس کی منت کرے کہ آپ ہی یہ مسند سنبھالیں۔ آپ کے سوا ہمیں اور کوئی منظور نہیں۔

آدابِ عیادت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

"جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے اور جب تک بیمار پرسی کر کے واپس نہیں آتا وہ بہشت کی میوہ چینی میں رہتا ہے"

عیادت سے عام طور پر بیمار کو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے اس کی طبیعت کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس تقویت سے مرض کا ازالہ ہوتا ہے۔ مزید برآں اس سے باہمی اتفاق اور رواداری بڑھتی ہے جو موجب برکت و خیر ہوتی ہے۔

اس لئے جب بھی کسی کا کوئی عزیز، رشتہ دار، ہمسایہ، دوست، واقف یا تعلقدار بیمار پڑ جائے تو وہ اس کی طبع پرسی کے لئے ضرور جائے کہ یہ سنت ہے۔ اگر بیمار کے اس سے تعلقات اچھے نہ ہوں تو ان کو ایسے وقت خاطر میں نہ لائے بلکہ جذبۂ ہمدردی سے کام لے۔ اگر یہ بالکل گوارا نہ ہو تو مریض کے رشتہ داروں کے پاس جا کر اس کی طبع پرسی کرے اور انہیں تسلی دیتا رہے۔

عیادت کے لئے جب جائے تو بہتر ہے کہ درود شریف اور دعائیہ کلمات سے گفتگو کا آغاز کرے۔ مریض اور مریض کے رشتہ داروں کو ہر طرح تسلی دے کہ انشاءاللہ جلد شفاء ہو جائے گی اور اس تکلیف سے ازالہ گناہ یا ترقی درجات ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا وغیرہ۔ بیمار یا اُس کے گھر والوں کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے زندگی کی امید جاتی رہے اور ان کا دل ٹوٹ جائے بلکہ ہر طرح تسلی کی بات کرے تاکہ سب دُکھ جاتا رہے۔

Marfat.com

جب عیادت کے لئے جائے اور مریض سے خصوصی تعلق نہ ہو اور مریض کو پاس بیٹھنے یا کلام کرنے سے تکلیف محسوس ہو تو اس میں تخفیف کرے تاکہ اس کی پریشانی کا باعث نہ ہو۔ ویسے بھی پردہ دار گھر میں زیادہ دیر عیادت کے لئے نہ بیٹھے کہ اس طرح ان کی تیمارداری میں رکاوٹ پیدا ہو گی اور اہلِ خانہ کو زیادہ دیر پردہ میں رہنے سے تکلیف ہو گی۔

آدابِ تیمارداری

انسان جب موسمی تغیرات، وبائی امراض، اتفاقی حادثات، قویٰ کی کمزوری اعضاء کی خرابی، بے احتیاطی، بے اعتدالی اور بدپرہیزی کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اہلِ خانہ کے لئے بڑی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ ان کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور وہ دورِ آزمائش میں داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ اس وقت یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے عزیز و اقارب اس خدا کے بندے کی جان بچانے کے فریضہ کو کس طرح ادا کرتے ہیں۔

ایسے موقعہ پر کنبہ کے سربراہ پر لازم ہے کہ مریض کے علاج میں غفلت نہ کرے بیماری کے آثار یا آغاز سے ہی اس کے دفعیہ کی تدابیر شروع کر دے تاکہ وہ بڑھنے نہ پائے۔ ہر مرض کا علاج اس کے ماہر سے کرائے اور معالج کی ہدایت پر سختی سے عمل کرے۔ اس میں اپنی رائے یا مریض کی خواہش کو داخل نہ کرے۔ بہتر ہے کہ علاج کے ساتھ ساتھ خیرات بھی کرے اور شفاء کی امید صرف اللہ جلّ شانہٗ سے ہی رکھے۔ دوا پر کلی انحصار نہ کرے کہ اس کا استعمال صرف ایک تدبیر اور سُنّت ہے۔

مریض کے ارد گرد کا ماحول پرسکون رکھے اور کسی قسم کا شور و غل نہ ہونے دے۔ اس کے کپڑے، بستر، کمرہ وغیرہ بالکل صاف ستھرے رکھے۔ اگر مصر سمجھے تو اس کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رہنے دے ورنہ اس کے خیالات کو مرض سے ہٹانے کے لئے

Marfat.com

اس کا دھیان دوسری طرف لگانے کی خاطر اس کے ملنے والوں کو آنے دے تاکہ اس کے دل بہلانے کا سامان ہوتا رہے یا اُسے کوئی اخبار یا رسالہ یا کتاب مطالعہ کے لئے دیدے۔

مریض کے سامنے یا اُس کی سماعت میں اُس کی مرض کی شدت یا اضافہ کا ذکر نہ کرے اور نہ اُسے قرائن سے ایسا یقین کرنے کا موقع دے۔ بلکہ اس کے ذہن میں یہ خیال بٹھلانے کی کوشش کرے کہ مرض میں افاقہ ہو رہا ہے۔ مرض کے دوران میں اکثر مریض کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ تیمارداروں سے اُلجھتا رہتا ہے۔ ایسے موقعہ پر صبر حکمت سے کام لے اور اپنے فرائض میں ہرگز فرق نہ آنے دے نہ مریض کو سخت سُست کہے۔

آدابِ طبابت

حکیم اور ڈاکٹر کا پیشہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت ہی معزز ہے اور اس سے خلقِ خدا کی بے پناہ خدمت کی جا سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ پیشہ بھی اب خالص نہیں رہا اور خود غرضی و بدنیتی کی وجہ سے بہت حد تک بدنام ہو گیا ہے۔

ہر حکیم اور ڈاکٹر کا فرض ہے کہ حق تعالے نے جو اُسے خصوصی علم بخشا ہے اس کا وہ حق ادا کرے۔ اس سے اس کی مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔ اس سے تنگی ترشی سے پیش نہ آئے۔ اس سے عملی ہمدردی کا اظہار کرے۔ زیادہ سے زیادہ پیسے بٹورنے کی کوشش نہ کرے۔ جائز اور مناسب پیسے لے۔ خورد و کلاں کی دوائی کے یکساں پیسے وصول نہ کرے۔ بلکہ دوائی کی مقدار کے تناسب سے اس کی قیمت میں بھی فرق رکھے اور سب کو ایک لاٹھی سے نہ ہانکے۔ اپنا روزگار بحال رکھنے کی خاطر ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے علاج کا کورس لمبا ہو جائے۔ بلکہ شروع سے ہی ایسی تدبیر کرے کہ بیمار جلد شفایاب ہو جائے۔ دوائیوں میں ناخالص اجزاء نہ ملائے۔ بازاری نرخ سے زیادہ دام وصول نہ کرے۔ علاج میں امیر و غریب کا

Marfat.com

امتیاز روا نہ رکھے۔ سب سے یکساں سلوک کرے جبکہ حق تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ برابر کا سلوک کیا ہے۔ امیر کے روپے پیسہ پر غریب کی دُعا کو ترجیح دے۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے حلال وحرام کا بھی خیال رکھے۔ دوا میں شراب یا کوئی حرام چیز استعمال نہ کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے حرام چیزوں میں شفاء نہیں رکھی۔ جو مرض اس کے علاج کے قابل نہ ہو اور اس کے لئے کسی ماہر سے علاج کرانے کی ضرورت ہو تو محض اپنے پیٹ کی خاطر اس کا علاج جاری نہ رکھے۔ بلکہ اسے کسی دوسرے قابل حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرانے کی ترغیب دے۔ مگر ترغیب دیتے وقت ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جس سے مریض مایوس ہو جائے۔ ہر نسخہ لکھتے وقت یا دوائی دیتے وقت نظر شافیِ مطلق پر رکھے اور دل سے دُعا کرتا رہے کہ مولا پاک مَیں صرف تدبیر کر رہا ہوں، شفاء تیرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ساتھ اگر دیانت، ہمدردی اور رحم سے بھی کام لے تو یقیناً خلقِ خدا کو اس کے ذریعہ زیادہ فائدہ پہنچے۔

جب بھی مریض کو دیکھے اس سے حوصلہ افزاء اور تسلی بخش الفاظ میں خطاب کرے۔ اس کا حوصلہ بڑھائے۔ مرض کی شدت سے اس کا خیال ہٹائے اور اسے یقین دلادے کہ بس چند یوم کی تکلیف ہے۔ انشاء اللہ یہ مرض جلد چھوڑ جائے گا تاکہ مریض کی قوتِ ارادی مضبوط ہو کر مرض کے حملہ کا مقابلہ کر سکے۔

Marfat.com

⑨

بابُ التقریبات

Marfat.com

آدابِ جشنِ پیدائش

حق تعالیٰ نے اولاد بھی ایک ایسا میوہ بنایا ہے کہ جسے یہ حاصل ہے وہ اس کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے اس سے بیزار ہے اور جسے حاصل نہیں ہے وہ اس کا مزہ چکھنے کو بے قرار ہے۔ اس کی وجہ سے سکون و اطمینان کسی کو بھی حاصل نہیں۔ جب بھی کسی کی گود سرسبز ہوتی ہے تو سب گھر والے خوشی منانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور اس خوشی کے عالم میں ایسی ایسی خلافِ شرع حرکتیں کرتے ہیں جو نہ صرف گناہ بلکہ شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ وقت شکر و دُعا کا ہوتا ہے شکر اس لئے کہ حق تعالےٰ نے اسے صاحبِ اولاد کیا۔ اور دُعا اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اولاد دے کر انسان کو قابلِ مواخذہ ذمّہ داریوں کے شکنجہ میں کس دیا۔ پہلے اپنی جان کی فکر تھی اب ایک دوسرے کی حفاظت، پرورش اور تربیت کی بھی فکر لاحق کر دی جس سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔

اس لئے اللہ تعالےٰ جب کسی کو بچہ دے تو سب گھر والوں کو لازم ہے کہ سجدۂ شکر بجا لائیں اور صمیمِ قلب کے ساتھ حق تعالےٰ سے استمداد کریں کہ وہ انہیں اس امتحانِ آزمائش میں کامیاب و سرخرو کرے اور اپنے بچے کو نہلا دھلا کر اُس کے دائیں کان میں آہستہ آہستہ اذان دیں اور بائیں کان میں جلدی جلدی تکبیر کہیں۔ تاکہ اس کے کان میں اس کے پیدا کرنے والے کا نام اور پیغام پہنچ جائے۔ اور کسی دین دار آدمی سے تھوڑا سا چھوہارا چبوا کر اُس کے تالو میں لگا دیں اور بصورتِ عقیقہ خیرات کریں۔

اس کے علاوہ جو کچھ کریں اسے خلافِ سُنت جانیں اور ایسی کوئی خلافِ شرع حرکت نہ کریں جو کفرانِ نعمت ثابت ہو۔

جس کا آغاز و استقبال غیر شرعی رسوم سے ہو گا اس کے انجام کا خدا ہی حافظ ہے۔

Marfat.com

آدابِ تسمیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں سے پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے برا نام اس شخص کا ہے جو "شہنشاہ" کے نام سے پکارا جائے۔

سُنت یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں روز بچے کا نام مقرر کرلے۔ اس درمیانی عرصہ میں اس کے لئے اچھا سے اچھا نام تجویز کیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ ایسا نام رکھا جائے جو حمد اور عبد سے نکلا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں کے نام پر بھی نام رکھے جائیں۔ جس کے تین بچے ہوں تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک کا نام ضرور رکھے کہ یہ باعثِ ثواب ہے۔ جس کے نام میں "محمد" ہوگا تو وہ قیامت کے دن خصوصی شفاعت کا مستحق بنے گا۔

کوئی ایسا نام نہ رکھے جس سے فخر اور دعویٰ پایا جائے۔ یا جو معناً برا ہو۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دختر نیک اختر کا نام "عاصیۃ" یعنی گناہگار یا نافرمان تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا تھا۔

آدابِ عقیقہ

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی رہتا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے ذبح کیا جائے۔ اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔

اس لئے جس کا لڑکا پیدا ہو وہ ساتویں روز دو بکری یا دو بھیڑ اور جس کی لڑکی پیدا ہو وہ ایک بکری یا ایک بھیڑ راہِ خدا میں قربانی دے۔ بچے کا سر منڈائے اور اس کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کرے اور چاہے تو اس کے سر میں زعفران لگائے۔

Marfat.com

اگر ساتویں روز عقیقہ کی قربانی نہ دے سکے تو اس کی زندگی میں جس وقت ہو سکے عقیقہ کر دے۔ مگر اس بات کا خیال رکھے کہ وہ بچّے کی پیدائش کے دن سے ساتواں روز ہو۔ جیسے اگر بچہ جمعہ کو پیدا ہُوا ہے تو اس کا عقیقہ اس کی زندگی میں جس جمعرات کو چاہے کر دے۔

عین سر منڈاتے وقت جانور ذبح کرنا ضروری نہیں۔ اگر ذبح سے پہلے سر منڈالے تو بھی مضائقہ نہیں۔ عقیقہ کے لئے ویسا ہی جانور خریدے جو قربانی کے لئے جائز ہے۔

عقیقہ کا گوشت کچّا بانٹے یا پکا کر ضیافت کر دے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک پوری ران دائی کو دے۔ ایک تہائی گوشت خیرات کرے۔ دو تہائی عزیزوں میں بانٹے اور اس میں سے خود بھی کھائے۔

اگر کسی میں عقیقہ کی ہمت نہ ہو تو نہ کرے کہ یہ گناہ نہیں ہے۔

آدابِ ختنہ

سُنت پر بدعت کو ترجیح دینا گناہ ہے۔ ختنہ کرانا ایک سُنت ہے مگر اس سُنت کی ادائیگی میں فرائض کا ترک اور رسومات کا اختیار کرنا بہت بُرا ہے۔

اس لئے جب بچّے میں قوتِ برداشت پیدا ہو جائے تو اس کے سِنِ شعور کو پہنچنے سے پہلے پہلے نائی کو بلوا کر چپکے سے ختنہ کرا دے۔ جب اچھا ہو جاوے تو غسل دیدے۔ اگر گنجائش ہو تو بلا پابندی دو چار رشتہ داروں یا دو چار غریبوں مسکینوں کو جو میسّر ہو کھلا دے۔ مگر اسے شہرت و ناموری کا ذریعہ نہ بنائے اور نہ برادری کے طعن یا بدنامی کے خوف سے ایسا کرے۔

اس حد تک اس تقریب کو سرانجام دینا سُنّت جانے اور باقی سب کچھ خلافِ سُنّت سمجھے۔ بچہ جب سِنِ شعور کو پہنچ جائے تو اس کا ختنہ نہ کرائے۔ کیونکہ اس پر ستر فرض ہے اور ختنہ سُنّت ہے۔ سنت کے سبب فرض کو ترک نہ کرے اور

Marfat.com

سب لوگوں کو اُس کا بدن نہ دکھائے۔ کیونکہ بجز بیوی کے دوسروں کو اس کا بدن دکھلانا حرام ہے۔

تقریب ختنہ پر کسی کو مدعو نہ کرے۔ کیونکہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہیں ہے اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا خلافِ سنت ہے۔ چنانچہ ایک صحابی کو کسی نے ختنہ پر بلایا تو آپ نے بدیں وجہ اس میں شمولیت سے انکار کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ نہ تو کبھی ختنہ میں جاتے تھے اور نہ اس کے لئے بلائے جاتے تھے۔

اس تقریب پر خرافات سے بچے۔ قرض نہ اُٹھائے۔ جائیداد رہن نہ کرے۔ کوئی چیز گروی نہ رکھے اور لوگوں کو کھلانے پلانے کے لئے اہتمام نہ کرے۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر لوگ کہہ سُن کر دعوت کا انتظام کراتے ہیں مگر زیر باری کا بوجھ نہیں اُٹھاتے۔

آدابِ بسم اللہ

جو کام اللہ جل شانہٗ کے نام سے شروع کیا جائے۔ اس کا انجام ہمیشہ اس کے فضل وکرم سے اچھا ہی رہتا ہے ۔ اس لئے جب بچہ بولنے لگے تو اُسے اللہ اللہ سکھائے۔ جب ذرا زبان چلنے لگے تو اُسے کلمہ سکھائے۔ پھر کسی دیندار بزرگ کی خدمت میں لے جا کر بسم اللہ کہلا دے۔ اس نعمت کی خوشی اور شکریہ میں اگر چاہے اور وسعت و گنجائش ہو تو بلا پابندی تکلفات حسبِ توفیق کوئی چیز چھپا کر راہِ خدا میں خیرات کر دے۔ لوگوں کو دکھا کر نہ دے کہ یہ نمائش وریاء میں داخل ہو جاتا ہے۔

ایسے موقعہ پر دیگر ہر قسم کی رسومات سرانجام دینا خلافِ شرع سمجھے اس لئے اُن سے بچے اور ایک اچھے کام کے لئے گناہ آلود افعال کے صدور سے اس کی خیر وبرکت ضائع نہ کرے۔

Marfat.com

آدابِ شادی

خانہ آبادی راحت و اطمینان کا ایک ذریعہ ہے۔ مگر تکلفات اس کی روح کو فنا کر دیتے ہیں کیونکہ تکلّف تکلیف میں پڑنے کا نام ہے اور اس کے اثرات تکلفات کا دَور ختم ہونے کے بعد محسوس ہوتے ہیں۔

اس لئے جب لڑکا جوان ہو جائے اور اس کے روزگار کی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی بیوی کے نان و نفقہ کا کفیل ہو سکے تو اس وقت اس کی شادی کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اسی طرح لڑکی جب سنِ بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کی شادی کے لئے کوئی شریف دیندار باروزگار ور تلاش کرنا چاہیئے اور جس قدر جلد ممکن ہو اس کی شادی کر دینی چاہیئے۔ اسے زیادہ دیر تک گھر بٹھانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے کہ بسا اوقات اس کے نتائج اچھے برآمد نہیں ہوتے۔

خانہ آبادی کے موقع پر انسان اپنی خانہ بربادی کا سامان نہ کرے۔ اور سُنّت طریقہ کے مطابق نکاح کر کے رخصتی کر دے۔ نمائش و شہرت کے لئے راگ و رنگ رقص و سرور، آتش بازی، انگریزی باجہ وغیرہ کا انتظام نہ کرے کہ یہ اسراف اور گناہ میں داخل ہے۔ نہ ان خرافات کے لئے قرض اٹھائے۔ نہ جائیداد بیچے۔ جو لوگ رشتہ کے لئے ایسی خرافات کو شرط ٹھہرائیں وہاں رشتہ کرنے سے انکار کر دے تاکہ خیر کی ابتدا شر سے نہ ہو۔ البتہ اس موقعہ پر کوئی واعظ کرا دے یا خیرات کر دے تاکہ خیر و برکت میں اضافہ ہو۔

کوئی فرد جماعتی نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو جماعت کی برکات سے محروم رہے گا۔ اس لئے ایسے موقعہ پر صاحبِ ثروت لوگوں کا فرض ہے کہ وہ انتہائی سادگی کے ساتھ شادی بیاہ کر کے قوم کے لئے قابلِ تقلید مثال قائم کریں تاکہ ان سے کم حیثیت لوگوں کے لئے آسانی ہو۔ معاشرہ میں مساوات قائم رہے اور بدنظمی پیدا نہ ہو۔ ورنہ جو غریب یا متوسط الحال اربابِ ثروت

Marfat.com

کی غیر شرعی پرشکوہ تقریبات کی تقلید کرے گا۔ اس کا وبال اربابِ ثروت پر ہی پڑے گا جنھوں نے خلافِ شرع رسوم کی بنا ڈالی۔

آدابِ ولیمہ

شادی کے بعد لڑکے والوں کی طرف سے دعوتِ طعام دینا سنّت ہے۔ ولیمہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ برادری کو خوش کرنے یا اس کا "قرضِ طعام" اتارنے یا فخر و نمائش کے لئے نہ ہو۔ اور نہ اس میں تکلفات کو دخل ہو۔ بلکہ ولیمہ نہایت سادہ اور مسنون طریقہ سے ہو۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک ولیمہ کے موقع پر صرف دو سیر جَو تقسیم فرمائے۔ دوسرے ولیمہ پر خرما، پنیر اور گھی کے مالیدہ سے تواضع کی اور تیسرے ولیمہ پر بکری ذبح کر کے گوشت روٹی لوگوں کو کھلائی۔

دعوتِ ولیمہ کے موقع پر صرف مالداروں یا رشتہ داروں کو نہ بلائے بلکہ دوستوں، واقفوں، محتاجوں، مسکینوں اور یتیموں کو بھی شاملِ دعوت کرے۔ ورنہ اس کی خیر و برکت جاتی رہے گی اور طعام کھلاتے وقت امیر و غریب، عزیز و واقف سب سے برابر کا سلوک کرے۔ کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے۔ کسی کا دل نہ دکھائے۔ کسی پر احسان نہ جتائے اور نہ داد و تحسین کی توقع رکھے۔

جسے دعوتِ ولیمہ پر بلایا جائے وہ بلا عذرِ شرعی اُسے رد نہ کرے کہ یہ خلافِ سُنّت ہے جو نافرمانی اور گناہ ہے۔

آدابِ بیعت

کوئی کمال خواہ روحانی ہو یا مادی، دینی ہو یا دنیوی اُستاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ تزکیہ نفس کے لئے بھی ضروری ہے کہ استادِ طریق کو تلاش کر کے اس سے تعلقِ اصلاح قائم کرے۔ اس کے لئے رسمی طور پر ہاتھ میں ہاتھ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اطلاع اور اتباع کا تعلق قائم کرنا ہی صحیح بیعت ہے اور یہی سنّت ہے ہاں اگر اصلاح کا تعلق قائم کرنے کے بعد مزید حصولِ برکت کے

Marfat.com

لئے دست بدست بھی کر لے تو نافع ہونے کی توقع ہے۔

جب کسی اللہ والے کا پتہ چلے تو پہلے اُسے ترازوئے شریعت پر تولے تاکہ کہیں دھوکہ نہ کھا بیٹھے۔ جب وہ اس پر پُورا اترتا نظر آئے تو اس کی صحبت و تعلیم سے فیض پائے۔ اس سے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھنے لگے اور معاصی سے نفرت ہونے لگے تو اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے اور اپنی تمام خواہشات و کمالات حسب و نسب اور اپنے بدہم نشینوں کو چھوڑ دے۔ اگر ان میں سے کسی کو محبوب رکھے گا تو شیخِ کامل کے پاس ہزار برس رہنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اگر غلطی سے کسی غیر متشرع سے بیعت ہوگیا ہو تو اس کا علم ہوتے ہی وہ بیعت فسخ کر دے اور کسی ایسے بزرگ کی تلاش کرے جس میں آدابِ مشخیت موجود ہوں بلا ضرورت ہوسنا کی کے لئے کئی جگہ بیعت نہ ہوتا پھرے۔ اس سے بیعت کی برکت جاتی رہتی ہے اور شیخ کا قلب مکدر ہو جاتا ہے۔

کشف و کرامات، بخشش و شفاعت، شورش و مستی، ترقی روزگار کی غرض سے بیعت نہ کرے، نہ عملیات، تعویذ گنڈوں میں ماہر ہونے، مقبول الدعوات ہو جانے سعیِ عمل کے بغیر نیک بن جانے یا صرف ارادی قوت سے خود بخود کام کرالینے یا طلبِ دنیا کی طمع پر بھی بیعت نہ کرے بلکہ بیعت صرف رضائے حق اور متبعِ شریعت بننے کے لئے کرے تاکہ دین اور دنیا درست ہو جائے۔

آدابِ سماع (قوالی وغیرہ)

قوالی وغیرہ سُننا ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اہلِ حق کے نزدیک یہ قطعاً حرام اور داخلِ گناہ ہے۔ امام سفیانؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ سب کا اس پر اتفاق ہے مگر بعض اہلِ تصوف کے نزدیک یہ نہ صرف جائز بلکہ داخلِ ثواب ہے۔ مگر جن بزرگوں نے اسے مباح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اسے بعض شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ تاکہ کسی امر شرعی کی خلاف ورزی نہ ہو اور محفلِ سماع کے لئے اس

Marfat.com

کی پابندی لازمی ہے۔

محفلِ سماع کے لئے ایسا وقت مقرر نہ کرے جو کسی شرعی یا طبعی کام کے لئے مقرر ہو۔ جیسے نماز یا کھانے کے وقت۔ ایسے مقام پر نہ سنے جو گزرگاہِ خاص و عام ہو۔ اور نہ ایسے مقام پر سنے جہاں شور و غل یا ہنگامہ کی وجہ سے یکسوئی قائم نہ رہے۔ بلکہ بند کمرہ میں تخلیہ میں سنے۔ اس مجلس میں کوئی ناجنس یعنی مرد یا عورت نہ ہو جس کی طرف رغبت و میلان کا امکان ہو۔ نہ اس میں دنیادار، ریاکار اور دولتِ باطن سے بے بہرہ لوگوں کو شامل کرے کہ انہیں اس کی عادت پڑ جائے۔ نہ اس میں کسی سالک کو شریک کرے کہ وہ کم فہمی میں اس کی لذت میں گرفتار ہو کر سلوک کے رستہ سے بھٹک جائے اور عبادات وغیرہ ترک کر بیٹھے۔

سنانے والا امرد یا عورت نہ ہو۔ مزامیر یعنی آلاتِ سماع ستار نگی، طبلہ، ڈھولک، ہارمونیم اور ستار وغیرہ کو استعمال نہ کرے۔ ایسا کلام نہ گائے جو کفر شرک یا گناہ آلود ہو۔ یا سننے والا شرک و گمراہی میں مبتلا ہو جائے یا جس سے شہوانی جذبات برانگیختہ ہوں۔

سننے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عادت نہ بنائے۔ جب سننے بیٹھے تو اپنے دھیان میں لگا رہے۔ نظر اپنے قلب پر رکھے۔ کان لگا کر سنے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ حاضرینِ مجلس کے چہرہ پر نظر نہ ڈالے۔ ان کے وجد و حال کی طرف التفات نہ کرے۔

نہ خود کوئی ایسی حرکت کرے جس سے اہلِ مجلس کی یکسوئی میں کوئی فرق نہ آئے۔ بلکہ بے حس و حرکت بیٹھا رہے۔ نہ کھنکارے اور نہ جمائی لے۔ نہ سر جھکائے نہ تالیاں بجائے۔ نہ کودے نہ اُچھلے، نہ جھومے نہ کھڑا ہو جائے۔ اور نہ بلاضرورتِ شدید منہ سے کوئی لفظ نکالے۔ نہ بلند آواز سے چلائے۔ اپنے آپ کو پورے ضبط میں رکھے۔ اگر فی الحقیقت بے خود و بے حال ہو جائے تو اور بات ہے۔

Marfat.com

آدابِ مشاعرہ

بلندیٔ فکر، سخن پروری، طبع آزمائی اور علمی، ادبی ذوق پیدا کرنے کے لئے طرحی مشاعرے زیادہ مفید رہتے ہیں۔

بزمِ مشاعرہ کی شکل بھی جلسہ کی سی ہوتی ہے اور یہ ویسے ہی ادب کی مستحق ہے۔ مزید براں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مشاعرہ کے دوران میں سامعین شعراء کرام سے ترنّم کا تقاضا نہ کریں۔ اگر کوئی نظم یا شعر پسند آجائے تو دل کھول کر اس کی داد دیں تاکہ پڑھنے والے کا حوصلہ بڑھے۔ اور اگر کسی کا ایسا ویسا کلام ہو جو پسند کی حد تک نہ پہنچ سکے تو اس کا مذاق نہ اڑائیں۔ اُس پر آوازیں نہ کسیں بلکہ کامل سکوت اختیار کریں۔ آپ کی داد نہ دینا ہی اس کی عدم مقبولیت کی دلیل ہو گی جسے شاعر خود بخود سمجھ جائے گا۔ بزمِ مشاعرہ میں جن شعراء کو دعوت دی جاتی ہے ان کی حیثیت مہمان کی سی ہو جاتی ہے اور میزبان اور اس کے متعلقین پر مہمان کا احترام لازم ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہرگز کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیئے جس سے اس کی توہین ہو۔ یا توہین کا پہلو نکلے۔ ہر شخص اپنے خیالات کا مالک ہے۔ اگر کوئی اسے اپنے خیالات سے متفق نہ پائے یا اس کے اشعار نہ سمجھ سکے تو اس سے سُننے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی اسے سزا دے یا اس کا مقاطعہ کرے یا اسے کلام سنانے سے روک دے یا اس کے لئے ہنگامہ آرائی کرے یا شرافت و اخلاق سے بعید ہے۔

اس سلسلہ میں کالج کے طلباء اکثر پیش پیش رہتے ہیں جو تہذیب و اخلاق کے دائرہ کے اندر رہنا ویسے بھی غیر ضروری بلکہ خلافِ تہذیب سمجھتے ہیں۔ جو انتہائی بُری بات ہے۔

آدابِ جلسہ

جلسہ خواہ کسی نوعیت کا ہو۔ اس کے منتظمین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے

Marfat.com

لئے ایسا مقام انتخاب کریں جہاں لوگوں کو پہنچنے میں آسانی اور موسمی لحاظ سے بیٹھنے میں آرام رہے۔ لوگوں کی آمدورفت میں خلل نہ پڑے اور وقت ایسا مقرر کریں جس میں دوسرے لوگوں کے علاوہ دفتری اور کاروباری لوگوں کو بھی شرکت کا باآسانی موقعہ مل سکے اور کسی نماز یا جماعت کے فوت ہونے کا امکان نہ ہو۔ مستورات کے لئے پردہ کا، مقررین کے لئے آلات نشر الصوت کا۔ حاضرین کے لئے (موسم گرما میں) پینے کے پانی کا اور ان کے سائیکل وغیرہ رکھنے کا معقول انتظام ہو۔ جلسہ کا انتظام ایسے کارکنوں کے سپرد رہے ہو۔ جو بردبار، متحمل مزاج، خوش اخلاق اور مردم شناس ہوں۔ تاکہ ان کے سلوک سے جماعت کے نظم ونسق پر کوئی حرف نہ آئے۔ نہ کسی کو شکایت کا موقعہ ملے اور جلسہ کی خوب مشتہری کی جائے تاکہ کوئی اس سے بے خبر نہ رہے۔ جہاں مقررین کی تعداد زیادہ ہو۔ وہاں ان کے لئے اوقاتِ تقریر پہلے سے مقرر کرلیں۔ تاکہ ہر ایک کو مناسب وقت مل سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

سامعین جلسہ کا فرض ہے کہ نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیں۔ اپنی تمام تر توجہ تقریر کی طرف رکھیں۔ آپس میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہ کریں۔ تقریر کے ساتھ ساتھ اس پر تبصرہ نہ کرتے جائیں کہ یہ بعد میں زیادہ آسانی سے ہوسکتا ہے۔ جس کو مقرر کے خیالات سے اختلاف ہو۔ اگر وہ صبر کرسکے تو خاموشی سے بیٹھا سُنتا رہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو جلسہ گاہ سے پیچھے سے اس طرح نکل جائے کہ کارروائی جلسہ میں کوئی خلل واقعہ نہ ہو اور دوسروں کے سامنے مقرر پر مخالفانہ تبصرہ کرنے سے باز رہے تاکہ کوئی فتنہ وفساد برپا نہ ہو جائے۔

جن کو کسی جماعت سے شدید اختلاف ہو یا جہاں گمراہی کا خطرہ ہو۔ وہاں سرے سے نہ جائیں۔ تاکہ مخالفین کی باتوں سے تکلیف نہ پہنچے۔ نہ ہنگامہ آرائی کی غرض سے شرکت کریں کہ یہ اخلاق وشرافت سے بعید ہے۔ البتہ اس کے جواب میں وہ اپنا جلسہ منعقد کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

آدابِ جلوس

عام طور پر جلوس کی شکل متحرک جلسہ کی سی ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر زیادہ تر آدابِ جلسہ ہی حاوی ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اتنی مزید احتیاط کی ضرورت ہے کہ جلوس کے لئے ایسا راستہ اختیار کیا جائے جو کشادہ ہو تاکہ آمد و رفت میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ جلوس ایسے راستے سے گزارنے سے حتی الوسع احتراز کیا جائے کہ جس پر مخالف کا قبضہ ہو یا جو اس کا مرکز ہو۔ اگر اس کے سوا کوئی اور چارہ یا راستہ نہ ہو تو وہاں سے نہایت پُرامن طریقہ سے جلوس کو گزارا جائے تاکہ کوئی فتنہ و فساد پیدا نہ ہو۔ اگرچہ ایک دوسرے سے اختلاف کرنے کا ہر ایک کو حق حاصل ہے مگر کسی کی دل شکنی کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ خواہ حالات کتنے ہی ناقابلِ برداشت کیوں نہ ہو جائیں۔ ایسے موقع پر صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے تاکہ اس کی برکت بھی شاملِ حال ہو جائے۔

جب کسی عبادت گاہ کے پاس سے جلوس گزر رہا ہو اور وہ وقتِ عبادت ہو تو وہاں سے نہایت خاموشی اور آہستگی سے جلوس گزارا جائے تاکہ عبادت میں خلل واقع نہ ہو۔ بلکہ ایسے وقت میں جلوس نکالا ہی نہ جائے جو وقتِ عبادت یعنی نماز وغیرہ ہو۔ جلوس کے لئے قائد کا ہونا ضروری ہے جو ضبط و نظم قائم رکھ سکے اور اس کے کارکن زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے جلوس کو کنٹرول کرنے میں مصروف رہیں تاکہ راستہ میں کسی قسم کی ہنگامہ آرائی نہ ہو۔ اہلِ جلوس دکانداروں کی چیزیں خراب نہ کریں اور انہیں توڑ پھوڑ نہ ڈالیں کسی کو مشتعل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مخالفین پر آوازے کسنے یا پتھراؤ کرنے سے باز رہیں۔ جلوس گزارنے کے لئے راستہ سے چھابڑی فروشوں، ریڑھی والوں کو یا اس قماش کے دوسرے لوگوں کو ہٹانے کے لئے جوش اور تشدّد سے کام نہ لیں۔ پیار محبت سے ہٹائیں۔ اگر کوئی راستہ چھوڑنے سے انکار کر دے تو اسے اپنی حفاظت میں لے کر جلوس کو احتیاط سے گزار لیں تاکہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

Marfat.com

آدابِ میلادِ شریف

ذکرِ الٰہی کے بعد ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا درجہ ہے۔ اس میں کلام کرنا گناہ اور اسے غیر مشروع طریق سے کرنا بدتر از گناہ ہے۔ اس کے لئے کوئی قیدِ مکان و زمان نہیں بلکہ حکم ہے کہ کوئی مجلس اُن کے ذکر سے خالی نہ رہے۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا اور وہ اسی طریق سے اپنے حالات و کمالات بیان فرماتے تھے۔ اس عمومی حکم سے خصوصی اہتمام کی نفی ہوتی ہے کہ جہاں ذکر کرنے کی ضرورت بتلائی گئی۔ وہاں تو ذکر تک نہ کیا جائے اور جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام ؓ نے اہتمام نہیں کیا اس کا اہتمام کیا جائے۔

ذکرِ میلاد شریف کے لئے افضل یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی اہتمام نہ کرے۔ جب بھی مجلس گرم ہو تو اس مجلس میں کسی معتبر کتاب سے یا زبانی فخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حالاتِ ولادت شریفہ، اخلاق و شمائل اور معجزات و فضائل مبارکہ کا صحیح صحیح روایات سے ذکر کرے۔ اگر اس سے جذباتِ عقیدت کی تسکین نہ ہو تو بہتر ہے کہ مجلسِ وعظ کا اہتمام کرے۔ لوگوں کو بُلانے کا اہتمام مبالغہ سے نہ کرے کہ یہ فرائض کے اہتمام سے بڑھ جائے۔ بلکہ اس امر کے متعلق صرف لوگوں کو مطلع کر دے جسے شوق ہوگا شامل ہو جائے گا۔

وعظ کے لئے کسی عالمِ ربّانی کو بُلائے یا کسی ثقہ دیندار کا انتخاب کرے جو محلِ شہوت نہ ہو اور صحیح معتبر روایات بیان کرے اور امر و نہی کی تاکید کرے۔ اس میں مال حلال وطیب خرچ کرے۔ اسراف کی حد تک آرائش و زیبائش اور روشنی کا انتظام نہ کرے۔ حاضرینِ محفل شرعی وضع و لباس میں ہوں۔ مہتمم کی نیت محض شہرت و تفاخر کی نہ ہو۔ اور حاضرین صرف لطفِ مجلس اُٹھانے کے لئے جمع نہ ہوں۔ بلکہ غور سے سننے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے بیٹھیں اور اسی عزم و ارادہ سے اٹھیں۔ ورنہ اس کی شمولیت ان کے لئے باعثِ وبال ہوگی اور اس کا دعویٰ محبت

Marfat.com

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بے عمل رہ کر جھوٹا ثابت ہوگا۔

اس مجلس میں خوش رُو و خوش الحان لڑکوں سے غزل خوانی نہ کرائے کہ وہ محلِ شہوت ہیں اور بعض لوگ ان میں ہی محو ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس طرح مقاصدِ مجلس کی توہین کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی ایسا وقت مقرر نہ کرے جس سے نماز یا جماعت فوت ہو جائے اور درود و سلام کے وقت اہتماماً کھڑے نہ ہوں۔ غلبہ حال کے عالم میں ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ اگر اس موقعہ پر کوئی شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا چاہیئے تو معروف طریق سے نہ کرے بلکہ خفیہ طور پر مستحقین، غرباء اور مساکین وغیرہ میں تقسیم کر دے۔ اس کے علاوہ جو کچھ کرے اُسے خلافِ شرع جانے۔

آدابِ زیارت تبرکات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی یا کسی بزرگ کے تبرکات کی زیارت باعثِ خیر و برکت ہے۔ مگر اس کے لئے غیر مشروع طریق پر اہتمام کرنا شرک و معصیت ہے۔ زیارت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اس بات کی تحقیق کر لے کہ جو تبرکات جس بزرگ سے منسوب ہیں فی الواقعہ وہ اس کے بھی ہیں یا نہیں؟ جب اس کی سند مل جائے تو وہاں جس وقت چاہے جا کر زیارت کرے اور چاہے تو اس کے واسطہ سے دعا بھی کرے۔ اس موقعہ پر ایسی حرکت نہ کرے جو شرع کے خلاف ہو۔ یعنی اُسے نہ چومے اور نہ سجدہ کرے اور اس کا نہ طواف کرے۔ اس کی منت نہ مانے۔ اس پر چڑھاوا نہ چڑھائے۔ اس کی زیارت کے لئے کوئی خاص دن مقرر کر کے مجمع نہ کرے۔ وہاں عورتوں کو نہ جانے دے اور نہ گانے بجانے کا اہتمام کرے۔ ورنہ جو خیر و برکت متوقع ہے وہ شر و معصیت میں بدل جائے گی۔

Marfat.com

۱۰

بابُ الموت

Marfat.com

آدابِ وقتِ نزع

نزع کا وقت ہر ایک پر آتا ہے۔ اللہ والوں کے لئے یہ وقت مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ قیدِ زندگانی سے آزاد ہو کر اپنے پروردگار کے حضور میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ پُرامید ہوتے ہیں کہ حق تعالٰی اپنے فضلِ خاص سے مغفرت فرمائے گا اور دنیاداروں کے لئے مال و دولت سے محرومی کا غم اس وقت سوہانِ روح بن جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ وقت دونوں پر آتا ہے۔ ایک ہنسی خوشی گزار لیتا ہے اور دوسرا روتا دھوتا جاتا ہے۔

جانکنی کے وقت مریض کے عزیز و اقرباء پر یا جو اس وقت مریض کے پاس موجود ہوں۔ ان پر لازم ہے کہ وہ گھر میں آسمانی مہمانوں کی آمد کی خاطر گھر کو بالکل صاف و ستھرا رکھیں اور اس میں خوشبو وغیرہ کا انتظام کریں تاکہ روحانی مخلوق کو یہاں آ کر کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس وقت سب اہلِ خانہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں۔

حاضرین مریض کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں اور سنت یہ ہے کہ اسے سیدھی کروٹ پر لٹا دیں۔ اگر چت لٹا دیں تو مریض کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیں۔ اور اس کے سر کے نیچے پاک تکیہ رکھ کر اسے ذرا اوپر اٹھا دیں۔ تاکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے۔ اگر ایسا کرنے سے مریض کو تکلیف ہو تو اسے اسی حالت میں پڑا رہنے دیں جس وضع پر وہ پڑا ہو۔

حالتِ نزع کے دوران میں واجب ہے کہ جو لوگ وہاں موجود ہوں۔ وہ کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت اس طرح پڑھتے رہیں کہ مریض اُسے سُن اور سمجھ سکے۔ مگر اُسے ایسا کرنے کے لئے نہ کہیں اور نہ مجبور کریں۔ مبادا وہ بوجہ شدتِ تکلیف

Marfat.com

ایسا نہ کر سکے یا انکار کر دے تو اس کا نتیجہ اس کے حق میں بُرا ہو گا۔

اگر مرنے والا شہادتین ایک بار صراحۃً یا اشارۃً کہہ دے تو پھر اسے تلقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد اگر اس کے منہ سے پھر کوئی دنیا کی بات نکل جائے تو حسبِ سابق تلقین شروع کر دے تاکہ اس کا آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہو جائے۔

اگر خدانخواستہ کسی کے مُنہ سے کلمہ کفر نکل جائے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کریں اور اس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کی سی کریں۔ کیونکہ اس وقت کفر و اسلام کا اعتبار نہیں۔ جان کنی کے عالم میں سورۃ یٰسین مریض کے پاس پڑھتے رہیں۔

جب مریض فوت ہو جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دیں اور کپڑے کی ایک پٹی اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے ڈال کر سر کے اوپر باندھ دیں تاکہ اس کا منہ کھلا نہ رہے اور مکھی وغیرہ اندر داخل نہ ہو سکے۔ اس کے بعد میت کے پاؤں پھیلا دیں تاکہ وہ سمٹ یا اکٹھے نہ ہو جائیں۔ اگر پیٹ کے پھولنے کا اندیشہ ہو تو اس پر کوئی وزنی چیز رکھ دیں۔

میت کو چارپائی یا تخت وغیرہ پر ہی رہنے دیں اور اہلِ ہنود کی طرح ایسے زمین پر نہ لٹا دیں۔ اس کے پاس عطر، گلاب وغیرہ کوئی خوشبودار چیز رکھ دیں اور جب تک اسے غسل نہ دے لیں اس کے پاس قرآن مجید وغیرہ نہ پڑھیں۔ اور نہ آہ و بکا کریں کہ اس طرح مردہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے اقرباء و اہلِ محلہ کو اس کی فوتیدگی کی اطلاع کر دیں۔ اس کی تجہیز و تکفین میں عجلت کریں اور شب سے پہلے قبر کا بندوبست کریں۔

آدابِ غسلِ میّت

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ جب تختہ پر میت کو غسل دینا ہو بہتر ہے کہ اُسے تین بار یا پانچ بار یا سات بار صندل یا اگربتی سے دُھونی دے اور اس کے بعد اس پر میت کو ڈالے اور اس کے گرد وہی دُھونی رکھ دے۔ اور اس کے

Marfat.com

پاؤں قبلہ کی طرف کر کے اس طور لٹائے کہ منہ بھی قبلہ کی طرف ہو جائے۔ اگر جگہ کی تنگی ہو تو جس طرح ہو لٹا دیا جائے۔

بہتر ہے کہ غسلِ میت وہ دے جس کے ساتھ میت کو قرابت زیادہ ہو۔ اگر میت کے اقرباء میں سے کوئی غسل کے احکام نہ جانتا ہو تو وہ شخص غسل دے جو احکام غسل جانتا ہو متقی و پرہیزگار ہو اور اس وقت باوضو ہو۔ غسل دیتے وقت اردگرد پردہ کر لے تاکہ غاسل وغیرہ کے سوا دوسرے سب لوگ حالتِ غسل نہ دیکھ سکیں۔

غسل کے وقت میت کے جسم پر جو کپڑے ہوں وہ اس طرح اتار لے کہ میت کی بے ستری نہ ہو اور ایک پاک کپڑا اس کے ستر پر ڈال دے۔ غسل گرم پانی سے دے جس کو خطمی عراقی یا بیر کی پتی یا صابون یا سجی ڈال کر جوش دیا گیا ہو یا گرم کیا گیا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی چیز میسر نہ ہو تو خالی گرم پانی بھی کافی ہے۔ اگر پانی بالکل میسر نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دیں۔

میت کو غسل دینے کے بعد اس کے سر کے اور ڈاڑھی کے بالوں میں عطر، گلاب، صندل وغیرہ کی ملی جلی خوشبو جسے حنوط کہتے ہیں لگائیں اور سجدہ کے اعضاء یعنی دونوں ہتھیلیوں اور تلوؤں، ماتھے، ناک اور دونوں گھٹنوں پر کافور لگائیں اور اس کے منہ، ناک، کانوں میں روئی رکھ دیں تو مضائقہ نہیں۔

نہلانے والا میت کے بدن پر اتفاقاً جو کچھ مکروہ یا بری چیز دیکھے تو اس کا اظہار نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ چیز قبل از موت اس میں موجود ہو۔ اور اگر وہ مرتے وقت بعد موت کے پیدا ہو جیسے منہ کالا ہو جانا وغیرہ جبکہ وہ میت فسق و فجور میں مشہور ہو تو اس کے ظاہر کرنے سے نہ رکے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ اور اگر میت کے چہرہ پر نور یا لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہو اور اس کے بدن سے خوشبو آئے تو اس کی نیکیوں کے ساتھ ان امور کا بھی اظہار کرے تاکہ دوسروں کو نیک عمل کی رغبت ہو۔ شہیدوں کو غسل دینے کی حاجت نہیں ہوتی۔

باغی جو اپنے وقت کے شاہِ اسلام کے حکم سے منحرف ہو گئے ہوں۔ قزاق جو

Marfat.com

راستہ میں لوٹ لیتے ہیں۔ ڈاکو جو رات کو مسلح ہو کر شہر میں چوری کرتے ہیں اور مزاحمت کرنے والے کو مار ڈالنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ٹھگ جو فریب دے کر پھانسی سے مار ڈالتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مسلمان کے ہاتھ سے لڑائی میں مارے جائیں۔ قاتل والدین جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کو مار ڈالا ہو جو بچہ مرا ہوا پیدا ہوا ہو، یہ سب غسل پانے کے مستحق نہیں۔

آدابِ کفن

میت کو کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔ زندگی میں جن کپڑوں کا پہننا مکروہ یا حرام یا ناجائز ہے۔ ان کا کفن کے لئے استعمال کرنا بھی ویسا ہی مکروہ، حرام اور ناجائز ہے۔

افضل یہ ہے کہ کفن نئے اور سفید کپڑے کا دے۔ مرد کو ریشمی، زرد اور سرخ کپڑے کا کفن نہ دے۔ عورت کو ان کپڑوں کا کفن دینا مضائقہ نہیں۔ اگر نیا کپڑا دستیاب نہ ہو تو پرانے مگر پاک و صاف کپڑے کا کفن دینا بہتر ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نئے کپڑے کے لئے مُردہ کی نسبت زندہ زیادہ مستحق ہیں اور میت پرانے کپڑے کی ہی مستحق ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی پرانے کپڑے کے کفن کو ترجیح دی اور جو کپڑا اُن کے بدن پر تھا اُسے دھو کر آپ کو اس میں بشمول دیگر دو کپڑوں کے کفنایا گیا۔ اگر پرانا کپڑا بھی میسّر نہ ہو تو خوشبودار گھاس میں لپیٹ دیا جائے۔

مرد کا کفن اس کے مال سے دے۔ اگر اس کا مال نہ ہو تو جس کے ذمّہ زندگی میں اس کا نفقہ تھا تو وہ اس کا کفن دے اور عورت کو اس کا خاوند کفن دے تو بہتر ہے جیسا کہ زندگی میں بیوی کا نفقہ اس کے ذمّہ تھا۔ اگر کوئی اپنا مال چھوڑے بغیر مر جائے تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اُسے کفن دیں۔ مرد کو اس کپڑے کا کفن دینا جو وہ جمعہ یا عید کو پہنتا ہے اور عورت کو ان کپڑوں کا

Marfat.com

کفن دینا جو وہ اپنے ماں باپ کے گھر پہنتی ہے بھی برا نہیں ہے۔ جو بچہ مردہ پیدا ہو اسے صرف پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا کافی ہے۔

کفن مسنونہ مرد کے لئے تین کپڑے ہیں۔ کفنی، دو چادریں۔ تنگی کے وقت دو چادر پر اکتفاء بھی جائز ہے۔

اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں۔ کفنی، دو چادریں، سینہ بند، سر بند۔ تنگی کے وقت کفنی اور دو چادروں پر بھی اکتفاء جائز ہے۔

سخت تنگی کے وقت ایک آدھ کپڑا بھی مرد و عورت کا کفن بن سکتا ہے۔

کفنانے سے پہلے کفنی کے کپڑے کو دری یا چارپائی یا تخت پر بچھا دے۔ پھر اسے صندل یا اگر بتی کی دھونی دے کر اس پر خوشبو یا آب زمزم چھڑکے اور اس کے بعد میت کو اس پر رکھ کر بموجب احکام شرعیہ کفنائے۔

کفن کے اوپر کلمہ شریف یا عہد نامہ اس طرح لکھنا کہ حروف نمایاں ہوتے ہوں بے ادبی ہے۔

آدابِ جنازہ

کفن دینے کے بعد جب جنازہ تیار ہو جائے تو اسے اس طور پر لے جانا سنت ہے کہ مردے کو چارپائی یا مثل چارپائی کے جو کچھ ہو اس پر لٹا کر اس کے چاروں کونے چار مرد کندھوں پر رکھ کر لے چلیں۔ اگر اٹھانے والے اس سے کم ہوں تو جس قدر میسر ہوں جائز ہے۔ یا اگر راستہ تنگ ہو تو پھر دو آدمی بھی کافی ہیں۔ بچے کے لئے ایک آدمی کافی ہے جو اسے بآسانی اٹھا سکے۔ جنازہ کو گردن یا مونڈھے پر اٹھا کر نہ چلے۔

جس وقت جنازہ اٹھالیں تو مستحب ہے کہ ہر ایک دس دس قدم چاروں طرف سے اٹھائے۔ یعنی اٹھانے والے اپنا داہنا مونڈھا جنازہ کے سرہانے داہنی طرف کو رکھ کر دس قدم گن کر چلے۔ پھر اس طرح پائنتی کی داہنی طرف اپنے مونڈھے

Marfat.com

پر رکھ کر دس قدم چلے۔ پھر بائیں کندھے پر اس کے سرہانے کی بائیں طرف رکھ کر دس قدم چلے۔ پھر پائینتی کی جانب اس کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے۔ اس طرح یہ سب چالیس قدم ہو جائیں گے جن کے عوض حق تعالیٰ اُٹھانے والے کے چالیس گناہ کبیرہ بخش دیں گے۔

جنازہ باری باری ایک دوسرا اپنے کندھے پر لیتا ہوا منزل مقصود تک پہنچائے۔ جنازہ لے جانے میں جلد چلنا سنّت ہے۔ لیکن اس قدر تیز نہ چلے کہ جنازہ کو حرکت پہنچے۔

جنازہ کے پیچھے چلنا بہتر ہے۔ آگے نہ چلے اور دائیں بائیں بھی ساتھ نہ چلے بلکہ پیچھے پیچھے چلے۔ سواری کی حالت میں جنازہ کے ساتھ نہ چلے۔ اُتر کر ہمراہ ہو جائے اور نہ ہی سواری کی حالت میں جنازہ کے پاس سے گزرے۔ بہتر ہے کہ اُس وقت اُتر پڑے یہاں تک کہ جنازہ گزر جائے۔

جنازہ دیکھ کر اس کے لئے صرف کھڑا ہونا درست نہیں۔ نمازِ جنازہ کے ارادہ سے کھڑا ہو کر ہمراہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس طرح نماز پڑھنے کی جگہ پر اگر کوئی بیٹھا ہو تو وہ جنازہ دیکھ کر نہ اُٹھے تاوقتیکہ اُسے زمین پر نہ رکھ لیں۔ اور جنازہ کے ہمراہی نمازِ جنازہ پڑھے بغیر نہ بیٹھیں اور نہ نمازِ جنازہ چھوڑ کر جاویں۔ البتہ نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد چلے جاویں۔ ان کے لئے مُردے کے اقرباء کی اجازت ضروری نہیں۔ مگر چند آدمیوں کا دفن کے وقت تک ساتھ رہنا لازمی ہے۔ اور جو شخص نماز جنازہ کے بعد چند قدم جنازہ کے ساتھ ہو لے تو وہ بغیر دفن کے واپس نہ پھرے۔ خواہ اہلِ میّت اذن بھی دیں۔

جنازہ کے ہمراہ چلنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے دلوں بس خوفِ خدا کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے گناہوں اور موت کو یاد کرتے ہوئے غمناک صورت بنا کر چلیں۔ اپنے گناہوں سے استغفار کرتے رہیں۔ دنیوی باتو اور ہنسی مخول سے احتراز کریں۔ بلکہ شتر خاموش رہیں۔ بے ضرورت بات نہ کریں۔

Marfat.com

جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے کلمہ یا درود شریف یا قرآن مجید یا کچھ اور ذکرِ الٰہی دل ہی دل میں کرتے جائیں تو مضائقہ نہیں مگر پکار کر نہ پڑھیں۔ یعنی اُونچی آواز سے نہ پڑھیں۔ عورتیں جنازہ کے ساتھ ہرگز نہ جائیں۔

ماتم میں سیاہ لباس نہ پہنے۔ آواز کر کے نہ روئے۔ گریبان چاک نہ کرے۔ مُنہ نہ نوچے۔ سر، مُنہ یا سینہ نہ پیٹے۔ آنسو بہانے اور غم کرنے میں حدِ شریعت کے اندر مضائقہ نہیں۔

آدابِ نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ بھی فرض کفایہ ہے۔ اس سے انکار کرنے پر کفر لازم ہے اور ایک مسلمان کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے سب کی بریت ہے۔ نماز جنازہ کے لئے مُردے اور نماز پڑھنے والے دونوں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ ورنہ نماز جنازہ درست نہ ہو گی۔

نمازِ جنازہ کے لئے ضروری ہے کہ

۱۔ میّت۔ امام۔ مقتدی سب کا بدن اور لباس پاک ہو اور وہ باوضو ہوں۔
۲۔ جس جگہ نماز پڑھائی جائے وہ جگہ بھی پاک ہو۔
۳۔ امام بالغ ہو۔
۴۔ رو بقبلہ کھڑا ہو۔
۵۔ میّت کے سینہ کے برابر ہی کھڑا ہو۔
۶۔ میّت زمین پر یا اس چیز پر رکھے جو شرعاً بمثل زمین ہو۔
۷۔ میت سامنے موجود ہو اور امام کے دائیں بائیں اور پیچھے یا گھوڑے، اونٹ وغیرہ پر نہ ہو۔
۸۔ نیت، نماز اور دُعا واسطے میّت حاضر کی کرے، اس کے بعد مسنونہ طریقہ سے نماز پڑھے اور پڑھائے مگر کسی کا انتظار نہ کرے۔

Marfat.com

نمازِ جنازہ کے لئے ضروری ہے کہ تین صفیں بنائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر آدمیوں کی تین صفوں نے نماز پڑھی تو حق تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔ اور اگر سو آدمی شریک نمازِ جنازہ ہو کر مُردے کی شفاعت کریں تو حق تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

اگر بہت سے جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر ہے کہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ جنازہ پڑھے اور اولیت میں نیکو کاروں کو ترجیح دے۔ اگر سب کے لئے ایک ہی نماز جنازہ پڑھانا چاہے تو اُسے اختیار ہے کہ سب جنازوں کی ایک صف بنا دے یا ہر جنازہ کو برابر برابر کر کے اپنے منہ کے سامنے اس طرح رکھے کہ اس کے آگے سب کے سینے ہوں اور اپنے نزدیک اس کو رکھے جو سب میں بہتر اور افضل ہو۔

باغی، قزاق، ڈاکو، ٹھگ جو مسلمانوں سے لڑتے ہوئے مارے جائیں اور قاتل والدین کا، اعضاء کا جو بدن سے جدا ہو گئے ہوں۔ اس میت کا جو بدون نماز جنازہ دفن ہو گئی ہو اور اس کے پیٹ پھٹنے کا گمان غالب ہو۔ جو بچہ مرا ہُوا پیدا ہو تو اُن کا جنازہ نہ پڑھے۔ منافق اور مشرک کا جنازہ بھی نہ پڑھے۔ جو اعلانیہ کفر و شرک کا مرتکب ہُوا ہو اور اسی حالت میں مرے۔

نمازِ جنازہ کا امام بہتر ہے کہ بادشاہ ہو۔ اگر وہ حاضر نہ ہو تو حاکم شہر۔ اگر وہ بھی حاضر نہ ہو تو جمعے کا امام۔ ورنہ محلہ کا امام مسجد، ورنہ ولی میت کا یعنی وہ مرد جو سب اقرباء میں اس کا زیادہ قریب ہو۔ جیسے بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بھائی اور بھتیجا وغیرہ۔ عورت کا خاوند ورنہ ہمسایہ امامت کرائے۔ ولی مختار ہے، چاہے خود امامت کرے۔ چاہے کسی اور کو اُس کی اجازت دیدے۔

نمازِ جنازہ کے بعد ہاتھ اُٹھا کر کوئی دُعا نہ مانگے۔ کیونکہ نمازِ جنازہ خود ایک دعا ہوتی ہے اور نماز جنازہ کے اندر دعائے مسنون ہے۔

Marfat.com

آدابِ قبر

قبر دار الآخرت کی پہلی منزل ہے۔ جہاں دُنیا کے سفر کے تھکے ماندے انسان کو قیامت تک کے لئے آرام کرنا ہوتا ہے۔

بغلی قبر بنانا سنت ہے جس میں کہ لحد ہوتی ہے۔ اگر زمین نرم ہو تو صندوقی قبر بنانے میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے جسے تجر بھی کہتے ہیں۔ اگر عمودی حوضہ دار قبر تیار کی جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ ہر حال میں قبر میت کے برابر بلکہ اس سے کچھ لمبی اور اس قدر چوڑی تجر بنائے کہ اس میں مُردہ بخوبی سما سکے، اور بوقتِ حسابِ قبر میں اُٹھ کر بیٹھ سکے بنائے۔

اور پھر بعد دفن اسے کچی اینٹوں وغیرہ سے حسبِ دستور بند کر دے۔

قبر کے تعویذ کا زمین سے ایک بالشت اونچا بنانا سنت ہے۔ اگر قدرے اُونچی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ قبر مدور یا چوکور نہ بنائے بلکہ اوپر سے اسے مثل کوہانِ شتر کے ڈھلوان صورت بنائے۔

جو قبر گر جائے اس کا درست کرنا جائز ہے۔ مگر اسے ویسا ہی چھوڑ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ مومن کی گری ہوئی قبر پر خدا کی رحمت زیادہ ہوتی ہے۔ قبر پر گچکاری کرنا درست نہیں۔ مٹی سے لیپنے یا اس پر کچھ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قبر پر سونے، چلنے، بیٹھنے اور بول و براز کرنے سے احتراز کرے اور نہ ہی اسے ٹھوکر لگائے۔ اور نہ عمداً گرائے۔

اور اگر اس پر کوئی گھاس اُگ آئی ہو اور وہ سبز حالت میں موجود ہو تو اُسے نہ کاٹے۔ اگر گھاس سُوکھ چکی ہو تو پھر اُسے کاٹ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

Marfat.com

آدابِ دفن

میت کا دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔ قبر میں مُردے کو جس قدر لوگ بخوبی اور بہ آسانی اُتار سکیں اُتاریں۔ کوئی تعداد اُس کے لئے مقرر نہیں۔ البتہ قبر میں اتارنے والے قوی ہوں تاکہ میت کو آرام اور آہستگی کے ساتھ قبر میں اُتار سکیں۔

عورت کو قبر میں اس کے محارم اُتاریں جیسے بیٹا، باپ، بھائی۔ اگر یہ نہ ہوں تو جو اقرباء اس کے قرابت میں نزدیک ہوں وہ اُتاریں۔ اگر اس کے اقرباء سے کوئی موجود نہ ہو تو دیندار، متقی، بڈھے اور ہمسائے اُتاریں۔ اگر یہ بھی نہ ہوں تو دیندار، پرہیزگار، صالح اجنبی نوجوان اُتاریں۔ عورتیں اُتارنے کے لئے ہرگز نہ آئیں۔ عورت کو دفن کرتے وقت قبر پر پردہ کرنا مستحب ہے۔

لحد میں مُردے کو اُتارنے کے بعد اُسے داہنے پہلو پر لٹا دیں۔ اس کا مُنہ قبلہ کی طرف کریں۔ اس کے پیچھے ڈھیلے یا مٹی کا ایک تکیہ لگا دیں تاکہ منہ قبلہ سے پلٹ نہ جائے۔ جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو کفن کی گرہیں کھول دیں۔ اس کے بعد لحد کا منہ بند کر کے اُس کے اوپر سرہانے کی جانب سے مٹی ڈالیں اور اسے اس طرح بند کر دیں کہ کوئی سوراخ نہ رہے اور درندوں وغیرہ کے دست برد سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد اس پر تین بار سرہانے سے پائینتی کی طرف اور پھر پائینتی سے سرہانے کی طرف پانی چھڑکا جائے۔

میت کو دن میں دفن کرنا بہتر ہے۔ اگر رات ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

مُردے کے نیچے چادر یا کپڑا نہ بچھائے کہ یہ مکروہ ہے۔ اگر زمین بالکل نرم اور ریتلی ہو تو پتھر یا لکڑی کے تابوت میں بند کر کے دفن کیا جائے۔ مگر اس تابوت میں فرش مٹی کا بنایا جائے۔ اور اندر بھی چاروں طرف مٹی سے لیپ دیں۔ اور میت کو ایسے گورستان میں دفن کیا جائے جس میں علماء و صلحاء اور بزرگ دفن ہوں۔

Marfat.com

دفن کرنے کے بعد ایک مرد صالح سرہانے اور دوسرا پائینتی کھڑا ہو جائے۔ سرہانے والا سورہ بقرہ الٓمٓ سے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اور پائینتی والا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورت تک پڑھے اور باقی حاضرین وہاں تھوڑی دیر تک قرآن مجید، دُعا اور درود وغیرہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردے کو بخش دیں اور اس کے حق میں سوال وجواب کے وقت ثابت قدم رہنے اور مغفرت کی دُعا کریں۔ پھر چلے آویں۔

آدابِ تعزّیت

مرنے والے کے اقرباء سے تعزیت کرنا سُنّت ہے۔ بہتر ہے کہ سب اقرباء سے تعزّیت کرے۔ لیکن جوان عورت سے منع ہے۔ مگر جس کا از روئے شرع پردہ نہ ہو اُس کے لئے درست ہے۔

تعزیت کرنے والا کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے مرنے والے کی کوئی بُرائی ظاہر ہوتی ہو یا اقرباء کو بُری محسوس ہو۔ بلکہ اہلِ میّت سے اظہارِ ہمدردی کرے انہیں صبر کی تلقین کرے اور میّت کے لئے زبانی دُعائے مغفرت کرے۔ ہاتھ اُٹھانا خلافِ سُنّت ہے اور نہایت احسن طریق سے سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک معین وقت کے لئے یہ نعمت بخشی تھی۔ جب تک اس کا ہمارے پاس رہنا عنداللہ مقصود تھا وہ ہمارے پاس رہا اور جب مالک اور خالق نے اپنی امانت واپس لے لی تو بحیثیت امین کے ہمارے لئے جزع وفزع قطعاً جائز نہیں۔ تاکہ ہم آئندہ ایسی امانت داری سے محروم نہ کر دیئے جائیں۔ کافر سے بھی اظہار تعزیت درست ہے۔ مگر اس کی بخشش کے لئے دُعا نہ کرے بلکہ یہ کہہ دے کہ اللہ تمہیں صبر دے اور اچھے راہ پر چلائے۔

قبل از دفن اظہارِ تعزیت بہتر نہیں۔ اگر اہلِ میّت پر غم والم کا شدید غلبہ ہو تو اُن کے دل کی تسکین کے لئے تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے دفن

Marfat.com

کے بعد تعزیت کرے۔ دومرتبہ تعزیت کرنا درست نہیں۔ تین دن تک تعزیت کرنا درست ہے۔

اہلِ میت کے لئے تعزیت کے واسطے ایک روز تک بیٹھنا اولیٰ ہے۔ ویسے تین روز تک بیٹھنا درست ہے۔ مگر اس غرض کے لئے دروازے کے آگے نہ بیٹھیں کہ یہ مکروہ ہے۔

عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن تک سوگ منائے اور اس عرصہ میں کوئی بناؤ سنگار اور کسی مرد سے نکاح جدید کی بات چیت وغیرہ نہ کرے۔

تعزیت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعزیت کر کے تھوڑی دیر اظہارِ ہمدردی کے لئے بیٹھ کر چلے جائیں۔ اہلِ میت کے گھر دھرنا مار کر کئی دن تک نہ بیٹھیں اور نہ اُن کے گھر سے کچھ کھائیں پئیں۔

آدابِ طعام اہلِ میّت

جس گھر میں موت واقع ہوئی ہو اس کا اثر اہلِ میت پر لازمی ہوتا ہے خواہ وہ عقلی ہو یا طبعی۔ ایسے وقت میں اُن کے لئے کھانا پکانا ایک نہایت کٹھن اور مشکل مسئلہ ہوتا ہے اور انہیں کوئی چیز بھی اچھی نہیں لگتی۔

اس لئے رشتہ داروں اور محلہ داروں کے لئے مستحب ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اہلِ میت کے لئے کھانا پکا کر بھیجے۔ اس میں تکلف، ریاء اور احسان کو دخل نہ ہو۔ بلکہ اس کی تہہ میں صرف جذبۂ ہمدردی کار فرما ہو۔ کیونکہ جو مصیبت کے وقت دوسروں کی مدد کرتا ہے حق تعالےٰ اُس کی مصیبتیں کم کر دیتا ہے۔

ایسے وقت میں بعض اقرباء پر غم والم کا اس قدر شدید حملہ ہوتا ہے کہ اُن سے کچھ کھایا ہی نہیں جاتا۔ جس کی وجہ سے وہ کچھ کھانے سے انکار کر دیتے

Marfat.com

ہیں۔ اس لئے اہلِ تعزیت کے لئے لازم ہے کہ وہ اہلِ میت کو پیار، محبت، منت اور تلقین سے وہ کھانا کھانے پر مجبور کریں اور اسے کچھ نہ کچھ ضرور کھلائیں۔ تاکہ روحانی کوفت کے ساتھ جسمانی ضعف شامل نہ ہو جائے۔

ایسے موقعہ پر بعض اہلِ میت کے ہاں ضیافت دینے کا دستور ہے جو بطور خیرات کے ہوتی ہے اور اہلِ برادری ایسی ضیافت کے بڑے متمنی ہوتے ہیں اور اگر اُن کی حسبِ خواہش نہ ہو تو وہ بدنام اور مطعون کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہ ایک بہت بُری رسم اور بدعتِ شنیع ہے۔ ویسے خیرات کے طور پر غرباء اور مستحقین میں شبِ اوّل کچھ طعام یا کوئی چیز بانٹ دے۔ بشرطیکہ عاقل، بالغ ولی اپنی گرہ سے خرچ کرے۔ میت کے مشترکہ ترکہ سے نہ ہو تو مستحب ہے۔ کیونکہ شبِ اوّل میت پر بہت سختی ہوتی ہے اور اس وقت یہ خیرات بفضلِ تعالےٰ اس کی کمی کا باعث ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس وقت ایسی خیرات کی ہمت یا وسعت نہ رکھتا ہو تو وہ کچھ کلام یا نوافل پڑھ کر اس کا ثواب اس مُردے کو بخش دے۔

اہلِ میت کے گھر طعام صرف اتنے آدمیوں کا بھیجنا چاہیئے جتنے اس گھر میں رہنے والے ہوں اور جنہوں نے کھانا نہ پکایا ہو۔ اظہارِ تعزیت کرنے والوں کو وہاں کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔ جبکہ ان کے اپنے گھر کھانا پکایا گیا ہو یا پکایا جا سکتا ہو۔ لین دین کی بنا پر اہلِ میت کے ہاں کھانا نہ بھیجے کہ چونکہ اس نے ہمیں دیا تھا اس لئے ہم ضرور دیں خواہ قرض ہی اٹھائیں۔ بلکہ جس میں ہمت اور وسعت ہو وہ اس میں سبقت کرے۔

آدابِ گورستان

گورستان ایک وقف جگہ ہوتی ہے۔ اس میں کسی خاص کا کوئی مخصوص حق نہیں ہوتا۔ بلکہ سب مسلمانوں کا برابر حق ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت

Marfat.com

بھی سب پر لازم ہے۔
کوئی مسلمان گورستان کی زمین کو اپنے ذاتی استعمال میں نہ لائے۔ اسے اپنے مکان یا دکان میں شامل نہ کرے۔ اس سے لکڑیاں یا گھاس نہ کاٹے۔ اس میں جوتیوں سمیت نہ چلے۔ اکڑ کر اور ٹھوکریں لگاتا ہوا یا دوڑتا ہوا بھی نہ چلے کہ زیرِ زمین اس سے بھی زیادہ عظمت وجلال والے اور نازک مزاج سوئے ہوئے ہیں۔
گورستان میں پہلے مُردے کی قبر میں دوسرے مردے کو دفن نہ کرے جب تک کہ پہلا مٹی نہ ہو جاوے اگر جگہ بہت تنگ ہو تو پہلے کی ہڈیاں ایک طرف کر کے دوسرے کو اس میں دفن کرے۔ کسی کو وہاں جانور نہ چرانے دے اور نہ ہی کتے وغیرہ کو وہاں مستقل رہنے دے۔ مُردے خور جانوروں اور کفن چور انسانوں کی کڑی نگرانی کا انتظام رکھے۔

آدابِ زیارتِ قبور

گورستان عبرت کے مقامات سے ہے۔ وہاں عبرت حاصل کرنے اور مُردے کو ثواب پہنچانے کی نیت سے جانا مستحب ہے۔ اس غرض کے لئے جمعہ کے دن بعد نماز ہفتے کو رات کے وقت آفتاب نکلنے تک اور پنجشنبہ کو اول روز اور آخر روز میں جانا بہتر ہے اور جب گورستان میں داخل ہو اور قبروں کے قریب پہنچے تو السلام علیکم کہے اور ہو سکے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ پڑھے یہ سُنّت ہے۔
کسی بزرگ یا ولی کی قبر کی زیارت کا صحیح طریق یہ ہے کہ اس کے پاس جا کر بہتر ہے کہ قبلہ رُخ کھڑا ہو جائے اور یا میّت کی طرف رُخ کرے اور دل میں جو کچھ پڑھنا چاہے پڑھے۔ مگر ایسا کرتے وقت ہاتھ باندھ کر نہ کھڑا ہو اور پڑھنے کے بعد اس کا ثواب اس کو بھیج دے۔ مگر دُعا مانگتے وقت ہاتھ کھڑے نہ کرے

Marfat.com

کہ یہ شرک ہے۔ دل ہی دل میں دُعا مانگے۔ دُعا مانگتے وقت کچھ تفرع و تذلل کی بھی حالت پیدا کرے اور اس میں اس بزرگ سے توسل کرے کہ ان کے واسطہ سے میرا فلاں کام کر دے۔ خود اس بزرگ سے کچھ طلب نہ کرے اور جس راستہ سے قبر تک گیا ہو اُسی راستہ سے واپس لوٹ آئے۔ قبر کے گرد چکر نہ لگائے کہ طواف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور طواف کعبۃ اللہ کے سِوا دوسری جگہ حرام ہے۔

صاحبِ قبر سے حاجت نہ مانگے، مدد نہ چاہے۔ اس پر ہاتھ نہ رکھے اور اُسے نہ چومے۔ اسے رکوع و سجدہ نہ کرے۔ اس پر چراغ نہ جلائے۔ میلہ نہ لگائے۔ پھول نہ چڑھائے کہ یہ سب کام مکروہ، حرام اور عادتِ نصاریٰ سے ہیں۔ البتہ اس پر پھولدار درخت اور سبز گھاس اُگاتے میں کوئی حرج نہیں کہ جب تک وہ ترو تازہ رہتی ہے خدا کی ثنا کرتی ہے اور میّت کو اُس کی تسبیح سے انسیت پیدا ہوتی ہے۔

زیارتِ قبور کے لئے سال میں ایک دن مقرر یا مخصوص کرنا خلافِ سُنت ہے۔ عورتوں کو قبروں پر ہرگز نہ جانا چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ عورتیں جب گھر سے قبر پر جانے کے لئے نکلتی ہیں تو ان پر خدا اور اُس کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں اور شیطان انہیں گھیر لیتے ہیں اور جب قبروں پر پہنچتی ہیں رُوحیں ان پر لعنت کرتی ہیں اور جب واپس لوٹتی ہیں تو خدا کی اُن پر لعنت برستی ہے۔

آدابِ ایصالِ ثواب

مرنے والے کو اگر کوئی شخص کسی نیک کام، کلام یا طعام وغیرہ کا ثواب پہنچانا چاہے تو وہ چیز اُسے بجنسہٖ نہیں ملتی بلکہ اس کا ثواب اسے فی الفور پہنچ جاتا ہے۔ مگر اس کے لئے کسی کو واسطہ بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ خود ہی اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ عند اللہ اس چیز کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ کیونکہ ثواب بخشنے کا

Marfat.com

اختیار خود کھانے کے مالک یا تلاوتِ کلام پاک کرنے والے کو ہوتا ہے دوسروں کو نہیں ہوتا اور اجرتاً یہ کام کرانا بے سُود ہے۔

کسی چیز کا ثواب اس کی مقدار یا تعداد پر منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل سے ثواب کئی گُنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی کو ثواب بخشتے وقت اگر دوسرے مسلمانوں کو بھی شریک کر لیا جائے تو افضل ہے۔ اس غرض کے لئے کوئی خاص وقت، دن، مہینہ یا سال مقرر نہ کرے۔ بلکہ جس وقت دل چاہے یا وسعت ہو اپنے روزمرہ کے استعمال میں آنے والی چیزوں کے مطابق دیدے۔ اس کے لئے اس سے تجاوز نہ کرے نہ کوئی خاص اہتمام کرے۔

ایصالِ ثواب کے لئے جو کچھ دے اپنے مال سے دے۔ پرائے مال سے نہ دے۔ اسی طرح مُردے کے ترکہ سے بھی کچھ نہ دے کہ مرنے کے بعد اس کا اس پر کوئی حق نہیں رہتا۔ وہ بعد ادائیگی قرض و وصیّت جائز کے ورثاء کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی مرضی و خوشی سے مرنے والے کو ثواب پہنچانے کی غرض سے اپنے اپنے حصّہ سے کچھ خیرات کر دیں تو مضائقہ نہیں ورنہ جائز نہیں۔ اس لئے افضل یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوسروں کا محتاج ہونے کی بجائے انسان جس قدر اپنے ہاتھ سے خیرات وصدقات دے سکے دے جائے۔ کیا خبر کہ اس کے ورثاء کی ضروریات اس قدر زیادہ ہوں کہ وہ ایصالِ ثواب کے لئے کچھ نہ نکال سکیں۔

تمت بالخیر

Marfat.com

الإستبصار والإستبشار
بما ورد في الكتاب والسنة
في فضل التوبة والإستغفار

فضائلِ توبہ واستغفار

مع رسالہ

گناہوں کی فہرست

تحریر و ترتیب

الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی

ناشر
ادارۂ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی، لاہور

قیمت ۴۸ روپے

Marfat.com

وھذا کتاب انزلنہ مبارک

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً" ص
"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"

اسلامی اخلاق و آداب

"مہد سے لحد تک کے اصول و آدابِ زندگی"

مرتبہ

منشی عبد الرحمٰن خان چھیلک ملتان شہر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور ۲
فون ۶۲۳۳۹۹۱-۳۵۲۲۵۵

Marfat.com